# جلاء صدورنا

فی تحقیق

## احادیث لَیْسَ مِنَّا

از قلم

علامہ محمد علی سکندری

# جلاء صدورنا
# فی تحقیق
# احادیث لیس منا

شارح
عالم نبیل فاضل نوجوان محمد علی سکندری قادری السندی
سابق مدرس رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدرآباد حیدرآباد

نام کتاب: جلاء صدورنا فی تحقیق احادیث لیس منا

مصنف: عالم نبیل فاضل نوجوان شارح احادیث لیس منا حضرت علامہ

**محمد علی سکندری القادری السندی**

نظر ثانی: مفسرِ قرآن زینت الاصفیاء شارح حزب البحر و شارح دلائل الخیرات

**ابو الرضا منظور علی عباسی القادری**

سن اشاعت: ذوالحج 1144 من الهجرة النبوية و عليه الصلاة والسلام جون 2023

ھدیہ:

تعداد: 500

## ملنے کا پتہ

سندھ کتاب گھر پریس کلب حیدر آباد: 03123467513

مکتبہ زم زم آفندی ٹاؤن حیدر آباد: محمد شریف 0313 4812626

محمدی مسجد شہباز ٹاؤن قاسم آباد: 03032426460

مکتبہ نعیمیہ کراچی: محمد ناصر خان چشتی 03002080345

نور مصطفیٰ جامع مسجد عبد اللہ آر کیڈ جامعۃ المصطفویۃ القادریۃ الرضویۃ: 03003728310

آستانہ عالیہ پیغام حسین لیاقت کالونی حیدر آباد: 03003071211

علامہ نعمان رضا قادری کراچی: 03172904307/حافظ دلدار حسین مٹیاری: 03125992786

# فہرست

ان شاء اللہ الکریم

عنقریب

**ابو بکر رضی اللہ عنہ فی القرآن عمر رضی اللہ عنہ فی القرآن**

**عثمان رضی اللہ عنہ فی القرآن علی رضی اللہ عنہ فی القرآن**

رقاب الاکابر تحت قدم

السید عبدالقادر

مصنف

محمد علی سکندری

آپکے ہاتھوں میں ہونگے

# انتساب

بندہ ناچیز اپنی تصنیف کو

محی الملة مقیم السنة وارث الأنبیاء ولی اللہ منبع الإرشاد مرجع الأفراد اما م الائمة سراج الامة،کاشف الغمة، رئیس الفقھاء والمجتھدین سید الاولیاء والمحدثین،امام اعظم ابو حنیفة نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنه وأرضاہ ۞حضور پرنور محی الملة مقیم السنة ملاذ العلماء معاذ العرفا وارث الأنبیاء ولی اللہ منبع الإرشاد مرجع الأفراد إمام الأئمه مالك الازمه کاشف الغمه ملجأ الامه قطب الاعلم امام العارفین سیدی و مرشدی سید محمد راشد صاحب الروضه الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالی عنه وأرضاہ وجعل حرزنا فی الدارین رضاہ کے نام اور حامی السنن ، ماحی الفتن ، بقیة السلف حجة الخلف فرد الأمثال فخر الاکابر اعلیٰ حضرت سید شاہ مردان شاہ المعروف سکندر علی شاہ چھٹ دھنی بادشاہ أعظم اللہ أجرہ ونور اللہ قبرہ وقدس سرہ ورزقنا برہ وأعطاہ المسرة کے نام شرف منسوب کرتاہوں کہ گدائے بے نوا فقیر ناسزا اپنے تاجدار عظیم الجود عمیم العطاکے لطف بے منت وکرم بے علت سے اس صلے کا طالب کہ عفو و عافیت و حسن عاقبت کے ساتھ اس دار ناپائدار سے رخصت ھوتے مصطفیٰ کریم ﷺ کے عزیز پسر

**بتول زھراء** کے **لخت جگر علی المرتضی** کے نورِ نظر **حسن و حسین** کے قرۃ بصر محی سنت **ابی بکر و عمر** (صلی اللہ تعالی علی الحبیب وعلیھم وسلم)

**یعنی** حضور غوث صمداني قطب رباني واهب الامال ومعطي الامانى حضور پر نور غوث اعظم قطب عالم **امام عارفین پیر سائیں سید محمد راشد روضه دھنی حسنی حسینی رضی اللہ تعالی عنه** وارضاہ وجعل حرزنا فی الدارین رضاہ کی **محبت و عشق و عقیدت** واتباع واطاعت پر جائے اور جس دن "یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ" کا ظھور ہو یہ سراپا گناہ زیر لوائے بیکس پناہ سرکار **قادریت** روضہ دھنی ظل آلہ جگہ پائے۔

فإن ذلك على الله يسير إن الله على كل شئ قدير "

گر قبول افتد زہے عزو شرف

کتبه: **سگ کوئے پیر سائیں پاگارہ محمد علی سکندری القادری السندی**

22 ربيع الاول 1444 هجرية النبويه وعليه الصلاة والسلام بمطابق 29 ستمبر 2022

## اظہار تشکر

تمام اور ہر نوع کی حمد اللہ جل وعلا کے لیے جو خالق کائنات اور قیوم کائنات ہے۔ جس نے انسان کو قلم کے ذریعے علم سکھایا اور ہر اس چیز کا علم دیا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ رب حبیب کا صدہا شکر ہے جس نے **فقیر سکندری عفی عنہ** کو فہم عطا کیا اور اس نوع کے تحقیقی عمل کو منتخب اور مکمل کرنے کی توفیق بخشی۔

فقیر کی کتاب جو آپ احباب کے ہاتھوں میں ہے، وہ ایک مقالہ کی صورت میں تھی، جب مقالہ "**مفسرِ قرآن حضرت علامہ مولانا مفتی ابو الرضا منظور علی عباسی القادری السندی طول عمرہ**" کے سامنے آیا تو آپ نے کتابی شکل دینے کا حکم صادر فرمایا اور فقیر سے اصرار فرمایا کہ اس کو چھپوا کر منظرِ عام پر لائیں۔

سو فقیر نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کام کا آغاز کیا اور اللہ کریم کے فضل و کرم سے کتاب "جلاء صدورنا فی تحقیق احادیث لیس منا" چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

فقیر سکندری "**حضرت علامہ مولا مفتی ابو الرضا منظور علی عباسی القادری صاحب**" کا دل کی اتھا گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے، جنہوں نے کمال شفقت فرماتے ہوئے اور ہر لمحہ اپنا قیمتی وقت دیتے اور صبر، حوصلہ سے فقیر کی کم علمی کو مد نظر رکھتے ہوئے اعلیٰ ظرف کا مظاہرہ فرمایا اور مختلف مقامات پر اضافے کا حکم بھی صادر فرمایا۔ اور تحقیقی کام کی تکمیل کروائی۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ اللہ جل وعلا آپ کے علم و عمل اور زندگی میں برکتیں عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین و خاتم النبیین و علی آلہ و صحبہ اجمعین

## حالاتِ مصنف

### ولیٔ کامل مفسرِ قرآن مرجع الخلائق حضرت ابو الرضا مفتی منظور علی عباسی
طال عمرہ

الحمد لله الذي هدنا للايمان والاسلام والصلاة السلام على سيدنا محمد نبيه الذي استنقذنا به من عبادة الاوثان والاصنام وعلى آله و ازواجه واصحابه النجباء البررة الكرام وبعد

محمد علی بن عبدالرحمان دامت برکاتھم العالیہ بن سلیمان بن مچہندو بن کیہچی خان بن بہادر خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے 2001ء پرائمری اسکول میں داخلہ اور 2006ء میں ای گریڈ سے پاس آؤٹ کیا۔ اور حفظ قرآن کا آغاز کرلیا تھا 2010 میں مکمل حفظ قرآن کریم کی دولت سے اپنے سینے کو منور کیا۔ ساتھ ہی دنیاوی تعلیم کو جاری رکھا میٹرک 2011ء میں ای گریڈ سے پاس آؤٹ کیا۔

یہ سب کچھ گھر کا علمی اور تقویٰ کے ماحول کی بدولت ہوا آپ کے والدِ محترم کا تعلق دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی بیحد شغف رہا۔

میں سمجھتا ہوں یہ حافظ کی دولت اور عالم بننے کی سعادت آپ کے والدین کی فراست اور دعائوں کا نتیجہ ہے۔ جبکہ خاندانی قومی اعتبار سے سومرو ہیں۔

آپ نے2010ء کو جامعہ راشدیہ پیرجو گوٹھ ضلع خیرپور میرس میں حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی۔حفظِ قرآن کے بعد آپ نے 2012ء سے درسِ نظامی کا آغاز کیا علم سے بیحد شغف کی وجہ سے علم تجوید پڑھنے کا خیال امڈ آیا ۔ دو سالہ علم تجوید کورس 2014ء میں ممتاز مع الشرف مکمل کیا۔ علمی لگاؤ نے دنیاوی تعلیم کو تکمیل کی طرف رخ کو سامنے رکھتے ہوئے 2015ء میں یونیورسٹی آف سندھ عربک

ڈپارٹمنٹ بی اے اونرس چار سالہ میں ایڈمیشن لیا الشھادت عالمیہ «اے گریڈ» اینڈ ماسٹر عربک 2019ء «اے گریڈ» میں پاس آؤٹ کیا۔

آپکے اساتذہ نے تعلیم سے شغف اور قوتِ حافظہ شوق اور لگن کو دیکھ کر رکن الاسلام جامعہ مجددیہ میں بطورِ استاذ مقرر ہونے کو کہا۔

درسِ نظامی کی مزید علمی تشنگی نے آپ کو الشھادۃ العالمیہ کی طرف متوجہ کیا جس میں مقالہ احادیث لیس منا کے عنوان سے ممتاز مع الشرف تنظیم المدارس پاکستان قرار پائے۔ اس مقام پر اپنے محسن استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمران الازہری کے شکریہ کا آپ کو خوب موقعہ میسر آیا کہ جن کے سایہ فگن میں تحریر مقالہ لکھا۔

علاوٗہ ازیں آپ نے وقت کے کثیر علماء کرام کثرھم اللہ تعالیٰ سے علم دین حاصل کیا جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

استاذ العلماء والفضلاڈاکٹر صاحبزاہ ابوالخیر محمد زبیر نقشبندی مجددی

استاذ العلماء والفضلا صوفی باصفا شیخ الحدیث مفتی غلام شبیر سکندری قادری

استاذ العلماء والفضلاڈاکٹر مفتی محمد صاحبداد خان سکندری قادری

استاذ العلماء والفضلا شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد عمر خلجی قادری

استاذ العلماء والفضلاڈاکٹر عزیز محمود نقشبندی مجددی ازھری

استاذ العلماء والفضلا مفتی رجب علی سکندری نقشبندی

استاذ العلماء والفضلا حضرت مفتی عنایت اللہ سکندری قادری

استاذ العلماء حضرت علامہ سائیں معراج احمد سکندری قادری

استاذ العلماء والفضلا حضرت عبد الوھاب بروھی قادری

استاذ العلماء والفضلا حضرت علامہ محمد طاھر نقشبندی

جب کہ علم المیراث:

ماہر میراث حضرت علامہ مولانا سائیں محمد بچل عباسی قادری نقشبندی مجددی سے خصوصی تعلیم و تربیت حاصل کی اور فقہی کچھ اسباق استاذ العلماء والفضلا شیخ الحدیث مفتی محمد صالح جونیجو نور اللہ مرقدہ سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

درس وتدریس کا آغاز 2019ء سے 2023ء تک شعبۂ عربی نحو لغت وادب میں بحیثیت استاذ رکن الاسلام جامعہ مجددیہ میں خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

آپ مذھباً حنفی عقیدۃً ماتریدی مسلک اہل سنت و جماعت اور مشرباً قادری ہیں۔

جبکہ دست بیعت حامی السنن، ماحی الفتن، بقیۃ السلف حجۃ الخلف فرد الأمثال فخر الاکابر اعلی حضرت سید شاہ مردان شاہ المعروف سکندر علی شاہ چھٹ دھنی بادشاہ اعظم اللہ اجرہ ونور اللہ قبرہ سے حاصل کی۔

رشتۂ ازدواج ابھی تک قائم نہیں کیا۔

1444 ہجرۃ النبویۃ وعلیہ الصلاۃ والسلام بمطابق 2022ء میں سلسلہ عالیہ قادریہ سلسلہ عالیہ شاذلیہ میں بعض مشائخ کرام نے اوراد وظائف کی اجازت عطا فرمائی۔

**موصوف کی تحقیقی و تصنیفی خدمات:**

**پہلا رسالہ:**

رقاب الاکابر تحت قدم سید عبد القادر 2020ء تقریبا 100 صفحات پر مشتمل غیر مطبوعہ

جلاء الصدورنا فی تحقیق احادیث لیس منا 2022ء تقریبا 208 صفحات پر مشتمل ہے، جو آپ احباب کے ہاتھوں میں ہے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ فی القرآن، عمر رضی اللہ عنہ فی القرآن، عثمان رضی اللہ عنہ فی القرآن پر کام جاری ہے۔ علی رضی اللہ عنہ فی القرآن (تقربا 800 صفحات پر مشتمل غیر مطبوعہ) (ان شاء اللہ العظیم بہت جلد آپ احباب کے ہاتھوں کی رونق بنیں گے)۔

یہ سب موصوف پر فضل الٰہی اور بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔
باقی رہے معاندین متحاسدین کا تسلسل زمانہ قدیم سے ہے۔
**قرآن کریم میں ہے :** وَإِذَا خَلَوۡا عَضُّوا عَلَيۡكُمُ الۡأَنَامِلَ مِنَ الۡغَيۡظِ قُلۡ مُوتُوا بِغَيۡظِكُمۡ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ
اور جب وہ تنہا ہوتے ہیں تو چباتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ سے (اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) آپ فرمایئے مر جاؤ اپنے غصہ (کی آگ میں جل مرو) یقیناً اللہ خوب جاننے والا ہے دلوں کا۔ [1]
ہم دعا گو ہیں کہ مولی تعالیٰ موصوف کو تشریح تحریر تقریر تدریس میں اور زور بازو بنائے اور خلیفہ اول بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا صدقہ :
وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ۔ [2] کے شر سے محفوظ و مامون فرمائے۔

حررہ:

**ابوالرضا منظور علی عباسی القادری غفرلہ القوی**

مدیر: جامعۃ المصطفویہ القادریہ الرضویہ

20 جمادی الثانی 1444 ہجرۃ النبویۃ وعلیہ الصلاۃ والسلام

بمطابق 13 جنوری 2023ء جمعۃ المبارک

---

[1] آل عمران: 119

[2] فلق: 5

# تقریظ

استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث والتفسیر ڈاکٹر صاحبزادہ ابو الخیر محمد زبیر نقشبندی الوری الازہری زیدہ شرفا تکریما و تحریما (زیبِ نشین آستانہ عالیہ رکنویہ محمودیہ صدر جمعیت علمائے پاکستان و ملی یکجہتی کاؤنسل)

## نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم :

اما بعد : محبی و مخلصی مدرس رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حضرت مولانا محمد علی سکندری قادری زید شرفہ نے بڑے اہل اور خوبصورت موضوع پر قلم اٹھایا ہے یعنی جن جن امور کے بارے میں آقائے دو جہاں ﷺ نے "لیس منا" (ہم میں سے نہیں) فرمایا ہے، ان کو اس کتاب میں یکجا کر دیا ہے۔ تاکہ حضور کا ایک سچا امتی ان قبیح اعمال سے اجتناب کرے، جو ہمارے آقا ﷺ کو اتنے ناپسند ہیں کہ انکے کرنے والے کے لئے آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ ایسا شخص ہم میں سے نہیں۔ مولانا محمد علی سکندری زید شرفہ نے جس محنت سے ان احادیث کو یکجا کیا ہے۔ اور اس کے صحیح مفہوم کو بیان کیا ہے وہ بیحد لائقِ تحسین ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے مولانا کی اس کاوش کو اپنی اور اپنے محبوب کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ اور اس کے ذریعے مخلوقِ خدا کو ہدایت عطا کر کے مولانا کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے ۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین ۔

ابو الخیر محمد زبیر عفی عنہ رکن الاسلام جامعہ مجددیہ

3ربیع الآخر 1444 ھجرۃ النبویۃ وعلیہ الصلاۃ والسلام بمطابق

30اکتوبر2022ء

شیخ الحدیث محامد العلماء مفتئ اعظم سندھ و بلوچستان حضرت علامہ مولانا مفتی احمد میاں برکاتی زید شرفہ

پیش نظر کتاب جلاء صدورن فی تحقیق احادیث " لیس منا " کے مرتب حضرت فاضل جلیل علامہ مولانا محمد علی سکندری زید کرمہ ہیں۔ موصوف فاضلِ نوجوان نے ایک اہم موضوع پر تحقیق فرمائی ہے ، یعنی وہ احادیث اور اقوالِ مبارکہ ، جن میں سیدِ کائنات احمدِ مجتبی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے ، بعض عادات اور کاموں پر فرمایا کہ "ایسا کرنے والا " یا ایسا عمل " ہم سے نہیں ہے لہٰذا ہر امتی پہ لازم ہے کہ وہ ایسی عادات سے قطعاً دور رہے۔ ایسا نہ کرنا نیکی کو دور کردیگا اور برائی کو قریب کردیگا، بلکہ وہ امتی کی صَف سے نکل بھی سکتا ہے۔

عنوان بہت اہم ہے اور اس طرح کے مضامین پڑھنے سے فائدہ یہ ہوگا کہ بندہ اس کام سے بچے گا ، اپنے قول و فعل سے وہ کام کرے گا ، جس سے صرف اسلام میں ہی محفوظ رہے گا ، کتاب میں **تقریبا بتیس مضامین ہیں** ، جن میں لَیسَ مِنا فرمایا گیا۔ اور یہ وعید یت حساس اور توجہ ہے اور کے قابل ہے۔ **موضوع بہت اہم ہے اور نازک ہے۔**

**فقیر نے پہلی مرتبہ ایسی کوشش دیکھی ہے** ، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ لازمی طور پر ، ان احادیث پر گہری نگاہ ڈالے اور عمل کرے ، بلکہ دوسروں کو بھی بتائے ، بہت سے لوگ ان کو سمجھ کر برائی سے بچ جائیں گے۔

عزیزم مولانا منظور علی عباسی زید کرمہ ان کو میرے پاس لائے اور کتاب پڑھ کر ، کچھ لکھنے کی تحریک دی۔ فاضلِ نوجوان نے ماشاء اللہ جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ اور رکن الاسلام جامعہ مجددیہ میں تعلیم حاصل کی اور 2019 میں تعلیم مکمل فرمائی۔

**پیر جو گوٹھ جامعہ راشدیہ سے فقیر کو گہرا انس ہے** دیگر علماء کے علاوہ، وہاں کے **سینئر ترین استاذ المکرم شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا تقدس علی خان صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان** سے فقیر کو شرف تلمذ حاصل ہے۔ کیونکہ وہ سیدی امام احمد رضاخاں قادری برکاتی نوری رضی اللہ عنہ کے نواسے اور شاگرد میں، حضرت علامہ نے **شرح جامی کا خطبہ سیدی اعلیحضرت امام احمد رضاخان سے پڑھا۔ اور فقیر نے حضرت علامہ تقدس علی رضی اللہ عنہ سے پڑھا۔** اسطرح فقیر کو اعلیحضرت رضی اللہ عنہ سے ایک واسطے سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ یہ تحدیث نعمت ہے۔

فاضل مرتب مولانا محمد علی سکندری مدظلہ نے اس کے علاوہ بھی بہت سے عنوانات پر احادیث ضمناً ذکر کی ہیں، جو ایمان اور علم کو تازہ کرتی ہیں۔

اللہ کریم جل جلالہ قبول فرمائے اور کتاب کو قبولیت تامہ عامہ عطافرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین النبي الامین الارث الافضل النجیب صلی اللہ علیہ وسلم

حررہ:

العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ

خادم اعلیٰ دار الافتاء خلیلیہ احسن البرکات

21 رجب المرجب 1444 ھجرۃ النبویۃ، بمطابق 13 فروری 2023ء

پیر طریقت رہبر شریعت سالار خانقاہ عالیہ فضل آباد شریف ما تلیمسکین حضرت پیر

محمد کرم اللہ قادری نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَعَلٰی صَحْبِہِ الْغُرِّ الْمَیَامِیْنَ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. اما بعد:

رسولِ اکرم ہادیءِ عالم، سرورِ کونین سیّد الثقلین صاحبِ قاب قوسین، خاتم النّبیین اِمامُ المُرسَلین کی ذات ستودہ صفات وہ مینارہء نور ہے جن کی ضیاء پاشیوں سے بزمِ کائنات روشن ہے۔ آپ معلم انسانیت ہیں، آپ رہبر ور ہنما ہیں۔ آپ نے جو کچھ فرمایا اور جو کچھ آپ کی زبانِ مبارک سے نکلا وہ حق اور سچ ہے کیونکہ وہ وحی الاہی ہے۔ قرآنِ مجید نے فرمایا۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝۳ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝۴

وہ (اپنی) خواہش نفس سے نہیں بولتے۔ جو کچھ انھوں نے فرمایا وہ وحی الاہی ہے جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے رب کائنات کی طرف سے۔[1]

ایک مؤمن کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ہر بات کو حق اور سچ سمجھے اور اس پہ عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے کیونکہ کامیابی کے راستے دہلیزِ مصطفیٰ ﷺ سے ہو کر گزرتے ہیں۔ ان کے راستے کو چھوڑ کر نہ تو کوئی نجات پاسکتا ہے نہ صلاح اور فلاح حاصل کرسکتا ہے۔ ان کا ہر قول ہر حدیث علم و عرفان کا آئینہ دار ہے۔ احادیثِ نبویہ کو پڑھنا باعثِ خیر و برکت ہے۔ ان پر عمل کرنا ذریعہ نجات ہے۔ احادیث نبویہ کو پھیلانا

[1] النجم: 3۔4

صدقہ جاریہ ہے اور جو یہ عمل کرتا ہے وہ اپنے آپ کو دعاء نبوی کا حقدار بناتا ہے جو آپ نے دعافرمائی تھی:

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا اللہ اس کو خوش وخرم تروتازہ رکھے جو ہمارا کلام سنے اور جیسے سنا ہے اس کو اسی طرح آگے پھیلائے۔ [1]

فاضلِ جلیل عالمِ نبیل حضرت مولانا محمد علی سکندری زاد اللہ شرفہٗ نے یہ کتاب لاجواب لکھ کر اپنے آپ کو اس دعاءِ نبوی کا مستحق بنالیا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے ایک ہی مفہوم کی احادیثِ نبویہ کو جمع فرمایا ہے جن میں رسولِ اکرم نے "لیس منا" فرما کر ان اعمال سے امت کو متنبہ کیا ہے اور ان کے ارتکاب سے منع فرمایا ہے۔ جو ان کو ناپسند ہیں۔ اور جن سے بچنے میں امت کی عافیت ہے۔ ایک صنف کی اتنی احادیثِ مبارکہ کو یکجا کرنا سخت محنت طلب کام تھا جو موصوف نے کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اللہ کریم ان کے علم میں اور قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

دعاگو:

فقیر کرم اللہ قادری نقشبندی

خانقاہ عالیہ فضل آباد شریف ماتلی بروز پیر ٦ شعبان ۱۴۴۴ھ بمطابق ۲۷ فروری ۲۰۲۳ء

[1] سنن الترمذي 5/ 34 نوادر الأصول في أحاديث الرسول 4/ 117

عزت مآب محترم جناب ڈاکٹر نصر اللہ قریشی صاحب

لیکچرر، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

**نحمدہ ونصلی ونسلم**

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو تمام مخلوقات پر عبادات میں برتری کے ساتھ ساتھ اخلاق اور کردار میں بھی نمایاں مقام عطا فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ بنایا۔ امیر خسرو اسی طرف اشارہ کرتے فرماتے ہیں:

خط سبز ولب لعل ورخ زیبا داری    حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

شیوۂ و شکل و شمائل وحرکات وسکنات    آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری[1]

آپ ﷺ کے لیے اس بنا پر "معلم، معلم اخلاق، معلم انسانیت اور اخلاق کو عروج بخشنے والا نبی" جیسے القابات کا تذکرہ کتاب اللہ میں اشارۃً اور احادیث مبارکہ میں واضح طور ملتا ہے۔[2] آپ ﷺ نے بحیثیت معلمِ اخلاق تمام انسانوں کو اخلاقِ حسنہ

---

1 ترجمہ: آپ کا خط سبز، لب سرخ اور چہرہ خوبصورت ہے۔ آپ میں حضرت یوسف کا حسن، حضرت عیسیٰ کی پھونک اور حضرت موسیٰ (علیہم السلام) کا ید بیضا ہے۔ صورت و سیرت اور عادت و خصلت جو تمام جہان کے خوب تر لوگوں کے نصیب متفرق انداز میں تھا وہ تمام آپ کی ذات میں یکجا ہے۔

[2] حدیث مبارکہ میں ہے: "وإنما بعثت معلما " حدیث نمبر: 40، سنن ابن ماجه (1/ 83) معلم اخلاق اور اخلاق کو معراج بخشنے والا نبی کے تعلق حدیث مبارکہ میں ہے: إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق. مسند البزار = البحر الزخار (15/ 364) شرح السنة للبغوي (13/ 202) 3622

اور سیئہ کے مابین تفریق واضح کرے ان اعمال کے دنیاوی اور اخروی نتائج سے بھی آگاہ کیا۔ بحیثیت مسلمان ہمارا دعوی ہے کہ ہم عاشقِ رسول ﷺ ہیں۔ مگر ایک سچے عاشق کی جانچ پرکھ کا معیار کیا ہوگا؟ اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ نے اپنی احادیثِ مبارکہ کے ذریعے عاشقِ صادق کے گروہ داخل ہونے اور خارج ہو جانے کا معیار بیان کیا ہے۔ جہاں بعض ناپسندیدہ ترین اخلاق بیان کئے گئے ہیں جن سے دور نہ رہنے والے کے لیے حضور ﷺ نے تعلق یا رابطہ منقطع کرکے ایک طرح سے اعلانِ براءت کردیا ہے۔ بحیثیت معلم یہ ایسی حکمت تھی کہ اہل بیت اور صحابہ اکرام جیسے سچے عشاقِ رسول نے تو اپنی عادت ہی بنالی کہ ایسے اعمالِ سیئہ سے دُور اور حد درجہ محتاط رہے۔ ہمیں بھی بحیثیت امتی ایسے تمام برے اعمال جو ربطِ محبوب کو منقطع یا جانبین کی "لا تعلّق" پر منتج ہوں ان اعمالِ سیئہ کے قریب تک جانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

ایسے اعمالِ سیہ کتبِ احادیث میں مختلف الفاظ سے منتشر ملتے ہیں۔ "لیس منا" کے ساتھ ساتھ "لیس منی" اور "لیس من امتی" کے الفاظ اس ضمن میں خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ سرزمینِ سندھ کے فاضل دوست حضرت علامہ مولانا محمد علی سکندری کی یہ کتاب ایسے اعمالِ سیئہ کی نشاندہی اور ان کی تشریح وتوضیح کے سلسلے میں اہم پیش رفت ہے۔آپ نے نہ صرف احادیث کی جمع وتدوین میں حد درجہ تحقیق کی ہے بلکہ احادیث مبارکہ کے مفاہم کو شارحین کی کتب سے استفادہ کرتے ہوئے وضاحت بھی

کی ہے۔ اس وضاحت کے دوران جہاں فقہی مسائل بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی آپ فقہ حنفی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مسائل واحکام بیان کرتے ہیں۔ عصری تقاضوں کے پیش نظر علامہ صاحب نے احادیث میں مذکور عہد نبوی کے معاشرے اور موجودہ معاشرے کے مابین بہت خوبصورت ربط قائم کرکے معاصر مسائل پر بھی ان احادیث مبارکہ کی تطبیق کرتے ہوئے اپنی رائے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کی بہترین مثال "تیر اندازی سیکھنے کے بعد بھلادینے پر لا تعلّقی کی وعید" ہے۔ اس حدیث کے تحت مولانا صاحب نے موجودہ زمانے میں پائی جانے والی حربی اور غیر حربی صلاحتوں کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

درج بالا خوبیوں سے مزین یہ کتاب ایک عاشق صادق کے لیے نہ صرف اپنے محبوب نبی ﷺ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے میں معاونت کرسکتی ہے بلکہ معاشرے میں اخلاقِ سیئہ کے خاتمے میں بھی اپنا مثبت کردار ادا کرسکتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی حضرت علامہ مولانا محمد علی سکندری صاحب اور اس کار خیر میں شامل تمام افراد اور ان کے اہل خانہ کے لیے یہ کاوش دنیا وآخرت میں خیر کا باعث بنائے۔ آمین

ڈاکٹر نصر اللہ قریشی

لیکچرر، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

15 ذوالقعدہ 1444ھ بمطابق 6 جون 2023

مفسرِ قرآن، شارح حدیث حضرت علامہ مولانا **ابوالشرف مفتی محمد عمر خلجی** دامت فیوضہم

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ:

ماشاء اللہ!!

حضرت مولانا محمد علی سکندری فاضل رکن الاسلام جامعہ مجددیہ نے

"لیس منا" کی ایضاح میں فقہاء و محدثینِ کرام اور ائمۂ عظام کے اقوال سے کوشش کی ہے، قابل ستائش ہے۔

اللہ کریم ان کی سعی کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شیخ الحدیث رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدرآباد

ابوالشرف مفتی محمد عمر خلجی عفی عنہ

15 ربیع النور 1444 ھجرۃ النبویۃ وعلیہ الصلاۃ والسلام

بمطابق 12 اکتوبر 2022ء

## پیر طریقت رہبر شریعت سالار خانقاہ عالیہ مسکین پور یادگارِ اسلاف حضرت پیر محمد سرور منیری فیض پوری دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد:

بندہ ناچیز نے کتاب مسمّٰی بہ جلاء صدورنا فی تحقیق احادیث لیس منا کا مختلف مقامات سے مطالعہ کیا ماشاء اللہ عوام اور خواص کے لیے یکساں مفید پایا۔ حضرت علامہ محمد علی سکندری نے ایک اہم مسئلے پر قلم اٹھایا ہے کتاب ھذا جس موضوع کے اعتبار سے دلچسپ ہے اسی طرح ترتیب اور انداز تحریر کے اعتبار سے بھی دلچسپ ہے۔ اور کتاب کا مطالعہ کرنے سے اندازہ لگایا کے موصوف وسیع المطالعہ ہیں۔ اللہ کریم موصوف کے علم و عمل اور ذوقِ اخلاص میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور کتاب ھذا کو ہدایت کا ذریعہ بنائے اور دارالآخرت میں نجات کا وسیلہ بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔

فقد بندۂ ناچیز محمد سرور نقشبندی منیری فیض پوری
مہتمم دار العلوم محمدی نقشبندی غفغاری
21 رمضان المبارک 1444ھ بمطابق 12 اپریل 2023

## گدائے اہل بیت واصحاب مفتی محمد ھاشم سندھی

(محقق: موسوعۃ الامام المہدی (امام مھدی انسائیکلوپیڈیا)

(ڈائریکٹر: دی اسلامک ریسرچ سینٹر، DHA، کراچی)

انسان کا امت محمدیہ کا فرد ہونا اس کی بہت بڑی خوش بختی اور سعادت مندی ہے کیونکہ یہ وہ امت ہے جو پہلی امتوں سے بہتر اور افضل ہے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: تم سترویں امت ہو اگرچہ اس دنیا میں آخری امت ہو لیکن فضیلت میں تم سب سابقہ امتوں سے اللہ کے بہتر اور معزز ہو۔ لیکن انسان کی یہ کس قدر بد بختی اور بد قسمتی ہے کہ جس کو اس کی بعض بری اور قبیح حرکتوں اور بعض جرائم کی وجہ سے امام کائنات ﷺ صاحب ہذہ الامۃ نے اپنی مبارک زبان سے امت سے خارج کردیں یا امت سے تعلق ورشتہ ٹوٹ جانے کی خبر سنائیں۔ کتب احادیث میں کئی ایسی احادیث موجود ہیں جن میں ایسے گناہوں کا ذکر ہے کہ جن کو اختیار کرنے سے انسان امت محمدیہ سے خارج ہونے کا حق دار ٹھرتا ہے۔ دھوکہ وفراڈ کرنے والے چھوٹوں پر رحم نہ کرنے والے، بڑوں کی عزت وتوقیر نہ کرنے والوں کے متعلق وعیدیں وارد ہوئی ہیں لیکن احادیث مبارکہ میں یہ الفاظ نہیں کہ "**فهو ليس من أمتي**" یعنی وہ میری امت میں سے نہیں بلکہ "فلیس منا" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں یعنی ہمارے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہماری امت میں سے نہیں اگر یہ مطلب لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے کاموں کا مرتکب کافر ہوگیا اور وہ کبھی بھی جہنم سے نہیں نکالا جائے گا۔ حالانکہ خود قرآن مجید فرماتا ہے کہ مشرک کے علاوہ باقی کبیرہ گناہ جسے اللہ تعالی چاہے ابتدا ہی میں معاف کردے یا بالآخر معاف کردے۔ لہٰذا اگر ان کاموں کا مرتکب امت سے خارج ہے اور کافر ہو چکا ہے تو اس کی مغفرت ہر گز نہ ہوگی اور یہ بات نص قرآنی اور کتنی ہی صحیح احادیث کے خلاف ہے۔

لہٰذا اس کا یہ مطلب نہیں بلکہ یہ اس طرح ہے جس طرح کسی نالائق بچے کو اس کا والد یہ کہتا ہے کہ تو میرا بیٹا ہی نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ تو میرا حلالی بیٹا ہی نہیں اور میری اولاد سے خارج ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تو میرا لائق اور نیک و صالح بیٹا نہیں ہر زبان میں کلام مبالغہ اور زور پیدا کرنے کے لیے اس طرح افعال بد کو استعمال کیا جاتا ہے، یعنی اگر تو میرا بیٹا ہوتا تو میرے ساتھ اس طرح کا سلوک نہ کرتا اور اس قدر میری نافرمانی نہ کرتا گویا کہ تو مجھے اپنا باپ ہی تسلیم نہیں کرتا۔اس طرح کی عبارات ہر زبان میں کلام میں مبالغہ اور اہمیت ظاہر کرنے کے لیے موجود ہیں جو مجاز یا استعارہ یا تشبیہ بلیغ وغیرہ میں پیش کی جاتی ہیں اور اہل لسان کہنے والے جسے کہا گیا ہے اور کس حالت میں کہا گیا ہے ان سب باتوں کو مد نظر رکھ کر پھر اس کا صحیح مطلب اخذ کرتے ہیں۔زیر تبصرہ کتاب "**جلاء صدورنا فی تحقیق احادیث لیس منا**" میں محترم مفتی محمد علی سکندری القادری السندی، نے وہ احادیث صحیحہ جمع کردی ہیں جن میں ایسے گناہوں کا ذکر ہے جن کے ارتکاب کی بناپر انسان اس سخت وعید کا حق دار بن جاتا ہے۔اور رسول اللہ ﷺ نے شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ ایسے شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہماری اصلاح کا ذریعہ بنائے اور ہمیں اس وعید سے بچائے۔ **آمین بحرمة سید المرسلین و علی آله الطیبین الطاهرین و اصحابه المکرمین۔**

محمد ہاشم السندی

21ربیع النور1444ھ بمطابق18اکتوبر2022

# پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ الذی ھدانا بھدایۃ العلم والعرفان والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ صاحب الوحی والفرقان

اما بعد۔۔۔۔۔۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان ۔ [1]

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَ الۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ﴿۱﴾

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔ [2]

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا ﴿۷۰﴾ یُّصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ﴿۷۱﴾

اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار

---

[1] آل عمران: 102

[2] النساء: 1

دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمان برداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی ۔ [1]

حمد و ثناء، کبریائی، بڑائی اور عظمت اُس قادرِ مطلق کے لیے جس کی خاص عنایت، فضل و کرم سے احادیث رسول ﷺ کی تشریح و توضیح لکھنے کی توفیق اور سعادت میسر آئی۔ درود و سلام سید الانبیاء و خاتم المرسلین جناب محمد الرسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر جو ہمارے رہبر و رہنما اور مرشد بن کر اس کائنات میں تشریف لائے۔آپ ﷺ کی سیرت سارے جہان کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ رحمت و بخشش اور بلندی درجات کی دعا آلِ محمد ﷺ اور اصحاب محمد ﷺ کے لیے جن کی محبت و عقیدت کو اصل جزو ایمان اور ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔

احادیث رسول ﷺ قرآن مجید سے الگ کوئی نیا دین نہیں بلکہ یہ قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل اور قرآن کی تفسیر و تشریح ہیں۔ دینِ اسلام کی تکمیل احادیث نبویہ ﷺ کے بغیر ہر گز ممکن نہیں ہو سکتی۔

اللہ عزاسمہ اپنی لاریب کتاب میں فرامین رسول ﷺ کی حجیت کو ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝٣ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝٤

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو اُنہیں کی جاتی ہے ۔ [2]

---

[1] الأحزاب: 70-71

[2] النجم: 3،4

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔[1]

احادیث نبویہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو نصیحت فرمائی تھی کہ وہ دین کی باتوں کو خوب دھیان سے ضبط کریں اور انہیں دوسروں کے سامنے بیان کریں۔ کتبِ احادیث میں حضور سید عالم ﷺ کا فرمان نقل کیا گیا ہے۔

تَسْمَعُونَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ وَيُسْمَعُ مِمَّنْ سَمِعَ مِنْكُمْ

آج تم مجھ سے دین کی باتیں سنتے ہو، کل تم سے دین کی باتیں سنی جائیں گی۔ پھر ان لوگوں سے دین کی باتیں سنی جائیں گی جن لوگوں نے تم سے دین کی باتیں سنی تھیں۔[2]

لہٰذا تم خوب دھیان سے سنو اور اس کو اپنے بعد والوں تک پہنچاؤ، پھر وہ لوگ اپنے بعد والوں تک پہنچائیں گے اور یہ سلسلہ ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

رب لم یزل نے نبی پاک ﷺ کو الفاظ کی گہرائی اور جامعیت بھی عطا فرمائی تھی اور مضامین کی وسعت بھی، ایک طرف آپ کے مختصر کلمات نہایت وسیع مفاہیم کو گھیرے ہوئے ہیں تو دوسری طرف آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ہمیں واضح راہ نمائی عطا کرتی ہیں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت،

---

[1] الحشر :7

[2] سنن ابی داؤد الرقم 3659، مستدرک علی الصحیحین الرقم 328، مسند احمد الرقم 2945

اخلاق دور جدید کے تقاضے اور تعمیر کردار، الغرض کوئی میدان عمل ایسا نہیں جہاں آپ ﷺ نے ہمیں اپنے چشمۂ صافی سے سیراب نہ فرمایا ہو۔

آقائے دو عالم ﷺ نے اپنی امت کو بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور برائی سے روکنے کے لیے ترغیب و ترہیب، ذکر سزا وجزا اور وعید میں سے ہر ایک اسلوب اختیار فرمایا ہے۔ کبھی آپ اعمالِ حسنہ کے فضائل سنا کر لوگوں کو ان کی طرف راغب کرتے ہیں اور کبھی اعمال سیئہ کے مضرات سے اپنی امت کو آشنا کرتے ہیں، یہ دونوں اسلوب ایک کامیاب اور پر اثر داعی کا زادِ راہ اور توشۂ سفر ہیں۔

اسی سلسلہ میں احقر نے ان احادیث کو جمع کرنے کا ارادہ کیا جن میں نبی پاک ﷺ شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے یہاں تک فرمادیا کہ "فَلَیْسَ مِنَّا" ایسے شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ گویا کہ یہ اعمال اس قدر قابل اجتناب ہیں کہ ان کے حامل شخص کو امام الانبیاء ﷺ اپنی امت، اپنی ملت، اپنے طریقے اور اپنے اندازِ زندگی سے ہٹا ہوا اقرار دے رہے ہیں اور آپ ﷺ کو ایسے شخص پر شدید رنج اور افسوس ہے۔

یوں تو "لیس منا" کے مفہوم پر بہت سی آراء سامنے آتی ہیں جن پر اگلے چند صفحات میں روشنی ڈالی جائے گی۔ (انشاء اللہ العظیم)

علمی انحطاط و زوال، سرسری کتب بینی، دینیات میں گفتگو کی جرات جیسے امور کی بنیاد پر دیکھنے میں آرہے ہیں، ہر تیسرا شخص خود کو افتاء کے منصب پر فائز سمجھتا ہے اور فتوی

دینے کی کوشش کرتا ہے۔ جو کہ دینِ اسلام اور دینی معاشرے کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

"لیس منا" جیسے کلمات کی غلط تشریح و توضیح محض بغض، کینہ اور عناد اور کبھی غلط فہمی کی بنیاد پر مد مقابل صحیح العقیدہ مسلمان کو اسلام سے خارج کرنے جیسے عمل کا سد باب کرنا۔

"لیس منا" اپنے اندر وسیع تر مفہوم لیے ہوئے ہے۔ اگر کہا جائے کہ :

"لیس منا" اپنے مفہوم کی دو طرفوں کو سموئے ہوئے ہے تو قطعاً بے جا نہ ہو گا۔

جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ بعض اوقات تو یہ مبارک جملہ انتہائی شدت پر مشتمل ہوتا ہے، جبکہ بعض اوقات یہ مخاطبین کو کسی کام سے بچنے پر تو رہنمائی کرتا ہے لیکن معنوی شدت موجود نہیں رہتی۔

فقیر نے جب اس کے مختلف معانی پر نظر کی اور دوسری جانب اس کے معنی کے بیان میں بے احتیاطیاں دیکھیں تو ہر ہر حدیث کو الگ الگ بیان کرکے اس کے درست معنی کی نشاندہی کرنے کا عزم کیا۔

اس امید پر کہ شاید فقیر کسی کی رہنمائی اور ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ "اللہ کی قسم! اللہ جل وعلا تمہارے ذریعے کسی ایک شخص کو ہدایت عطا فرمادے تو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔ [1]

ان اردت الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

[1] صحیح البخاری الرقم 2942 - 3009 - 3701 - 4201 - صحیح مسلم الرقم 2406

جب ہم اس کتابچہ پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں تو ان اعمال کی درج ذیل فہرست ہمارے سامنے آتی ہے جن کے حامل اشخاص کے بارے میں امام الانبیاء ﷺ نے وعید سنائی ہے۔

الف: قرآن مجید کو خوبصورت آواز سے نہ پڑھنا۔

ب: جھوٹا دعوی کرنا۔

ج: علماء کی توقیر سے روگردانی۔

د: عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا۔

ھ: سنت نبوی سے پہلو تہی کرنا۔

و: بڑوں کی تعظیم نہ کرنا۔

ز: جادو کرنا۔

ح: جادو کروانا۔

ط: بادشاہوں اور اہل اقدار کی خوشامد اور چاپلوسی کرنا۔

ی: قدرت کے باوجود نکاح نہ کرنا۔

ک: چھوٹوں پر شفقت نہ کرنا۔

ل: عصبیت کی طرف دعوت دینا یا عصبیت پر مرنا۔

م: غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنا۔

ن: بدلے کے ڈر سے سانپ نہ مارنا۔

س: گھڑ دوڑ میں بددیانتی سے کام لینا۔

ع: بدشگونی کرنا۔

ف: بدشگونی کروانا۔

ص: نوحہ کرنا۔

ق: ماتم کرنا۔

ر: بے حد لمبی مونچھیں رکھنا۔

ش: تیر اندازی اور جنگی تربیت سیکھ کر چھوڑ دینا۔

ت: تقدیر کا انکار۔

ث: مسلمان پر اسلحہ اٹھانا یا اسے خوف زدہ کرنا۔

خ: کہانت کرنا۔

ذ: کہانت کروانا۔

ض: مصیبت کے وقت بطور ماتم کے سر اور داڑھی کے بال مونڈنا۔

ظ: مصیبت کے وقت گریبان پھاڑنا۔

ان احادیث کو جمع کرنے کا مقصد محض اتنا ہے کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے درست معنی کی تعیین کی جاسکے تاکہ عقائد و اعمال کے معاملے میں صحیح جہت کے تعین میں ممکنہ کوتاہی سے بچا جاسکے۔

اور بالخصوص وہ احادیثِ رسول ﷺ جن پر گفتگو کا فقیر نے انتخاب کیا، وہ مخصوص قسم کے افراد پر جنابِ رحمۃ للعالمین ﷺ کی شدید ناراضگی کی ترجمانی کرنے والی ہیں۔ اور یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ ایک جانب اللہ جل وعلا نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا اور دوسری جانب وہی ہستی کسی عمل پر ایسی ناراضگی کا اظہار فرمائے کہ مخصوص افعال کے مرتکب کو اپنی ذاتِ والا سے منقطع کرتے ہوئے فرمادیں:

**وہ ہم میں سے نہیں۔**

لہٰذا جہاں ان افعال واعمال کو جاننا ضروری ہے کہ جن پر اس قسم کی شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا گیا، وہیں ان احادیثِ طیبات کے درست معنیٰ کی نشاندہی بھی ضروری ہے۔
ورنہ اس قسم کے افعال واعمال سے اجتناب نہ ہو پائے گا، اور اگر ان افعال واعمال سے اجتناب کی راہ نکل آئی تو درست معنیٰ کی نشاندہی کے بغیر افراط و تفریط کا شکار ہونا لازمی امر ہے۔
سو **فقیر سکندری عفی عنہ** نے ضروری سمجھا کہ:
ان افعال واعمال کو یکجا جمع کیا جائے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قسم کے الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔
نیز ہر ارشاد کو معروضی حالات اور کلامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیاق وسباق کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے درست معنیٰ کی نشاندہی کی جائے۔ تاکہ افراط و تفریط سے بچنا ممکن ہوسکے۔
ان احادیث کو مستند ائمہ کی تشریحات کے ساتھ ایک مجموعہ میں ذکر کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ ہم ان برے اعمال سے بچنے کی کوشش کریں جو اللہ تعالی کی ناراضگی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل آزاری کی وجہ بن سکتے ہوں۔
اللہ جل وعلا سے دعا ہے کہ اللہ تعالی میرے سینے کو کھولے ان احادیث کو جمع کرنے جن میں یہ الفاظ (**ليس منا**) (**فليس منا**) (**فليس مني**) (**ليس من أمتي**) وارد ہوئے ہیں اور لفظ "**ليس منا**" کے مفہوم کی تشریح اور اس کی حکمتیں لکھنے میں۔

چنا ہے میں نے ورق ورق سے حسین پھولوں کا ایک مجسم
عروج ہوگا یہ میرے فن کا قبولیت کا ملے جو سنگم
ترے کرم سے قبول ہوں گے یہ حرف چنداں، عیاں ہے گرچہ
زباں بھی میری فصیح نہیں ہے، بیان وتحریر بھی بے ہنگم

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ جل وعلا اپنے پیارے نبی امام الانبیاء خاتم النبیین ﷺ آلِ رسول اور اصحابِ رسول ﷺ کے طفیل اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

آمین بحرمة سید الابرار والمرسلین و علی آلہ وصحبہ اجمعین

**کتبہ:** سگ درِ زہراء سلام اللہ علیہا **محمد علی سکندری القادری السندی**

2ربیع الاول1444ھ بمطابق29ستمبر2022

## لیس منا کا مفہوم

لیس منا کا معنی ہے وہ ہم میں سے نہیں ، یہ جملہ کسی شخص سے نفرت ، بیزاری اور براءت کا اظہار کرنے کے لیے بولا جاتا ہے ، اور اس جملہ میں چند احتمالات پیدا ہوتے ہیں۔

"وہ ہم میں سے نہیں" سے کیا مراد ہے؟ کیا ہماری اُمت میں سے نہیں، سچے کامیاب مسلمانوں میں سے نہیں، ہمارے طریقے پر نہیں، ہمارے حکم اور فیصلے پر نہیں یا جو لوگ شفاعت کے حق دار ٹھہریں گے ان میں سے نہیں۔

اس سلسلہ میں بہت سی آراء علماء کرام کی سامنے آتی ہیں ، سب سے پہلے ہم محدثینِ کرام اور شارحینِ عظام کی توجیہات و تشریحات کو بیان کریں گے اس کے بعد اس کے خلاصہ کو لکھیں گے۔

### محدثین کے اقوال:

**1: امام ترمذی** (متوفی 279ھ) **کا قول**

امام ترمذی فرماتے ہیں: «لَيْسَ مِنَّا» لَيْسَ مِنْ سُنَّتِنَا، لَيْسَ مِنْ أَدَبِنَا

"لیس منا کا معنی ہے وہ ہمارے طریقے اور ہمارے سکھائے ہوئے اداب پر نہیں۔ [1]

**2: امام نووی** (متوفی 676ھ) **کا قول:**

علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: وَمَعْنَاهُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَيْسَ مِمَّنِ اهْتَدَى بِهَدْيِنَا وَاقْتَدَى بِعِلْمِنَا وَعَمَلِنَا وَحُسْنِ طَرِيقَتِنَا كَمَا يَقُولُ الرَّجُلُ

---

[1] جامع ترمذی، الرقم 1921

لِوَلَدِهِ إِذَا لَمْ يَرْضَ فِعْلَهُ لَسْتَ مِنِّي وَهَكَذَا الْقَوْلُ

اہل علم کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ وہ شخص ہمارے ہدایت کردہ راستے پر نہیں اور ہمارے علم و عمل اور اسوۂ حسنہ کی اتباع نہیں کر رہا جیسے آدمی اپنے بیٹے پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہے "تو مجھ سے نہیں ہے" تشریح ان تمام احادیث میں ہوگی جن میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ [1]

**3: ابن حجر عسقلانی** (متوفی 852ھ) **کے اقوال:**

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: لَيْسَ منا أَي من أهل سنتنا وَطَرِيقَتِنَا وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِهِ إِخْرَاجُهُ عَنِ الدِّينِ وَلَكِنْ فَائِدَةُ إِيرَادِهِ بِهَذَا اللَّفْظِ الْمُبَالَغَةُ فِي الرَّدْعِ عَنِ الْوُقُوعِ فِي مِثْلِ ذَلِكَ كَمَا يَقُولُ الرَّجُلُ لِوَلَدِهِ عِنْدَ مُعَاتَبَتِهِ لَسْتُ مِنْكَ وَلَسْتَ مِنِّي أَيْ مَا أَنْتَ عَلَى طَرِيقَتِي

لیس منا (وہ ہم میں سے نہیں) کا معنی ہے وہ ہماری سنت اور ہمارے طریقے پر نہیں، اس سے مراد اس کو دین سے خارج کرنا (یعنی کافر قرار دینا) نہیں۔ اس لفظ کو لانے سے مقصود سخت الفاظ میں تنبیہ کرنا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے جیسے کوئی آدمی اپنے بیٹے کو سرزنش کرتے ہوئے کہے "میرا تجھ سے اور تیرا مجھ سے کوئی تعلق نہیں، یعنی تو میرے راستے اور طریقے پر نہیں۔ [2]

---

[1] شرح للنووی علی صحیح مسلم، ج 1 ص 109

[2] فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج 3 ص 163

علامہ مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی میں وہ ہی بات لکھی ہے جو ابن حجر عسقلانی نے لکھی ہے۔ [1]

علامہ ابن حجر عسقلانی "لیس منا" کے مفہوم میں ابن العربی کا قول نقل کرکے لکھتے ہیں "الدین وان کان معه أصله "لیس علی دیننا الکامل أی أنه خرج من فرع من فروع" وہ ہمارے دین کامل پر نہیں، یعنی وہ دین کی فروعات میں سے ایک فرع سے نکل گیا اگرچہ دین کی اصل اسی میں باقی ہے۔ [2]

**4: ملا علی قاری** (متوفی (1014ھ) **کے اقوال:**

ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقاۃ میں لکھتے ہیں: لَيْسَ مِنَّا أَيْ مِنْ أَتْبَاعِنَا وَ أَهْلِ طَرِيقَتِنَا وَ مِنْ مِلَّتِنَا " وہ ہماری اتباع کرنے والوں، ہمارے راستے کی پیروی کرنے والوں اور ہماری ملت میں سے نہیں ہے۔ [3]

ملا علی قاری مزید فرماتے ہیں: یہ الفاظ بھی غیر واجب میں استعمال ہوتے ہیں جیسے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے (مَنِ اسْتَنْجَى مِنَ الرِّيحِ فَلَيْسَ مِنَّا) یعنی جس نے ہوا سے استنجا کیا وہ ہم میں سے نہیں۔ [4]

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد (فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي) یعنی جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔ [5]

---

[1] تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی، ج 4 ص 68

[2] فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج 3 ص 164

[3] مرقاة المفاتیح، ج3 ص 954

[4] الکامل فی الضعفاء، ج 4 ص 35، تاریخ دمشق، ج 53 ص 49، تاریخ جرجان ج 1 ص 314

[5] صحیح البخاری الرقم 5063، صحیح مسلم الرقم 1401، سنن نسائی الرقم 3217

یہ ارشاد اس شخص کے بارے میں ہے جو نکاح پر قدرت کے باوجود نکاح نہ کرے حالانکہ نکاح سنت ہے اور بالاجماع واجب نہیں ہے۔ بعض اوقات یہ لفظ واجب کے بارے میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

**اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ**

بیشک جن لوگوں نے (جدا جدا راہیں نکال کر) اپنے دین کو پارا پارا کر دیا اور وہ مختلف فرقوں میں بٹ گئے آپ کسی چیز میں ان کے (تعلق دار اور ذمہ دار) نہیں ہیں، بس ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہ انہیں ان کاموں سے آگاہ فرمادے گا جو وہ بیان کیا کرتے تھے۔[1]

## 5: عبدالروف المناوی (متوفی 1031ھ) کا قول:

امام مناوی فرماتے ہیں "لَیْسَ مِنَ الْمُطِیعِینَ لِأَمْرِنَا" لیس منا کا معنی یہ ہے کہ وہ شخص ہمارے حکم کی اطاعت کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔[2]

بعض اہل علم لکھتے ہیں: لَیْسَ مِنْ جَمَاعَتِنَا وَعَلَى طَرِیقَتِنَا " ایسا شخص ہمارے راستے اور جماعت میں سے ہی نہیں۔[3]

---

[1] الانعام: 159

[2] فیض القدیر ج6 ص89

[3] شرح مسند ابی حنیفہ، ص236، تحفۃ الاحوذی، ج4 ص 227

ملا علی قاری نے ایک مقام پہ یہ معنی بھی بیان کیا ہے : لَيْسَ مِنَّا أَيْ من أهل طريقتنا ومراعي مُتَابَعَتَنَا " وہ ہمارے طریقہ اور ہماری اتباع کا خیال کرنے والوں میں سے نہیں۔[1]

## 6: متعدد علماء کے اقوال:

امام ابن حجر اور عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمھما اللہ سمیت کئی اہل علم فرماتے ہیں کہ لَيْسَ مِنَّا أَيْ مِنْ أَهْلِ سُنَّتِنَا وَطَرِيقَتِنَا" وہ ہم میں نہیں" سے مراد یہ ہے کہ وہ ہماری سنت اور طریقے پر نہیں "وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِهِ إِخْرَاجُهُ عَنِ الدِّينِ "اور اس سے مراد کسی آدمی کا دین سے نکلنا نہیں " وَلَكِنْ فَائِدَةُ إِيرَادِهِ بِهَذَا اللَّفْظِ الْمُبَالَغَةُ فِي الرَّدْعِ عَنِ الْوُقُوعِ فِي مِثْلِ ذَلِكَ "اور ان الفاظ کے بولنے کا فائدہ ڈانٹ اور ممانعت میں زیادتی و مبالغہ ہے تاکہ اس طرح کے کاموں میں کوئی واقع نہ ہو۔[2]

اور بعض اہل علم کا خیال ہے کہ لَيْسَ مِنَّا أَيْ مِنْ لَيْسَ عَلَى دِينِنَا الْكَامِلِ" وہ ہم میں نہیں سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے مکمل دین پر نہیں۔ یعنی اس کا دین غیر مکمل اور ناقص ہے۔[3]

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ لَيْسَ مِنْ أَدَبِنَا لَيْسَ مِثْلَنَا وہ ہم میں سے نہیں سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے ادب پر نہیں یا وہ ہماری طرح نہیں۔[4]

---

[1] مرقاۃ شرح مشکاۃ، ج7، ص2946، تحفۃ الأحوذی، ج 7 ص 392

[2] فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج3 ص163، تحفۃ الاحوذی، ج4 ص 68

[3] فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج3 ص 163، تحفۃ الاحوذی، ج4 ص 68، مرعاۃ المفاتیح، ج5 ص 463

[4] سنن ترمذی الرقم 1921

7: **سفیان بن عیینہ** (متوفی198ھ) **کا قول**: محدثِ کبیر امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: كَانَ يَكْرَهُ الْخَوْضَ فِي تَأْوِيلِهِ وَيَقُولُ يَنْبَغِي أَنْ يُمْسَكَ عَنْ ذَلِكَ لِيَكُونَ أَوْقَعَ فِي النُّفُوسِ وَأَبْلَغَ فِي الزَّجْرِ

اس طرح کی تفسیر (جو اوپر لکھی گئی ہیں) کو ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے اس کی تاویل سے رک جانا بہتر ہے تاکہ وہ دلوں میں زیادہ اُثر کر اور زجر و توبیخ، ڈانٹ ڈپٹ میں زیادہ مبالغہ آمیز ثابت ہو۔ [1]

**خلاصۂ کلام:**

**اقول**: علمائے کرام نے اس کے مختلف اقوال بیان کیے ہیں لیکن سب سے افضل اور ارجح قول یہی ہے کہ " هَذِهِ الأَفْعَالُ وَالأَخْلاقُ هِيَ الَّتِي عَلَيْهَا الْكُفَّارُ لَيْسَ مِنْ أَفْعَالِنَا" یعنی اس کے یہ اعمال اور اخلاقی برائیاں ایسی ہیں جو کفار سے مستعار ہیں اور امت محمدیہ کے اعمال میں سے نہیں ہیں۔ کچھ لوگوں نے اس کے معانی یہ بیان کیے کہ وہ امت محمدیہ سے خارج ہو گیا یا پھر ایمان سے محروم ہو گیا۔ یہ معنی خوارج نے بیان کیا ہے جبکہ اہلِ سنت کے ہاں اس کا معنی یہی ہے کہ کسی ایمان کے دعویدار کا "لیس منا" والا عمل نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے عمل پر نہیں ہے بلکہ کفار کے طریقے پر ہے۔ لیکن یہ عمل اس کا امت محمدیہ سے خارج کرنے کا سبب نہیں ہے۔ [2]

---

[1] فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج 3 ص 164، تحفۃ الاحوذی، ج 4 ص 68، مرعاۃ المفاتیح، ج 5 ص 463

[2] المسند المستخرج علی صحیح مسلم لابی نعیم، ج 1 ص 174

## جو قرآن کو غنا سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ "قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھنے والا ہم میں سے نہیں۔[1]

یہ روایت حضرت ابن عباس حضرت سعد بن ابی وقاص اور سعید بن ابی سعید رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

### تغنی بالقرآن:

علامہ محمد اشرف بن امیر بن علی (متوفی1329ھ) "تغنی بالقرآن "کے متعلق لکھتے ہیں: (الف) تَحْسِينُ الصَّوْتِ: یعنی کلام الٰہی کو خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھنا۔

(ب) الِاسْتِغْنَاءُ بِالْقُرْآنِ: یعنی کلام الٰہی کو تھامے رکھنا اور اس کے ماسوا سے مستغنی ہو جانا۔[2]

امام بخاری (متوفی256 ھ) نے اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ کو ذکر کیا ہے۔لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ وَزَادَ غَيْرُهُ يَجْهَرُ بِهِ" جو شخص قرآن مجید کو خوبصورت آواز سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں بعض راویوں نے اس کا اضافہ کیا ہے کہ اونچی آواز سے پڑھے۔[3]

سنن ابن ماجہ میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے، حضرت سعد بن ابی

---

[1] صحیح البخاری الرقم 7527، مسند أحمد الرقم 15121476 1549، سنن ابی داؤد الرقم 1469، مستدرک علی الصحیحین الرقم 2091، سنن دارمی الرقم 35311531

[2] عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، ج 4 ص 240

[3] صحیح البخاري الرقم 7527

وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا کریم ﷺ کو فرماتے سنا۔

**إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ نَزَلَ بِحُزْنٍ، فَإِذَا قَرَأْتُمُوهُ فَابْكُوا، فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكَوْا، وَتَغَنَّوْا بِهِ فَمَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِهِ فَلَيْسَ مِنَّا**

یہ قرآن مجید فکر و بے قراری (پیدا کرنے) کے لئے نازل ہوا ہے۔ جب تم اسے پڑھو تو رویا کرو، اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں جیسی شکل بنالو اور قرآن کو اچھی آواز سے پڑھو کیونکہ جو شخص اسے اچھی آواز سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ [1]

**غنا کا مفہوم:** قرآن مجید کو غنا کے ساتھ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی آواز سنوار کر پڑھے اپنی فطری آواز کو اچھا، سوہنا اور خوبصورت بنا کر تلاوت کرے، تلاوت قرآن کے وقت ایسی بے توجہی نہ ہو کہ بے رخی اور سستی کے انداز میں قراءت کرے اور دل، روحانیت کی بجائے بوریت محسوس کرے۔ سامعین سن کر فورا اکتا جائیں بلکہ ذوق و شوق کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر تلفظ کی درستگی اور آواز کی خوبصورتی اور صفائی کے ساتھ تلاوت کرے تاکہ صحیح معنوں میں تلاوت قرآن کے فیوض و برکات اور تجلیات کو اپنے دامن میں سمیٹا جاسکے۔

دیگر روایات میں بھی اچھے انداز اور اچھی آواز میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، سیدنا حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ** اپنی آواز سے قرآن کو مزین کرو۔ [1]

---

[1] سنن ابن ماجہ، الرقم 1337، سنن کبری للبیہقی، ج 10 ص 391 الرقم 21058، شعب الایمان، ج 3 ص 410 الرقم 1891

**ابوالحسن السندی** (متوفی 1138ھ) **مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:**

بِتَحْسِينِ أَصْوَاتِكُمْ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ فَإِنَّ الْكَلَامَ الْحَسَنَ يَزِيدُ حُسْنًا وَزِينَةً بِالصَّوْتِ الْحَسَنِ "یعنی قرات کے وقت اپنی آواز کی تحسین کے ساتھ (قرآن کو مزین کرو) یقینا خوبصورت کلام اس کے حسن اور زینت میں اضافہ کرتا ہے۔ [2]

**احمد رضا خان** (متوفی 1340ھ) **لکھتے ہیں** کہ بلا شبہ اتنی تجوید جس سے تصحیح حروف ہو اور غلط خوانی سے بچے فرض عین ہے۔ [3]

**احمد یار خان نعیمی** (متوفی 1391ھ) **لکھتے ہیں:**

خوش الحانی اور بہترین لہجے غمگین آواز سے تلاوت کرو اور ہر حرف کو اس کے مخرج سے صحیح ادا کرو مگر "گا" کر تلاوت کرنا جس میں مد شد میں فرق آجائے تو حرام ہے۔ [4]

(الف) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے رسول پاک ﷺ کو فرماتے سنا، امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ حُسْنَ الصَّوْتِ زِينَةُ الْقُرْآنِ بے شک اچھی آواز قرآن مجید کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔ [5]

---

[1] سنن نسائی، الرقم 1016 سنن ابی داؤد، الرقم 1468 سنن ابن ماجہ، الرقم 1342

[2] حاشیہ **السندی** علی سنن ابن ماجہ، ج 1 ص 404 الرقم 1342، مرعاۃ شرح مشکاۃ، ج 7، ص 279

[3] فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 343

[4] مراۃ المناجیح، ج 3 ص 284

[5] مسند ابن جعد، الرقم 3456، الکنی والاسماء للدولابی، ج 2 ص 480 الرقم 1542

[4] مستدرک علی الصحیحین الرقم 2125 **حاشية السندي** علی س سنن ابن ماجہ الرقم 1342

اس کے علاوہ باقی کتب حدیث میں مختلف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے۔
(ب) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: سنا میں نے حضور سیدِ عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے، آقا کریم ﷺ نے فرمایا:
**فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يُزِيدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا** بعض روایتوں میں "**حسِّنوا القرآنَ بأصواتِكم**" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔[4]
(ج) حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالی نے بہت خوبصورت آواز عطا فرمائی تھی اور بالخصوص قرآن مجید انتہائی پر وقار لہجے اور بہترین انداز میں پڑھتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خصوصی طور پر بلوا کر ان سے تلاوتِ قرآن سنتے، جب حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ تلاوت ختم کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے:
**زِدْنَا فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي** میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں اور قراءت کرو۔[1]
(د) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا آپ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے:**إِنَّ حُسْنَ الصَّوْتِ زِينَةُ الْقُرْآنِ**" اچھی آواز قرآن مجید کی زینت ہے۔[2]

## قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنے میں مذاہب:

امام مالک اور جمہور علماء قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

---

[1] مسند ابن جعد، الرقم 3456، ذخیرۃ الحفاظ الرقم 1101، تاریخ دمشق، ج 41 ص173، سیر اعلام النبلاء، ج4 ص58

[2] مسند ابن جعد، الرقم 3456، ذخیرۃ الحفاظ الرقم 1101، تاریخ دمشق، ج 41 ص173، سیر اعلام النبلاء، ج4 ص58

کیونکہ اس سے خشوع و خضوع نہیں رہتا۔امام شافعی کے دو قول ملتے ہیں۔ایک قول میں اجازت جبکہ دوسرے قول میں منع کیا ہے۔جو شخص قرآن کو تجوید و قرات کے قانون کے تابع ہو کر خوش الحانی سے پڑھے تو جائز ورنہ جائز نہیں۔امام صاحب علیہ الرحمۃ نے خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔[1]

**قرآن مجید کو خوبصورت آواز سے پڑھنے کے فضائل:**

بہت سی روایات میں اچھے انداز اور خوبصورت آواز میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(الف) سیدنا حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ "اپنی آواز سے قرآن کو مزین کرو۔[2]

(ب) حضرت ابو موسی اشعری (جن کی آواز بہت خوبصورت تھی) ایک صحیح حدیث میں آتا ہے کہ انہیں لحن داؤد میں سے حصہ عطا فرمایا گیا تھا۔ يَا أَبَا مُوسَى لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ۔[3]

(ج) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے "شَوِّقْنَا إِلَى رَبِّنَا" اے ابو موسی! ہم کو رب کی عبادت کا شوق دلائیں۔یہ سن کر حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ تلاوت شروع کر دیتے۔[4]

---

[1] شرح صحیح مسلم للسعیدی ج5، ص57576

[2] سنن نسائی الرقم 1015 سنن ابن ماجه الرقم 1342 سنن ابی داؤد الرقم 1468 مسند أحمد الرقم 18494 مستدرک علی الصحیحین الرقم 2098

[3] صحيح بخاري الرقم 5048

[4] سیر اعلام النبلاء، ج2، ص398 فتح المنعم شرح مسلم، ج9، ص532

(د) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک رات عشاء کے بعد مجھے دیر ہو گئی، جب میں حاضر ہوئی تو حضور ﷺ نے تاخیر کا سبب دریافت فرمایا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ کے صحابہ میں سے ایک ایسے صحابی کی قراءت سن رہی تھی کہ آج تک میں نے ان جیسی قراءت اور نہ ہی ان جیسی کسی کی آواز سنی۔ یہ بات سن کر حضور ﷺ بھی اٹھے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑی، آپ ﷺ نے بھی ان کی قراءت سنی۔ اور پیارے رسول پاک ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! یہ سالم (رضی اللہ عنہ) ہیں جو ابوحذیفہ (رضی اللہ عنہ) کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ پھر آقا کریم ﷺ نے فرمایا «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَ هَذَا» تمام تعریفیں اللہ جل وعلا کے لیے جس نے میری امت میں ان جیسا (خوش آواز) شخص پیدا کیا ہے۔ [1]

## جو میری سنت پر عمل نہ وہ کرے وہ مجھ سے نہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا «فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي» جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔ [2]

---

[1] سنن ابن ماجه الرقم 1328 مستدرک علی الصحیحین الرقم 5001 حلیة الاولیاء ج 1 ص 371 شعب الایمان ج 3 ص 467 الرقم 1961، مجمع الزوائد ج 5 ص 165 الرقم 8838

[2] صحیح البخاری الرقم 5063 صحیح مسلم، الرقم 1401 سنن نسائی، الرقم 3217، مسند احمد، ج 11 ص 8 الرقم 6477

**ابن حجر عسقلانی الشافعی** (متوفی 852ھ) **لکھتے ہیں:** الْمُرَادُ بِالسُّنَّةِ الطَّرِيقَةُ لَا الَّتِي تُقَابِلُ الْفَرْضَ "سنت سے مراد فرض کے مقابلے میں سنت نہیں بلکہ سنت سے مراد راستہ ہے۔[1]

**امام نووی علیہ الرحمہ** (المتوفی676ھ) **اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں**

سنت سے اعراض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سنت کی اہمیت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اسے چھوڑ دے (البتہ اگر ایسی صورت نہ ہو بلکہ کسی عذر کی وجہ سے سنت کو چھوڑنا پڑے تو یہ وعید ومذمت اس کو شامل نہیں۔[2]

**حدیث کا پس منظر:**

امام الانبیاء ﷺ کا یہ فرمان ایک خاص پس منظر کا حامل ہے، جسے ائمہ حدیث نے کچھ اس طرح نقل کیا ہے، کہ ایک مرتبہ تین آدمیوں نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے آقا کریم ﷺ کی عبادات کا احوال معلوم کیا۔ جب انہیں اس بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے (گویا کہ) اسے تھوڑا سمجھا اور کہا کہ ﷺ تو اگلے پچھلے سارے گناہ معاف ہو چکے ہیں، ہمارا ان سے کیا مقابلہ، ان میں سے ایک نے کہا میں آئندہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا کبھی افطار نہ کروں گا، تیسرے نے کہا میں کبھی شادی نہیں کروں گا اور عورتوں سے ہمیشہ کے لئے علیحدگی اختیار کروں گا۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ کو ان کے اس ارادے

---

[1] فتح الباری لابن حجر، ج 9 ص 105

[2] شرح مسلم للنووی، ج 9 ص 174

کی اطلاع دی گئی آپ ﷺ فرمایا تم نے فلاں فلاں بات کی ہے، خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں سوتا بھی ہوں، میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔ [1]

**ابن حجر عسقلانی الشافعی** (متوفی 852ھ) اور **علامہ بدر الدین عینی الحنفی** (المتوفی 855ھ) لکھتے ہیں: سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ان تین آدمیوں میں سے ایک حضرت علی بن ابی طالب دوسرے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور تیسرے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم تھے۔ [2]

**سنت سے اعراض کرنے کا معنی:**

اس حدیث کے دو مطلب ہو سکتے ہیں جیسا کہ سعیدی صاحب علیہ الرحمۃ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ جس شخص نے سستی، غفلت یا کوتاہی کی بناء پر حضور سید عالم ﷺ کی سنت کو ترک کیا وہ آقا کریم ﷺ کے طریقہ محمودہ پر نہیں دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے آقا کریم ﷺ کی سنت کو حقیر اور برا جان کر ترک کیا وہ نبی پاک ﷺ کے طریقے یعنی دینِ اسلام پر نہیں۔ [3]

پیارے رسول اللہ ﷺ کے سچے امتی ہونے کی حیثیت سے ہمیں آپ ﷺ کی ہر ادا عادت اور سنت سے محبت رکھنی چاہیے۔

---

[1] صحیح بخاری الرقم 5063، مسلم الرقم 1401 سنن نسائی الرقم 3217 مسند احمد الرقم 6477

[2] عمدۃ القاری، ج 20 ص 65، فتح الباری، ج 9 ص 104

[3] شرح صحیح مسلم للسعیدی، ج 3 ص 783

اللہ جل وعلا نے اس کی مزید ترغیب اور تلقین کرتے ہوئے ارشادفرمایا" لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ " فی الحقیقت تمہارے لئے رسول اللہ ( ﷺ کی ذات ) میں نہایت ہی حسین نمونہ (حیات ) ہے۔[1]

**اقول:** "فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سنَّتي فَلَيْسَ مِنِّي"کو محض ترک نکاح پر محمول کرنا مناسب نہیں۔آپ ﷺ کی ہر سنت کی اقتدا کی جائے اور آپ علیہ السلام کی سنت کو اپنی نفسی خواہش پر ترجیح دی جائے۔اس لیے کہ اللہ جل وعلا نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی اتباع ، پیروی کا حکم دیا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ کی ہر سنت میں اتباع لازم ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ جل وعلا نے محبوب بننے کی بنیادی شرط امام الانبیاء ﷺ کی اتباع کو قرار دیا ہے۔

**اللہ جل وعلا کا فرمان ہے :**

**قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ**

آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔[2]

لہٰذا جو شخص آپ ﷺ کی سنتوں کی جس قدر پیروی کرے گا، وہ اتنا ہی آپ کے قریب ہوگا، اس کے نتیجے میں وہ اللہ تعالی کا محبوب بن جائے گا، گویا اتباع سنت ہی روح عبادت اور حاصل بندگی ہے۔

---

[1] الاحزاب: 21

[2] آل عمران: 31

### سنت پر عمل کرنا حصولِ محبت اور دخول جنت کا سبب:

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا " وَمَنْ أحبَّ سُنَّتِي؛ فقدْ أحبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ" جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔[1]

دوسری روایت ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا بُنَيَّ وَذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي، وَمَنْ أَحيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الجَنَّةِ " اے میرے بیٹے یہ میری سنت ہے، جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔[2]

### سنت سے اعراض کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے:

**ابو اسماعیل الہروی** (متوفی 481ھ) اپنی کتاب "ذم الکلام واہلہ" میں لکھتے ہیں:

حضرت عدی بن حاتم الطائی سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا " مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي" اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو میری سنت سے روگردانی کرے۔[3]

---

[1] تاریخ دمشق، ج 9 ص 343، مصابیح السنة للبغوی، ج1، ص162، الرقم 138، لمعات، شیخ عبد الحق محدث دہلوی ج1، ص498، فوائد ابن أخي (أَبُو الحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ البَغْدَادِيُّ) (المتوفی 390ھ) ج1، ص138، الرقم 264، الصواعق المرسلة لابن قیم، ج1، ص601

[2] جامع ترمذی، الرقم 2678، الشفا، ج 2 ص 57، معجم الاوسط الرقم 5991 جامع الکبیر، ج8، ص441

[3] ذم الکلام و اهله، ج3، ص 98، الرقم 448

ایک اور روایت جس میں حضور سید عالم ﷺ کی اتباع نہ کرنے پر وعید کا ذکر ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا :كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى" میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی، سوائے اس شخص کے جس نے انکار کیا، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ! یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اور وہ انکار کرنے والا کون ہے؟ توآپ ﷺ نے ارشاد فرمایا"مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى" جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری اطاعت نہ کی، گویا اس نے انکار کیا (جس وجہ سے وہ جنت میں جانے سے محروم رہے گا)۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا : آگاہ رہو ! میں قیامت کے دن اپنے رب کی اطاعت کے ساتھ آؤں گا "وَمَنْ أَخَذَ مِنْ أُمَّتِي بِطَاعَتِي فَمَنْ ثَبَتَ نَجَا وَمَنْ خَالَفَ هَلَكَ" میری امت میں سے جس نے میری اطاعت کو لازم پکڑا اور جو میری اطاعت پر ثابت قدم رہا، وہ نجات پا جائے گا اور جس نے میری اطاعت سے روگردانی کی وہ ہلاک ہو جائے گا۔[2]

**سنت کو معمولی اور ہلکا سمجھنے والے کی دنیا وآخرت تباہ:**

**ابو اسماعیل الہروی** (متوفی 481ھ) اپنی کتاب ذم الکلام واہلہ میں لکھتے ہیں :

---

[1] صحیح البخاری، الرقم 7280

[2] مسند الشامیین للطبرانی، الرقم 159

حضرت حکم بن عمیر الثمالی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس کے آخری الفاظ ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَخَذَ بِقَوْلِي وَاتَّبَعَ سُنَّتِي جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْقُرْآنِ" جس نے میری حدیث کو تھاما اور میری سنت کی اتباع کی، وہ قیامت والے دن قرآن کریم کے ساتھ آئے گا " وَمَنْ تَهَاوَنَ بِحَدِيثِي وَسُنَّتِي فَقَدْ تَهَاوَنَ بِالْقُرْآنِ" اور جس نے میری حدیث کو معمولی سمجھا (اہمیت نہ دی) اور میری سنت کو معمولی سمجھا (اہمیت نہ دی) اس نے گویا قرآن کریم کو معمولی سمجھا۔ وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالْقُرْآنِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ"اور جس نے قرآن کریم کو معمولی سمجھا گویا وہ دنیا و آخرت میں برباد ہو گیا۔ [1]

## جو قدرت کے باوجود نکاح نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں

حضرت ابو نجیح اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے ارشادفرمایا: مَن قَدَرَ على أَنْ يَنكِحَ فلم يَنكِحْ فليس مِنَّا"جو شخص نکاح کی قدرت کے باوجود نکاح نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ [2]

### نکاح نہ کرنے پر رسول اکرم ﷺ کی وعید:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي" نکاح میری سنت ہے۔ جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ مجھ سے نہیں۔ [1]

---

[1] ذم الکلام و اهله، ج4، ص69، الرقم 613

[2] سنن دارمی، الرقم 2335، مسند حارث، الرقم 482، اتحاف الخيرة المهرة، الرقم 3072

## نکاح شریعت کی نگاہ میں :

بلا شبہ مرد و عورت کے مابین فطری میلان تخلیقِ بشری کا اہم ترین تقاضا ہے۔
اس لیے اللہ جل وعلا نے رہتی دنیا تک اس کو زمین پر زندگی کے استمرار و دوام کا سبب بنایا، یہی وجہ ہے کہ یہ میلان و کشش دائمی اور غیر منتہی ہے۔
اسی وجہ سے اللہ رب العالمین نے شادی کو مشروع فرمایا۔ اس پر ابھارا اور جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنی سنت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي " جو میری سنت (نکاح) سے رو گردانی کرے وہ میرا امتی نہیں۔[2]
یقینا شادی نفس اور دل کی تسکین کا ذریعہ ہے۔ جسم و جگر کی راحت کا سامان، خوش حال زندگی بسر کرنے کا ایک بہترین وسیلہ ہے۔
اللہ جل وعلا کا فرمان ہے: «لِتَسْكُنُوٓا اِلَيْهَا» یعنی سکون، راحت، دلی چین، اطمینانِ نفس، راحتِ ضمیر، استقرارِ حیات، استقرارِ معاش «وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً» اور تمہارے مابین آپس میں محبت و رحمت پیدا فرمائی۔
**فرمان مصطفیٰ ﷺ** " تَنَاكَحُوا تَكْثُرُوا فَإِنِّي أُبَاهِي بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" شادیاں کرو اور کثرت اولاد کے لیے کوشاں رہو اس لیے کہ کل بروز قیامت تمہاری کثرت پا کر دیگر امتوں پر فخر محسوس کروں گا۔[3]

---

[1] سنن ابن ماجه، الرقم 1846

[2] صحيح مسلم، الرقم 1401

[3] مصنف عبد الرزاق، الرقم 10391، جامع الصغير، الرقم 6233

"من أحبَّ فِطْرَتِي فليستَنَّ بسُنَّتِي وَمِنْ سُنَّتِي النِّكَاحُ" نکاح میری سنت ہے جو میرے طریقے سے محبت کرے اس کو چاہیے کہ وہ میری سنت پر عمل کرے۔[1]

**سنت کو ترک کرنے کا نقصان:**

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا "إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ وَدِينَهُ فَزَوِّجُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ" جب تمہارے پاس ایسے شخص کا رشتہ آئے جس کی دنیاداری اور امانتداری پسندیدہ ہو تو اس کے ساتھ شادی کرو اور اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں بڑا فساد واقع ہوگا۔[2]

یعنی کسی نیک عورت کے رشتے کا انکار زمین پر فساد کا سبب بن سکتا ہے۔

**شریک حیات کا انتخاب:**

(الف) حضور خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا "تُنْكَحُ المَرْأَةُ لأَرْبَعٍ لِمالِها ولِحَسَبِها وجَمالِها ولِدِينِها، فاظْفَرْ بذاتِ الدِّينِ، تَرِبَتْ يَداكَ" عموما عورت چار خصلتوں کی بنا پر نکاح میں آتی ہے: مال و دولت کی بنا پر، حسن و جمال کی بنا پر حسب و نسب کی بنا پر اور دین و اخلاق کی بنا پر لہذا تو دین دار اور اخلاق مند عورت کو اختیار کرکے کامیابی کی ضمانت لے لے وگرنہ تو تباہی و بربادی کے دہانے پر جا گرے گا۔[3]

**ایک شبہ کا ازالہ:**

کوئی نوجوان یہ کہہ سکتا ہے کہ میں بے پردہ خاتون سے شادی کرکے اسے پردہ نشین بنانا چاہتا ہوں، ایسی فکر رکھے والے حضرات کو فرمان رسول ﷺ سامنے رکھنا چاہیے۔

---

[1] مصنف عبد الرزاق، الرقم 10378، مسند ابو یعلیٰ، الرقم 2748

[2] سنن ابن ماجه، الرقم 1967، مستدرک علی الصحیحین، الرقم 2695

[3] صحیح البخاری، الرقم 5090، صحیح مسلم، الرقم 1466

**اولا:** ایسا بندہ حکمِ مصطفیٰ ﷺ کی مخالفت کر رہا ہے۔(**فَاظْفَرْ بذاتِ الدِّینِ، تَرِبَتْ یَدَاكَ**) (لہٰذا تو دین دار اور اخلاق مند عورت کو اختیار کرکے کامیابی کی ضمانت لے لے وگرنہ تو تباہی وبربادی کے دہانے پر جا گرے گا)

(ب) ایک اور مقام پر آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "**الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ**" دنیا ایک سرمایہ ہے اور اس کا بہترین سرمایہ نیک بیوی ہے۔[1]

(ج) انتخاب کی بنیادی چیزوں میں اصل و شرف بھی ہے ، لہٰذا ایسے گھرانے کا انتخاب کرے جو بھلائی، حسنِ اخلاق اور عزت ووقار والا ہو۔

(د) ازدواجی زندگی میں محبت کے اضافہ کے لیے نوعمر باکرہ لڑکی کا انتخاب کرنا چاہیے، وہ اس لیے کہ باکرہ لڑکیاں باتوں میں زیادہ میٹھی، رحم کی زیادہ مضبوط، کم مکر کرنے والی اور جلدی راضی ہونے والی ہوتی ہیں۔ صحیحین میں آتا ہے کہ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کسی ثیبہ سے شادی کی اس وقت امام الانبیاء ﷺ نے حضرت جابر سے فرمایا "**هَلَّا تَزَوَّجتَ بِكْرًا تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ**" باکرہ عورت کا انتخاب کیوں نہ کیا! کہ تم اس سے ملاعبت کرتے اور وہ تم سے۔[2]

## سکندری تبصرہ:

اگر شہوت کا غلبہ ہو تو اس صورت میں امام صاحب کے نزدیک نکاح واجب ہے، اور اگر زنا میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو اس سورت میں نکاح فرض ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، الرقم 1467

[2] صحیح البخاری، الرقم 52472967، سنن النسائی، الرقم 3219

(کما جاء فی کتب الفقه) و من یطلب الزیادۃ فلیرجع الیھم

جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ نکاح کرنا سنت ہے، داؤدظاہری، ابن حزم اور امام احمد بن حنبل کاایک قول یہ ہے کہ نکاح کرناواجب ہے۔

یہ اختلاف عام حالات کے اعتبار سے ہے جب انسان کو زنا وغیرہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو، اگر اس کا خطرہ ہو اور شدید شہوت ہو تو اس حالت میں سب کے نزدیک نکاح واجب ہے۔ البتہ حضرات شوافع اس صورت میں بھی وجوب کے قائل نہیں ،صرف مستحب مانتے ہیں۔[1]

## جو بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت اور ہمارے علماء کی قدر نہ کرے وہ میری امت میں سے نہیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا «لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ» جو شخص ہمارے بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت اور ہمارے علماء کی قدر نہیں کرتا وہ میری امت میں سے نہیں۔[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بزرگ حاضر ہوا صحابہ کرام نے انہیں جگہ دینے میں ذرا دیر کر دی تو آقا علیہ السلام نے سخت وعید سناتے ہوئے ارشادفرمایا « لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا

[1] بدائع الصنائع، ج2، ص228

[2] مجمع الزوائد، الرقم12610532، مسند للشاشی، ج3ص184، الرقم1273

وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا » جس نے ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کی اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کی وہ شخص ہم میں سے نہیں۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان کی روایت کے الفاظ یوں ہیں "لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفُ حَقَّ كَبِيرِنَا" اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیااور ہمارے بڑوں کی قدر و منزلت کو نہ پہچانا۔ [2]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا میں اپنے بعد والے خلیفہ کواللہ تعالی سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں،اور اسے مسلمانوں کی جماعت کے بارے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کے بڑوں کی تعظیم کرے، ان کے چھوٹوں پر رحم کرے، ان کے علماء کی عزت کرے، لوگوں کو ایسانہ مارے کہ ان کو ذلیل کردے،ان کو ایسانہ ڈرائے کہ ان کو کافر بنادے، ان کو خصی نہ کرے کہ ان کی نسل کو ختم کردے اور اپنا دروازہ ان کی فریاد کے لئے بند نہ کرے کہ اس کی وجہ سے قوی لوگ کمزوروں کو کھا جائیں یعنی ظلم عام ہو جائے۔ [3]

حضور ﷺ نے بہت سے مقامات پر نرمی و مہربانی کا دامن تھامنے کی نصیحت ارشاد

---

[1] جامع ترمذی، الرقم 1919، الادب المفرد، الرقم 358، معجم الکبیر للطبرانی، الرقم 12276، مسند ابو یعلی، الرقم 4242

[2] مستدرک علی الصحیحین، الرقم 209، مسند احمد، الرقم 6734، الادب المفرد، الرقم 363، شعب الایمان، الرقم 10472، مجمع الزوائد، الرقم 12622

[3] السنن الکبری للبیھقی، ج 8 ص 121

فرمائی، ایک موقع پر آپ ﷺ ارشاد فرمایا «خَابَ عبدٌ وخَسِرَ لَمْ یَجعلِ اللهُ تعالیٰ فِي قلبِهِ رحمةً لِلبَشَرِ» وہ نامراد اور گھاٹے میں ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لئے نرمی کا مادہ نہیں رکھا۔ [1]

**حضور ﷺ کی بچوں پر شفقت:**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا۔ اُس وقت آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بھی بیٹھے تھے وہ بولے (یارسول اللہ ! میرے دس بیٹے ہیں میں نے تو کبھی اُن میں سے کسی کو نہیں چوما۔ اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا "مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ" جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ [2]

**چھوٹوں پر شفقت ایک اسلامی اصول زندگی**

بڑوں کے کردار، گفتار اور اخلاق کا چھوٹوں پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے اگر بڑے با کردار، صاحب اخلاق اور با عمل ہوں تو چھوٹے اطاعت، خدمت اور فرمانبرداری میں مثال قائم کر دیتے ہیں لیکن آج مسلم معاشرے کے حالات کچھ اس طرح بگڑ چکے ہیں کہ نہ چھوٹوں میں ادب ہے اور نہ ہی بڑوں میں شفقت ۔ ہمارے آقا امام الانبیاء ﷺ بچوں پر انتہائی شفقت فرمایا کرتے تھے، آپ بچوں کے مزاج کا خیال رکھتے، انہیں گود میں بٹھاتے، انہیں پیار کرتے اور ان کی دل جوئی فرمایا کرتے تھے۔

---

[1] جامع الصغیر، الرقم 5516، کنز العمال، الرقم 5968

[2] صحیح البخاری، الرقم 5997 6013، مسلم، الرقم 2318

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امام الانبیاء ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا " وَقِّرِ الْكَبِيرَ وَارْحم الصَّغِيرَ تُرَافِقْنِيْ فِي الْجَنَّةَ" بڑوں کی توقیر کرواور چھوٹوں پر شفقت کرو، تم جنّت میں میری رفاقت پالوگے۔[1]

حضرت ابو ہریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں نئی فصل کے پھل لائے جاتے توآقا علیہ السلام دعافرماتے "اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وفِي ثِمَارِنَا وفِي مُدِّنَا وفِي صَاعِنَا بَرَكَةً مع بَرَكَةٍ" اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شہر میں، ہمارے پھل میں، ہمارے مد میں اور ہمارے صاع میں برکت بالائے برکت عطافرما۔[2]

اس کے بعد آپ ﷺ کم عمر کے بچوں میں پھل تقسیم فرماتے۔ سب سے چھوٹے بچے کو سب سے پہلے پھل عطافرماتے۔

## بڑوں کی عزت واحترام، ایک اخلاقی فریضہ

اللہ جل وعلاکافرمان ہے : وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ

اور یقینامشرک مرد سے مؤمن غلام بہتر ہے خواہ وہ تمہیں بھلا ہی لگے۔[3]

(یعنی کہ مؤمن ہر صورت میں مشرک سے افضل واعلی ہے اور مترب میں بڑا ہے)

---

[1] شعب الایمان، الرقم 10475

[2] صحیح مسلم، الرقم 1373، سنن ابن ماجه، الرقم 3329

[3] البقرة : 221

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "أمرَنا رسولُ اللّٰہِ أن نُنزِلَ النَّاسَ مَنازِلَهُم" ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا حکم فرمایا کہ ہم لوگوں کے ساتھ ان کے مراتب کا لحاظ کرکے برتاؤ کیا کریں۔ [1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "أنزِلوا الناسَ منازِلَهم" لوگوں کو ان کے درجہ میں ملحوظ رکھو۔ [2]

یعنی ان سے ان کے مقام و مرتبے کو مد نظر رکھتے ہوئے پیش آؤ۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چند افراد آئے، بات کا آغاز بڑوں کی بجائے ایک نوعمر نے کیا تو رسول اللہ نے حکم فرمایا (كَبِّرْ كَبِّرْ) بڑے آدمی کو آگے کرو، بڑے آدمی کو آگے کرو چنانچہ نو عمر لڑکا خاموش ہوگیا اور بڑوں نے اپنی بات شروع کردی۔ [3]

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مجلس میں اولین حق بڑے آدمی کا ہے۔ البتہ اگر کوئی نوعمر صاحب شرف و فضل اور عقل و فہم ہو تو وہ بڑوں کی اجازت سے بات کرسکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑوں کا ادب بہر صورت لازم ہے اور عمر کی بڑائی معتبر ہے۔ بڑائی بہت قسم کی ہوتی ہے، علم کی بڑائی، تقوی کی بڑائی، عمر کی بڑائی اور یہاں عمر کی بڑائی مراد ہے۔ [4]

---

[1] تحفة الاشراف لمعرفة الاطراف ج12، ص448، الرقم 17996

[2] سنن ابو داؤد، الرقم 4842، جامع الصغير، الرقم 3268، تحفة الاشراف لمعرفة الاطراف الرقم 17669

[3] صحيح البخاری، الرقم 7192، صحيح مسلم، كتاب، الرقم 3175

[4] مراة المناجيح، ج5، ص 278

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَلَا الْجَافِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ"

بوڑھے مسلمان کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے، اور اسی طرح قرآن مجید کے عالم کی جو اس میں تجاوز نہ کرتا ہو اور اس بادشاہ کی تعظیم جو انصاف کرتا ہو۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا "أن من إجلالي توقير المشائخ من أمتي" بے شک میری اُمت کے معزز افراد کی عزت و تکریم میری بزرگی و عظمت سے ہے۔[2]

## جو شخص مونچھیں نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں

سیدنا حضرت زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا" جس نے اپنی مونچھوں کو نہ تراشا وہ ہم میں سے نہیں۔[3]

**فنقول بتوفیق رسول اللہ ﷺ:** رسول اللہ ﷺ کی سنت یا بات کی مخالفت کرنا گناہ سے خالی نہیں چہ جائے کہ کوئی شخص آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کی مخالفت کرے۔

حقیقت میں خوبصورتی، صحت اور عزت اسی کام میں ہے جس کے کرنے کا حکم اللہ اور اس کے پیارے حبیب جناب محمد الرسول اللہ ﷺ نے دیا ہو۔

[1] سنن ابو داؤد، الرقم 4843، مصنف ابن ابی شیبہ، الرقم 32561، الادب المفرد، الرقم 357

[2] لسان المیزان، ج 6 ص 303

[3] جامع ترمذی الرقم 2761، مسند احمد الرقم 1927319263

## انسانی فطرت سے متعلق دس باتیں:

مونچھوں کا نہ تراشنا فطرت دین کے بھی خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ" قَالَ زَكَرِيَّا: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ

دس خصلتیں فطرت میں سے ہیں جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے مونچھیں تراشنا، داڑھی کو بڑھانا، مسواک کرنا، ناک کو پانی کے ذریعے صاف کرنا، ناخن کا کاٹنا، انگلیوں کے پورے اور جوڑ دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیرناف بال صاف کرنا، پانی کے ساتھ استنجاء کرنا۔ (اس حدیث کے ایک راوی) زکریا کہتے ہیں کہ میرے استاذ) مصعب نے فرمایا تھا کہ دسویں خصلت میں بھول گیا البتہ میرا خیال یہ ہے کہ وہ کلی کرنا ہو گی۔[1]

(فطرت سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتیں ہیں)

**حضرت شاہ ولی اللہ** (المتوفی 1176ھ) اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ دس عملی باتیں جو دراصل طہارت و ثقافت کے باب سے تعلق رکھتی ہیں، ملت حنفیّہ کے مؤسس اور مورث حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہیں اور ابراہیمی طریقہ پر چلنے والی حنفی امتوں میں عام طور پر ان کا رواج رہا ہے، اور ان پر ان کا عقیدہ بھی رہا ہے۔ قرن ہا قرن تک وہ ان اعمال کی پابندی کرتے ہوئے جیتے اور مرتے رہے

---

[1] صحیح مسلم الرقم 261 جامع ترمذی الرقم 2757 سنن ابی داؤد، الرقم 53، سنن ابن ماجه، الرقم 293 مسند احمد، الرقم 25060

ہیں۔ اسی لیے ان کو فطرت کہا گیا ہے۔ یہ ملت حنفی کے شعائر ہیں۔ ہر ملت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے کچھ مقرر معلوم شعائر ہوں اور وہ ایسے علانیہ ہوں جن سے اس امت والوں کو پہچانا جاسکے اور ان میں کوتاہی کرنے پر مواخذہ کیا جاسکے۔ تاکہ اس ملت کی فرماں برداری اور نافرمانی احساس اور مشاہدہ کی گرفت میں آسکے اور یہ بھی قرین حکمت ہے کہ شعائر ایسی چیزیں ہوں جو نادر الوقوع نہ ہوں، اور ان میں معتدد فوائد ہوں اور لوگوں کے ذہن ان کو پوری طرح قبول کریں اور ان دس چیزوں میں یہ باتیں موجود ہیں۔[1]

بعض اکابر علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ اصول معلوم ہو گیا کہ جسم کی صفائی اپنی ہیئت اور صورت کی درستگی اور ہر ایسی چیز کا ازالہ اور اس سے اجتناب جس سے گھن آئے اور کراہیت پیدا ہو احکام فطرت میں سے ہے، اور طریقہ انبیا علیہم السلام ہے۔ اللہ تعالی نے صورت کی تحسین کو اپنا خاص انعام اور احسان جتلایا ہے۔

**فنقول بتوفیق اللہ تعالی :** اس حدیث مبارکہ میں مونچھوں کے تراشنے کے متعلق جو بات ہے اس سے مراد جڑ سے مونچھوں کو کاٹنا نہیں بلکہ ہلکا کرنا مراد ہے۔ اتنی مقدار کم از کم کاٹے کہ ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو، اس سے ثابت ہوا کہ مونچھوں کو کاٹ کر کم کرنا سنت ہے، کیونکہ مونچھیں منڈانے کو خارجیوں کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ ساتھ دیگر علامات ہوں تو خارجیت کی علامت کہلائے گی۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ، ج1، ص308

**ملا علی قاری (المتوفی 1014ھ) فرماتے ہیں:**

قَصُّ الشَّارِبِ أَنْ يَأْخُذَ مَا طَالَ عَلَى الشَّفَةِ بِحَيْثُ لَا يُؤْذِي الْآكِلَ، وَلَا يَجْتَمِعُ فِيهِ الْوَسَخُ۔ [1]

**ابن عابدین حنفی (المتوفی 1252ھ) فرماتے ہیں:**

وَاخْتُلِفَ فِي الْمَسْنُونِ فِي الشَّارِبِ هَلْ هُوَ الْقَصُّ أَوْ الْحَلْقُ؟ وَالْمَذْهَبُ عِنْدَ بَعْضِ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنْ مَشَايِخِنَا أَنَّهُ الْقَصُّ. قَالَ فِي الْبَدَائِعِ: وَهُوَ الصَّحِيحُ. وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ: الْقَصُّ حَسَنٌ وَالْحَلْقُ أَحْسَنُ، وَهُوَ قَوْلُ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَةِ نَهْرٌ۔ [2]

**محمد بن صالح بن محمد العثیمین (المتوفی 1421ھ) فرماتے ہیں:**

قص الشارب: وهو الشعر النابت فوق الشفة العليا وحده: الشفة كل ما طال على الشفة العليا فهو شارب۔ [3]

**مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتیں اور عورتوں کی مشابہت کرنے والے مرد ہم میں سے نہیں**

آپ ﷺ کا فرمان ہے " لیسَ مِنّا مَن تشبَّهَ بالرِّجالِ مِنَ النِّساءِ، ولا مَن تشبَّهَ مِنَ النِّساءِ بالرِّجالِ " مردوں کی مشابہت کرنے والی عورت اور عورتوں کی مشابہت کرنے والا مرد یہ دونوں ہم میں سے نہیں۔ [4]

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

---

[1] مرقاۃ شرح مشکاۃ، ج7، ص2814، تحت الحدیث 4420

[2] رد المختار، ج2، ص550

[3] شرح ریاض الصالحین، ج5، ص230

[4] مسند احمد الرقم 6875، حلیۃ الاولیاء، ج3 ص321، مجمع الزوائد الرقم 13196

روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا" ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ، وَالدَّيُّوثُ" تین طرح کے لوگوں کو اللہ تعالی رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا، ماں باپ کا نافرمان، مردوں کی مشابہت کرنے والی عورت اور بے غیرت۔ [1]

مسند احمد میں اس روایت کے الفاظ بقدر زائد ہیں :

ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ ، وَالدَّيُّوثُ

تین طرح کے لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ ہی اللہ تعالی انہیں رحمت کی نگاہ سے دیکھے گا، والدین کا نافرمان، مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور بے غیرت۔ [2]

**شعب الایمان میں ہے :**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ، فرماتے ہیں : رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: "ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ، وَالدَّيُّوثُ" تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہونگے ، ماں باپ کا نافرمان، مردوں کی مشابہت کرنے والی عورت اور بغیرت۔ [3]

---

[1] سنن النسائی الرقم 2562

[2] مسند احمد الرقم 6180

[3] شعب الایمان الرقم 10309

**اللہ تعالی کی رحمت سے دوری کا سبب:**

(الف) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں «لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ
رسول اللہ ﷺ نے عورت کا لباس پہننے والے مرد اور مرد کا لباس پہننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔[1]

(ب) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ" رسول اللہ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں (یعنی ان کی شکل، ہیت، ان کا سا لباس اور ان کا انداز اپنائیں اور ان عورتوں پر بھی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔[2]

**مخالف جنس کی مشابہت کا معنی:**

مخالف جنس کی مشابہت کا معنی یہ ہے کہ سیاسی و تربیت کی جو چیزیں عورتوں کے ساتھ خاص ہیں۔ مردوں کو وہ اختیار نہیں کرنی چاہئیں، اس طرح جو ہیت اور وضع قطع مردوں کے ساتھ مخصوص ہے، اس کا عورتوں کے لئے اختیار کرنا درست نہیں، گفتگو اور چال کا بھی یہی حال ہے، ہاں اگر کسی کی فطرت ہی میں اس طرح کی مشابہت ہے تو چونکہ وہ غیر اختیاری ہے اس لیے وہ اس وعید میں داخل نہیں۔[3]

---

[1] سنن ابی داؤد الرقم 4098، ابن حبان الرقم 5752، شعب الایمان الرقم 7416، سنن کبری للنسائی الرقم 9209

[2] صحیح البخاری الرقم 5885

[3] فتح الباری، ج10 ص408، عمدۃ القاری، ج22 ص41

**اقول** : وضع قطع اور لباس کے بارے میں یہ بھی ہدایات ملتی ہیں کہ مرد خاص عورتوں والا لباس پہن نسوانی صورت نہ بنائیں اور عورتیں مردوں والے مخصوص کپڑے پہن کر اپنی نسوانی فطرت پر ظلم نہ کریں۔

## نوحہ وماتم کرنے والا ہم میں سے نہیں

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا" لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ " وہ ہم میں سے نہیں جو منہ پیٹے گریبان پھاڑے اور جاہلیت کے بول بولے۔[1]

دوسری روایت کے الفاظ ہیں امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَمَنْ سَلَقَ وَمَنْ خَرَقَ» مصیبت کے وقت جس نے سر مونڈا، یا کپڑے پھاڑے اور چیخ وپکار کی وہ ہم میں سے نہیں۔[2]

**تین دن کے بعد سوگ کی ممانعت:**

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہافرماتی ہیں" نُهِينَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِن ثَلاثٍ " ہمیں تین دن سے زیادہ سوگ (قصداغم) کرنے سے روکا گیاہے۔[3]

حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ" بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نوحہ کرنے سے منع کیاہے۔[4]

---

[1] صحیح البخاری، الرقم 12971298

[2] سنن ابی داؤد الرقم 3130

[3] صحیح البخاری الرقم 53401279

[4] سنن ابی داود الرقم 3127، ابن حبان، ج7 ص313 الرقم 3041، شعب الایمان، ج11، ص480 الرقم 8875

حضرت ابو مالک الاشعری فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا " النِّيَاحَةُ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ " نوحہ کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ [1]

### نوحہ وماتم کرنے والی عورتوں پر لعنت

حضور ﷺ نے ان عورتوں کو ملعون اور اللہ تعالی کی رحمت سے دور قرار دیا ہے جو مصیبت کے وقت شرعی حدود سے تجاوز کر جائیں ،نوحہ و ماتم کریں، چہروں کو پیٹیں اور گریبان پھاڑ ڈالیں۔

میت پر منہ پیٹنے ، کپڑے پھاڑنے رب کی شکایت ، بے صبری کرنے والا ہماری جماعت یا ہمارے طریقے والوں میں سے نہیں۔ ایسا کام کرنے والا سخت مجرم ہے۔ [2]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

لعنَ اللهُ الخامِشَةَ وجهَهَا والشاقَّةَ جيْبَها والداعِيَةَ بالويْلِ والثُبورِ

اللہ نے چہرہ نوچنے والی، گریبان چاک کرنے والی اور ہلاکت وتباہی مانگنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔ [3]

رونا پیٹنا، چیخنا ،چلانا یہ دور جاہلیت کی بہت بری رسم تھی، ہر کسی کی موت پرآہ و بکا اور نوحہ ماتم کی صفیں بچھ جاتیں، جی بھر کر رخساروں کو پیٹا جاتا اور بالوں کو نوچا جاتا مگر جب رب حبیب نے رسول اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا توآ قا علیہ السلام نے بڑی سختی سے منع فرمایا اور صبر کی تلقین فرمائی۔

---

[1] سنن ابن ماجه الرقم 1581، تحفة الاشراف، ج9،ص281، الرقم 12160

[2] مراة المناجيح، ج2،ص 478

[3] جامع الصغير 9223، جامع الاحاديث 18389، كنز العمال 42423

## غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنے والا ہم میں سے نہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقائے نامدار ﷺ نے ارشادفرمایا "لیسَ منّا من تشبَّهَ بِغَيرِنا لا تَشَبَّهوا باليَهودِ ولا بالنَّصارى فإنَّ تَسليمَ اليَهودِ الإشارةُ بالأصابِعِ وتَسليمَ النَّصارى الإشارةُ بالأكُفِّ" غیروں کی مشابہت اختیار کرنے والا ہم میں سے نہیں، یہود ونصاری کی مشابہت نہ کرو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشاروں کے ساتھ ہے، اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلی کے اشارے کے ساتھ ہے۔[1]

ایک دوسری حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں " ليسَ منَّا منْ عملَ بسنةِ غيرِنا " غیروں کے طریقوں پر عمل کرنے والا ہم میں سے نہیں۔[2]

ملا علی قاری (متوفی 1014ھ) نے اس حدیث کی شرح میں فلیس منا کا یہ معنی بیان کیاہے "لَيْسَ مِنَّا أَيْ مِنْ أَهْلِ طَرِيقَتِنَا وَمُرَاعِي مُتَابَعَتِنَا "وہ ہمارے طریقہ اور ہماری اتباع کا خیال کرنے والوں میں سے نہیں۔

مزید آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، واضح رہے کہ انگلیوں سے اشارہ کرنا یہود کا طرز اور ہتھیلی سے اشارہ کرنا عیسائیت کا طریقہ ہے۔ اس اعتبار سے ہے کہ وہ اس عمل پر اکتفا کرتے ہیں زبان سے سلام نہیں کرتے۔[3]

---

[1] جامع ترمذی الرقم 2695 مجمع الزوائد الرقم 12773 معجم الاوسط 7380

[2] معجم الکبیر للطبرانی، ج،11، ص152، کنز العمال، الرقم 1096

[3] مرقاۃ شرح مشکاۃ، ج7، ص2946

جو افعال یا احوال یا چیزیں کفار کی قومی علامات ہیں مسلمانوں کے لئے حرام ہیں۔

صرف اشاروں سے سلام کرنا، منہ سے کچھ نہ کہنا یہود و نصاریٰ کا سلام ہے۔ مسلمان یا تو صرف زبان سے سلام کریں، محض اشارہ سے سلام کرنا درست نہیں، لہٰذا اگر کوئی آدمی زبان کے سلام کے ساتھ ہاتھ سے اشارہ بھی کردے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

**تشبیہ کا معنی**: التشبيه الحاق امر بأمر فی وصف بأداة الغرض

تشبیہ ایک چیز کو دوسری کے ساتھ ادات غرض کے لئے کسی وصف میں ملانا۔[1]

**تشبہ کی حقیقت**: غیر مسلم کی ہر وہ چیز جو ان کے لیے خاص ہے، اگر مسلم اسے استعمال کرے تو غیر مسلم جیسی مشابہت ہو تو اس کا استعمال کرنا مسلمان کے لیے جائز نہیں۔

**تشبہ اور مشابہت میں فرق**: تشبہ اور مشابہت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ تشبہ کے معنی تو یہ ہیں کہ آدمی ارادہ کرکے نقالی کرے اور ارادہ کرکے ان جیسا بننے کی کوشش کرے، یہ تو بالکل ہی ناجائز ہے۔

دوسری چیز مشابہت کی یہ ہے یعنی ان جیسا بننے کا ارادہ تو نہیں کیا تھا لیکن اس عمل سے ان کے ساتھ مشابہت خود بخود پیدا ہو گئی۔ یہ مشابہت جو خود بخود پیدا ہو جائے حرام تو نہیں لیکن حضور ﷺ نے بلاضرورت مشابہت پیدا ہونے سے بچنے کی بھی تاکید فرمائی ہے۔

**غلام رسول سعیدی** (متوفی 1438ھ) **کی تحقیق**:

کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت سے مطلقاً کوئی کام کرنا ممنوع ہے، مثلاً ان سے مشابہت کے قصد سے کھانا، پینا، سانس لینا بھی حرام ہے۔ اور جب کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت نہ ہو بلکہ کسی اور مصلحت اور فائدہ کا حصول مقصود ہو تو اس صورت میں جائز ہے۔[2]

---

[1] دروس البلاغة

[2] شرح صحیح مسلم للسعیدی ج 6، ص380

## جو جادو کرے یا کروائے وہ ہم میں سے نہیں

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "لَيْسَ مِنَّا مَنْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ" جادو کرنے والا یا کروانے والا ہم میں سے نہیں۔[1]

دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں "لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَسَحَّرَ أَوْ تُسِحِّرَ لَهُ" جادو کرنے والا اور کروانے والا ہم میں سے نہیں۔[2]

ان احادیث سے واضح ہوا کہ جادو کرنے اور جادو کروانے والا دونوں گناہ اور وعید میں برابر کے شریک ہیں۔ بحیثیت مسلمان ان حرام کاموں سے بچنا چاہیے اور بعض روایات میں رسول اللہ ﷺ نے اس سنگین گناہ سے بچنے کا سختی کے ساتھ حکم فرمایا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا "اجْتَنِبُوا الْمُوبِقَاتِ الشِّرْكُ بِاللَّهِ والسِّحْر" ہلاک کر دینے والے گناہوں سے بچو، اللہ کے ساتھ شرک اور جادو۔[3]

**جادوگر جنت میں نہ جائے گا:** حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا " لا يدخلُ الجنةَ صاحبُ خمسٍ مدمنُ خمرٍ ولا مؤمنٌ بسحرٍ ولا قاطعُ رحمٍ ولا كاهنٌ ولا منانٌ" پانچ آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے (1) شراب کا عادی (2) جادو پر ایمان رکھنے والا (3) قطع رحمی کرنے والا (4) کاہن (5) احسان جتلان والا۔[4]

---

[1] ذخیرۃ الحفاظ الرقم 4700 تلخیص الحبیر الرقم 1724

[2] معجم الاوسط للطبرانی الرقم 4262

[3] صحیح البخاری الرقم 5764

[4] مسند احمد الرقم 11107، ابن حبان ج12 ص166 الزواجر ج1 ص18 مجمع الزوائد الرقم 8206 البر والصلة لابن جوزی الرقم 230

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "حدُّ السَّاحرِ ضَربةٌ بالسَّیفِ" جادو گر کی سزا یہ ہے کہ اسے تلوار سے اڑادیا جائے۔ [1]

**جادو کی حقیقت:**

اہل سنت اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جادو ثابت ہے۔ جس طرح دوسری اشیاء ثابتہ کی حقیقت ہے اس طرح جادو کی بھی حقیقت ہے۔

**اسلام امن وسلامتی کا دین:**

اسلام امن وسلامتی کا دین ہے اس میں کسی کو ناجائز ڈرانا، دھمکانا یا کسی کا نقصان کرنا حرام ہے، رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ" نہ نقصان اٹھاؤ نہ کسی مسلمان بھائی کو نقصان پہنچاؤ۔ [2]

اس لئے مسلمان سے کوئی بھی ایسی حرکت نہیں ہونی چاہیے جس سے دوسرے مسلمان بھائی کو دکھ، درد اور تکلیف پہنچے۔ عموما جن اشیاء سے اپنے مسلمان بھائیوں کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے ان اشیاء میں سے ایک جادو بھی ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے جادو کرنے والے اور (مسحور لہ) کروانے والے دونوں کے متعلق سخت وعید سنائی ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں۔ میرا ایسے ظالموں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، بلکہ وہ کافر اور واجب القتل ہیں۔

**جادو کا حکم:**

سحر کا حکم بالکل واضح ہے، اگر اس میں کلمات کفریہ ہوں تو ظاہر ہے ایسا سحر کفر اور اس کا مرتکب کافر و زندیق ہے اور اگر کلمات کفریہ نہ ہوں لیکن افعال فسق و فجور ہوں مثلا

---

[1] جامع ترمذی الرقم 1460 مستدرک علی الصحیحین الرقم 8073

[2] مؤطا امام مالک الرقم 2758 سنن ابن ماجہ الرقم 2340 مسند احمد الرقم 2865

شیاطین و جنات کو خوش کرنے کے لئے نجس رہنا، غلاظت میں رہنا، نماز نہ پڑھنا تو اس طرح کا سحر فسق اور اس کا مرتکب فاسق ہے اور اس کا سیکھنا سکھانا ناجائز اور حرام ہے۔[1]
البتہ بقدر ضرورت سیکھنے کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے مثلاً کسی پر جادو کیا گیا اس کو توڑنے اور ختم کرنے کے لئے کوئی جادو کا عمل سیکھتا ہے تو۔ الضرورات تبیح المحظورات ( ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں ) کے قاعدے سے اس کی گنجائش نکل سکتی ہے۔[2]

## عصبیت ( قوم پرستی ) کی طرف بلانے والا ہم میں سے نہیں

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا " لیسَ منَّا مَنْ دعا إلى عصبِيَّةٍ وليس مِنَّا مَنْ قاتَلَ علَى عصَبِيَّةٍ وليس مِنَّا مَنْ ماتَ علَى عصبِيَّةٍ" عصبیت کی طرف بلانے والا ہم میں سے نہیں ، عصبیت کی بنیاد پر لڑنے والا ہم میں سے نہیں عصبیت (کے جذبے) پر مرنے والا ہم میں سے نہیں۔[3]

اس حدیث مبارکہ میں نبی پاک ﷺ نے تین طرح کے افراد کو اپنے طریقہ اور اپنی سنت سے ہٹا ہوا قرار دیا ہے۔

1: عصبیت کا داعی، یعنی عصبیت کی طرف بلانے والا اور لوگوں کو اس بنیاد پر اکٹھا کرنے والا۔

---

[1] الجامع لأحكام القرآن للقرطبی، ج1، ص47، روح المعانی، ج1، ص339

[2] الجامع لأحكام القرآن للقرطبی، ج1، ص48 روح المعانی، ج1، ص339، روح البیان، ج3، ص114، عمدة القاری، ج15، ص11، مرقاة شرح مشكاة، ج2، ص 531

[3] سنن أبي داؤد الرقم 5121، جامع الصغیر الرقم 10403، جامع المسانید والسنن االرقم 1605 [2] سنن ابن ماجه، الرقم 3948

2: عصبیت کی بناپر جنگ کرنے والا، جس کے پیش نظر صرف اور صرف اس کی قوم اور اس کا قبیلہ ہے، اسے اعلاء کلمتہ اللہ سے کوئی غرض نہیں۔

3: عصبیت کے نام پر جان قربان کرنے والا۔

آقائے دو جہاں جناب رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر عصبیت کی برائی کو آشکار کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا «مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ، يَدْعُو إِلَى عَصَبِيَّةٍ، أَوْ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ، فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ» جس شخص نے کسی بے مقصد جھنڈے تلے قتال کیا، وہ عصبیت کا داعی تھا یا عصبیت کی وجہ سے غضبناک ہوا تھا تو ایسے شخص کی موت جاہلیت کی موت ہے۔[2]

**عصبیت اور تعصب کا مفہوم:** اہل لغت نے بیان کیا ہے کہ اپنے آباء واجداد اور اپنی قوم پر فخر کرنا اور ان کی حمایت کرنا اسلامی اصطلاح میں تعصب کا مفہوم رسول اکرم ﷺ نے واضح الفاظ میں بیان فرمایا، جب حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! عصبیت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا " أَنْ تُعِينَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ " عصبیت یہ ہے کہ تو ظلم پر اپنی قوم کی حمایت کرے۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا «مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلَى غَيْرِ الْحَقِّ، فَهُوَ كَالْبَعِيرِ الَّذِي رُدِّيَ، فَهُوَ

---

[1] سنن ابی داؤد الرقم 5119 معجم الکبیر للطبرانی ج 22 ص 81

يُنْزَعُ بِذَنَبِهِ» جو اپنی قوم کی مدد کرتا ہے وہ اس اونٹ کی طرح ہے جو کنویں میں گر گیا ہو اور اس کو دم سے پکڑ کر نکالا جارہا ہو۔[1]

مطلب یہ ہے کہ قوم کی ناحق مدد کرکے عزت حاصل کرنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسا کہ کنویں میں گرے ہوئے اونٹ کو دم سے پکڑ کر نکالنا۔اس کا مطلب ہے اپنی ظالم قوم کی حمایت کے لیے لوگوں کو جمع کرے تاکہ وہ سب اس ظلم پر اسی قوم کی مدد کریں ایسا شخص ہماری جماعت ہماری سنت سے خارج ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ ہماری ملت سے خارج ہے

## جو کہانت کرے یا کروائے وہ ہم میں سے نہیں

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے سخت وعید فرماتے ہوئے ارشادفرمایا "لیس مِنَّا مَنْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لهُ" کہانت کرنے والے اور جس کے لئے کی گئی وہ ہم میں سے نہیں۔[2]

**کاہن اور کہانت کی حقیقت:** کہانت (کاف کے فتحہ سے ) غیب کی خبریں دینا اور (کسرہ سے ) اس کے پیشہ کو کہتے ہیں، ایسے پیشے کو اختیار کرنے والا کاہن کہلاتا ہے اس کی جمع "كهنة " آتی ہے۔ بعض اہل لغت نے کاہن کی تعریف کی ہے۔

**کل من آذن بشیء قبل وقوعه فهو کاهن**"ہر وہ شخص جو کسی چیز کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے اس کی خبر دے وہ کاہن ہے۔[3]

---

[1] سنن ابو داؤد الرقم 5117

[2] الکنی والاسماء للدولابی ج 3 ص 1188 الرقم 2083

[3] عمدۃ القاری ج 21 ص 275

مشہور مؤرخ و محدث علامہ ابن اثیر (متوفی606ھ) فرماتے ہیں " الكاهن الَّذِي يتعاطى الْخَبَر عَن الكائنات فِي مُسْتَقْبل الزَّمَان، ويدَّعي معرفَة الْأَسْرَار " کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو کائنات کے بارے میں زمانہ مستقبل کی خبریں دیتا ہے اور پوشیدہ باتوں کی معرفت کا دعوی کرتا ہے۔ [1]

**کہانت کی اقسام:**

(الف) غیب کی خبریں بعض لوگ شیاطین اور جنات سے حاصل کرتے ہیں، جنات وہ خبریں آسمان میں فرشتوں کی باتیں سن کر حاصل کر لیتے ہیں، اس کا سد باب شہاب ثاقب کے ذریعے سے کر دیا گیا قرآن کریم کی اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے " إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ "مگر جب (شیطان) ایک بار جھپٹ کر (فرشتوں کی کوئی بات) اچک لے تو چمکتا ہوا انگارہ اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ [2]

(ب) بعض جنات کے ساتھ لوگوں کا رابطہ ہوتا ہے اور وہ انہیں دور کی خبریں بتادیتے ہیں اور بعض اوقات کچھ خبریں صحیح بھی نکل آتی ہیں۔

(ج) بعض لوگ اپنے حواس، تجربہ اور اندازے سے غیب کی خبریں بتاتے ہیں۔

ان تمام صورتوں کو مذموم کہا گیا ہے، کیونکہ یہ ظنیات کے قبیل سے ہیں اور عموما اس میں جھوٹ شامل کیا جاتا ہے۔

---

[1] النهاية في غريب الحديث والاثر، ج4، ص214، عمدة القاری، ج12، ص58

[2] الصافات: 10

**اقول:** فی زمانہ استخارہ کے ابواب جاری ہیں، اس میں بھی ظنیات کے قبیل سے بتاتے وقت غیر احتیاطی سبب جھوٹ کی آمزش ہو ہی جاتی ہو گی، ہاں سنتِ استخارہ سے اصل انکار نہیں۔ کاہنوں سے غیبی خبریں پوچھنا حرام ہے۔ انہیں عالمِ غیب جاننا ان کی خبروں کی تصدیق کرنا کفر ہے۔ اس حدیث میں اسی صورت سے منع کیا گیا ہے۔

## بد شگونی کرنے اور کروانے والا ہم میں سے نہیں

امام الانبیاء ﷺ فرماتے ہیں " لیس مِنّا مَن تَطَيَّرَ أو تُطُيِّرَ له " جس نے بد شگونی کی، یا جس کے لئے بد شگونی کی گئ وہ ہم میں سے نہیں۔[1]

## طیرہ اور بد فالی کی حقیقت:

محاورۂ عرب میں فال ہر اچھی بری شگون کو کہتے ہیں اور طیرہ عموما بد فالی کو کہا جاتا ہے۔

طیرہ بمعنی تطیر ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں اڑانا۔ طیرہ شگون کو کہتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں لوگ جب کام کے لئے صبح کو نکلتے تو وہ طیر یعنی پرندے پر اعتماد کرتے، بیٹھے ہوئے پرندے کو اڑاتے اگر پرندہ دائیں جانب اڑتا تو اسے نیک شگون سمجھتے اور کام پر چلے جاتے اور اگر پرندہ بائیں جانب اڑتا تو اسے بد شگونی سمجھ کر کام پر جانے سے رک جاتے اور اگر اوپر یا نیچے کی طرف اڑتا تو سمجھتے کہ کام میں دیر لگے گی، رکاوٹ ہو گی۔[2]

**اقول:** خیال رہے کہ نیک فال لینا سنت ہے اور بد فال لینا ممنوع ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد الرقم 8480، مسند بزار ج 9 ص 5 جامع المسانید والسنن الرقم 7960

[2] عمدۃ القاری ج 21 ص 273

لوگ جب اس طرح کا اعتقاد کرنے لگتے ہیں تو ان کے ظن اور اعتقاد کے مطابق بسا اوقات واقعات بھی پیش آجاتے ہیں، یہ در حقیقت ان کے باطل ظن کی سزا ہوتی ہے۔
حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) لکھتے ہیں: " وَرُبَّمَا وَقَعَ بِهِ ذَلِكَ الْمَكْرُوهُ بِعَيْنِهِ الَّذِي اعْتَقَدَهُ عُقُوبَةً لَهُ كَمَا كَانَ يَقَعُ كَثِيرًا لِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ " بعض اوقات وہ ناپسندیدہ حالت بدشگونی کا اعتقاد رکھنے والے کے لیے بطور سزا کے وقوع پذیر ہو جاتی ہے، زمانہ جاہلیت میں اکثر ایسا ہی ہوتا تھا۔[1]

**اقول:** بحیثیت مسلمان ہر شخص کا عقیدہ اللہ تعالی کی ذات پر مضبوط ہونا چاہیے نفع ونقصان کا مالک اور ہر چیز میں مؤثر حقیقی صرف اللہ جل وعلا کی ذات ہے۔ بعض امراض، جو متعدی سمجھے جاتے ہیں، ان کے متعدی ہونے کا انکار ہر گز نہیں ہوتا بلکہ صرف عقیدے کی درستگی مطلوب ہوتی ہے کہ اس میں بھی اصل چیز مشیت ومرضی اور ارادہ ہے نہ کہ فی نفسہ بیماری۔

**بدشگونی شیطانی کام اور شرک ہے:** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدشگونی کو ناپسند کرتے تھے بلکہ ایک حدیث میں بدشگونی کے متعلق پیارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " والطِّيرةُ منَ الجِبْتِ " بدشگونی شیطانی کاموں میں سے ہے۔[2]

سیدنا حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " الطِّيَرةُ شِركٌ وما منّا ولكنَّ اللهَ يذهبُه بالتَّوكُّلِ " بدشگونی شرک ہے

---

[1] فتح الباری لابن حجر ج10 ص215

[2] مسند احمد الرقم 20604، معجم الکبیر للطبرانی ج18 ص369، سنن الکبری للبیهقی، الرقم 16515

ہم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جسے بدشگونی کا خیال پیدا نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ اس کو توکل کے ساتھ ختم کردیتا ہے۔[1]

مندرجہ بالا احادیث صحیحہ سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان کا عقیدہ ٹھوس اور مضبوط ہونا چاہیے، بدشگونیاں کام میں حائل نہیں ہونی چاہئیں اور نہ ہی ان کی بنیاد پر تبصرے اور نہ ہی کوئی رائے قائم کرنی چاہیے۔

## جو تقدیر کا انکار کرے وہ ہم میں سے نہیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا" قَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيقَةِ الْإِيمَانِ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ قَالَ رَبِّ وَمَاذَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ يَا بُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هَذَا فَلَيْسَ مِنِّي

اے میرے بیٹے! تم اس وقت ایمان کے ذائقہ کو نہیں چکھ سکتے جب تک تم دل میں اس بات کو نہ بٹھا لو کہ جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے وہ تم سے چوک نہیں سکتی اور جو مصیبت تمہارے مقدر میں نہیں لکھی گئی وہ تمہیں کبھی پا نہیں سکتی، میں نے رسول

[1] سنن ابی ابو داؤد الرقم 3910، سنن ابن ماجه الرقم 3538، مسند احمد الرقم 3687

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا لکھو اس نے کہا اے میرے رب! میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالی نے فرمایا قیامت تک آنے والی ہر چیز کی تقدیر کو لکھو۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص اس عقیدہ کے بغیر دنیا سے گیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔[1]

**تقدیر کی حقیقت**: تقدیر کا لغوی معنی ہے اندازہ لگانا" اصطلاح شریعت میں تقریر کے معنی یہ ہیں اللہ تعالی کے طے کردہ امور کو دل سے تسلیم کرنا اور اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ تمام حالات اللہ کی طرف سے ہیں تقریر کے بارے میں بہت سے لوگ گمرانی کا شکار ہیں بعض تو تقدیر کا بالکل انکار کرتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ انسان خود اپنے افعال کا خالق ہے اور مکمل طور پر خود مختار ہے، ان لوگوں کو قدریہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ تقدیر کا انکار کرتے ہیں، دوسرا انتہاء پسند فرقہ جبریہ ہے یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ انسان مجبور ہے اور اللہ تعالی کے فیصلوں کے سامنے مجبور ہے، جو کچھ اس کے بارے میں طے ہو چکا ہے یہ اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا، ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اہل سنت وجماعت کا مسلک ہے۔ یعنی انسان نہ تو مجبور محض ہے اور نہ ہی مختار مطلق، بلکہ حقیقت ان دو انتہاؤں کے درمیان ہے، یعنی انسان کے افعال کا خالق اللہ تعالی ہے اور انسان اپنے اختیار اور کسب سے افعال کو انجام دیتا ہے تو گویا کہ انسان "کاسب" ہے۔ اور اللہ تعالی خالق ہے۔

---

[1] سنن أبي داؤد الرقم 4700 حلية الاولياء ج 5 ص 248 سنن کبری للبیهقي الرقم 20875

بعض حضرات کا یہ گمان ہے کہ قضا و قدر کا یہ معنی ہے کہ اللہ جل وعلا نے بندوں کو اپنے علم اور اپنے حکم کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کیا ہے، حالانکہ معاملہ اس طرح نہیں۔ تقدیر کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے علمِ ازلی سے پہلے یہ خبر دے دی ہے کہ بندہ اپنے اختیار اور ارادہ سے کیا کام کرے گا اور کیا کام نہیں کرے گا اور اللہ تعالی نے اس کے لئے خیر و شر میں سے کیا کیا پیدا کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي ٱلزُّبُرِ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ" اور انہوں نے جو کچھ کیا وہ وہ سب فرشتوں میں موجود ہے اور ہر جھوٹا اور بڑا کام لکھا ہوا ہے۔[1]

انسان کے کسب اور اختیار کے متعلق قرآن پاک کی سورۃ بلد، اللیل، عنکبوت، النجم، الزلزال کی مختلف آیات میں کسب اور اختیار کا ذکر موجود ہے۔

**مخدوم عبد الواحد سیوستانی (نعمانِ ثانی)** (متوفی1224)السندی لکھتے ہیں کہ قضا (تقدیر) کی اقسام کی دو قسمیں ہیں۔

1: قضا معلق 2: قضا مبرم

**تقدیر معلق:**

جس میں بعض اسباب کی بنا پر تغیر و تبدیلی بھی ہوتی ہے اور یہ للہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے کہ اگر کوئی بندہ چاہے تو ہم اس کے نیک عمل اور دعا کے ساتھ ہی اس کی تقدیر بھی بدل دیں گے۔

فرمانِ باری تعالی ہے: يَمْحُو اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ

---

[1] القمر: 5253

اللہ جسے چاہے مٹاتا ہے اور جسے چاہے باقی رکھتا ہے۔ [1]

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ" تقدیر (یعنی تقدیر معلق) کو کوئی چیز نہیں ڈالتی مگر دعا عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھاتی مگر دعا۔ [2]

معلوم ہوا کہ دعا سے مصیبتیں ڈلتی ہیں اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

صلہ رحمی، اچھے اخلاق اور پڑوسی کا خیال رکھنے میں بھی عمر کے اضافے کا سبب ہے۔

جو بندہ صلہ رحمی کرتا ہے ابھی اس کی عمر فقط تین دن باقی رہتی ہے تو اللہ جل وعلا تیس برس تک اس کی عمر میں اضافہ فرماتا ہے۔ (جیسا کہ قرآن پاک میں ہے) رب محمد کا فرمان ہے" وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ" اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے یا جس کسی کی عمر کم رکھی جائے یہ سب ایک کتاب میں ہے۔ [3]

عمر میں کمی بیشی کے مختلف اسباب ہیں جو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

مثلا: لوح محفوظ میں لکھا ہو کہ عمرہ وحج کرے گا تو اس کی عمر ساٹھ برس نہیں تو چالیس برس ہو گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کریم جس کی عمر میں اضافے کا ارادا فرماتا ہے تو اس کو صلہ رحمی کی توفیق دیتا ہے۔

**مٹانے اور باقی رکھنے کا عمل:**

مٹانے اور باقی رکھنے کا عمل کا عمل لوح محفوظ میں واقع ہوتا ہے۔

---

[1] الرعد: 39

[2] جامع ترمذی 2139

[3] الفاطر: 11

**تفسیر معینی میں ہے:** جس میں تبدیلی ممکن نہیں اس کا حکم اللہ جل وعلا کے پاس ہے اور وہی ام الکتاب ہے۔
**تفسیر بکری میں ہے** قضا مبرم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی اس کے بر عکس قضا معلق ہے۔
لیکن بعض اکابر اولیاء قدس اللہ اسرارھم کے کلام میں ہے کہ مبرم میں بھی تبدیلی ممکن ہے۔ اور اسی سے مراد قضا مبرم ہی ہے۔ جو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ لیکن اللہ کریم کے علم کے مطابق وہ قضا معلق ہے۔ اس لیے کہ قضا مبرم میں مطلق تبدیلی ممکن نہیں۔
اللہ جل وعلا کا فرمان: لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ " اللہ کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے۔[1]
امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات میں فرماتے ہیں:
اللہ کریم تجھے ہدایت دے جان لو! قضا کی دو اقسام ہیں۔ ایک قضا معلق دوسری قضا مبرم قضا معلق میں تبدیلی ممکن ہے اور مبرم میں تبدیلی ممکن نہیں۔ اللہ کریم کا فرمان کہ میرے کلمات تبدیل نہیں ہوتے۔ یہ فرمان قضا مبرم کے متعلق ہے اور قضا معلق کے متعلق فرمایا" يَمۡحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثۡبِتُ" اللہ رب العزت جسے چاہے مٹاتا ہے اور جسے چاہے ثابت رکھتا ہے۔[2]
ہمارے شیخ پیر و مرشد قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ سیدس میں بھی تبدیلی کر سکتا ہوں نا محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ نے اپنے ہاتھوں سے لکھے بعض رسائل میں لکھا ہے کہ قضا مبرم میں کوئی تبدیلی نہیں لا سکتا، لیکن میں چاہوں تو اس میں

---

[1] یونس: 64
[2] الرعد: 39

بھی تبدیلی کر سکتا ہوں۔آپ قدس سرہ اس بات پر بڑا تعجب فرمایا کرتے اور اس بات کو بعید جانتے ، عرصۂ دراز تک یہ بات میرے ذہن میں تھی یہاں تک کہ حق سبحانہ وتعالی جل شانہ نے یہ دولت مجھے بھی عطا فرمائی۔ ایک دن میں نے کسی دوست کی مصیب کو دور کرنے کی غرض سے صدقہ دیا اور اللہ کریم سے التجا کی۔ معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں اس کا معاملہ ٹلنے وال نہیں لیکن ایک شرط سے مشروط ہے۔اس وقت کچھ مایوسی ہوئی تو فورا سیدنا عبد القادر جیلانی کا فرمان ذہن میں آ گیا۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی تو اللہ جلا شانہ نے مجھ پر یہ بات واضح فرمادی کہ قضا مبرم کی بھی دو اقسام ہیں۔

ایک وہ جو جس میں تبدیلی ممکن ہےاور اللہ جل وعلاکے ہاں وہ معلق ہے ، لیکن لوح محفوظ میں قضا مبرم کی صورت میں لکھی ہوئی ہے۔ اور یہی قضا معلق کی آخری قسم ہے جس میں تبدیلی ممکن ہے۔ معلوم ہوا کہ سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی کا قول اس تقدیر معلق کے بارے میں نہیں جس میں تبدیلی ممکن نہیں بلکہ اس قضا کے بارے میں ہے جس میں تبدیلی ممکن ہو۔[1]

## جو صرف قوم اور قبیلہ کے نام پر لڑے وہ ہم میں سے نہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا «وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلَا يَتَحَاشَى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِي لِذِي

[1] بیاض واحدی للنعمانی ثانی السیوستانی، ص32

عَهْدٍ عَهْدَهٗ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ» اور جس شخص نے میری امت پر خروج کیا اور اچھوں اور بروں سب کو قتل کیا، نہ کسی مؤمن کا لحاظ کیا اور نہ ہی کسی سے کیا ہوا عہد پورا کیا وہ میرے دین پر نہیں ہے اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے۔ [1]

اس حدیث پر مختلف محدثین نے جو کلام کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں اس شخص کا ذکر ہے جو عصبیت اور قوم پرستی کی بنیاد پر جنگ کرتا ہے۔ یعنی اس کے پیشِ نظر صرف اور صرف اس کی قوم اور اس کا قبیلہ ہے، اسے اسلام اور اہل اسلام سے کوئی تعلق نہیں، وہ اللہ کی رضا کے لئے نہیں بلکہ اپنی قوم کا نام اونچا کرنے اور خود کو بہادر شمار کرنے کے لئے میدان جنگ میں اترتا ہے۔ اس کے قتال کی بنیاد اس کے غصے اور نفسانی خواہش پر ہوتی ہے، عصبیت کی بنا پر لڑنے والے شخص کو حضور سید عالم ﷺ اپنی سنت اور امت سے خارج قرار دے رہے ہیں۔ اس حدیث سے وعدہ پورا کرنے کی ترغیب معلوم ہوئی، کیونکہ مسلمان حکومت ذمیوں کے ساتھ یہ معاہدہ کرتی ہے کہ وہ اس ملک میں امن و چین کی زندگی بسر کریں، ان کی حفاظت حکومت اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ اس حدیث میں ایسے مسلمان کی مذمت بیان کی گئی جو اس معاہدہ کو توڑتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔

## جس نے بدلے کے ڈر سے سانپ نہ مارا وہ ہم میں سے نہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" مَن ترَكَ الحيّاتِ مخافَةَ طلَبِهنَّ فليس منّا، ما سالَمْناهنَّ منذ

[1] صحیح مسلم الرقم 1848 سنن نسائی الرقم 4114 مسند احمد 7944

حارَبْناهنَّ " جس نے سانپوں کو ان کے انتقام کے خوف سے چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں، ہم نے جب سے ان سے دشمنی کی ہے اس کے بعد ان سے صلح نہیں کی۔[1]

حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے اس روایت کو یوں نقل کیا ہے «اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَأْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنِّي» تمام سانپوں کو قتل کرو، جس نے ان کے انتقام کے ڈر سے انہیں چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔[2]

**سانپوں کے انتقام کا معنی:** ان احادیث کا معنی محدثین یہ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کہا کرتے تھے کہ سانپوں کو قتل نہ کرو کیونکہ اگر تم اسے مارو گے تو اس کا جوڑی دار آ کر بطور انتقام تمہیں ضرور ڈسے گا۔ اس حدیث میں حضور نے اس اعتقاد اور قول سے منع فرمایا۔[3]

حدیث کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس خیال سے سانپ کو مارنے سے احتراز کرے کہ یہ جن ہے جو سانپ کی شکل میں نمودار ہوا ہے، اگر اس کو ماروں گا تو دوسرے جن مجھ سے انتقام لیں گے، اس خیال سے سانپ کو زندہ چھوڑ نا مناسب نہیں۔ البتہ اگر کوئی ایسی علامت ظاہر ہو جس سے یہ یقین ہو جائے کہ یہ واقعی جن ہے سانپ نہیں ہے تو پھر اسے زندہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

---

[1] سنن ابی داؤد الرقم 5250 مسند احمد الرقم 2037

[2] سنن ابی داؤد الرقم 5249 سبل الھدی والرشاد ج 9 ص 81

[3] عون المعبود شرح سنن أبی داؤد ج 14 ص 110

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے حیٰوۃالحیوان میں ذکر کیا ہے کہ اگر گھر میں سانپ آجائے تو اسے مارنے سے پہلے اسے تین دن کی مہلت دینی چاہیے۔ مہلت دینے کے لئے اسے یہ الفاظ کہے جائیں۔ میں تمہیں اس عہد کی قسم دیتا ہوں جو تمہیں سے حضرت نوح اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے دیا تھا کہ تم ظاہر نہیں ہوگے اور ہمیں تکلیف نہیں پہنچاؤ گے۔ اگر یہ جن ہوگا تو خود ہی چلا جائے گا۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں " اقتُلوا الحيّاتِ كلَّها إلّا الجانَّ الأبيضَ الّذي كأنّه قَضِيبُ فِضَّةٍ" تمام سانپوں کو قتل کرو لیکن سفید اژدھے کو چھوڑ دو جو چاندی کا ٹکڑا معلوم ہوتا ہے۔[2]

محدثین کا کہنا ہے کہ یہ سانپ بے ضرر ہے اس لئے اسے نہ مارنے کی گنجائش دی گئی ہے۔

**انسان اور سانپ کی دشمنی:** امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا «مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ» جب سے ہم نے ان سے دشمنی کی ہے اس کے بعد صلح نہیں کی۔[3]

اس جملہ حدیث کی شرح میں علماء فرماتے ہیں انسان اور سانپوں کی باہمی عداوت اور دشمنی جبلی اور فطری ہے ان میں سے ہر ایک کی فطرت میں یہ خمیر رکھا گیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو مارنے کے درپے رہتے ہیں۔ بعض حضرات نے عداوت کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ جب ابلیس نے جنت میں جانے کی کوشش کی اور جنت کے

---

[1] حیوۃ الحیوان ج 2، عون المعبود شرح سنن أبي داؤد ج 14 ص 110

[2] ابی داؤد الرقم 5261

[3] سنن ابی داؤد الرقم 5250 مسند احمد الرقم 2037

دربانوں نے اسے روک دیا تو سانپ نے اسے اپنے منہ میں بٹھا کر جنت میں داخل کردیا تھا۔ پھر شیطان نے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کے دل میں وسوسہ ڈالا، انہوں نے شجر ممنوعہ کو کھایا اور انہیں جنت سے نکال دیا گیا۔[1]

**قتل حیوان اور شرعی نکتہ نظر:** شریعت نے کچھ جانوروں کو قتل کرنے کا حکم دیا جیسے سانپ اور بچھو اور کچھ جانوروں کے قتل سے منع کیا جیسے چیونٹی اور شہد کی مکھی وغیرہ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ: النَّمْلَةُ، وَالنَّحْلَةُ، وَالْهُدْهُدُ، وَالصُّرَدُ" رسول اللہ ﷺ نے چار حیوانوں کے قتل سے منع فرمایا، چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور لٹورا۔[2]

محدثین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں چار جانوروں کی تخصیص تمثیلا ہے، اس میں یہ سمجھانا مقصود ہے کہ جس جانور کا نہ کھانا مقصود ہو اور نہ وہ ایذا پہنچا رہا ہو تو اس کو قتل کرنا مناسب نہیں۔

**شرعی اصول:** تعلیمات شرعیہ کا مطالعہ کرنے سے قتل حیوان کے کچھ اصول سامنے آتے ہیں، اگر ان اصولوں کو سامنے رکھا جائے تو ہر جانور کے بارے بخوبی فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ شریعت کی رو سے اسے مارنا بہتر ہے یا زندہ چھوڑنا بہتر ہے وہ چند اصول یہ ہیں۔

**خلاصۂ کلام:** حیوانات مارنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے قتل کا مقصد مد نظر ہونا چاہیے اگر بے مقصد قتل حیوان ہو تو وہ بالاتفاق حرام ہے، اگر با مقصد

---

[1] عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ج14 ص109

[2] سنن ابن ماجہ الرقم 3224 مسند احمد الرقم 3066 سنن ابی داؤد الرقم 5267

ہو تو پھر مقصد کو دیکھا جائے گا کہ شریعت اسلامیہ کے احکام کے مطابق وہ مقصد صحیح ہے یا نہیں اگر مقصد صحیح ہو تو جانوروں کا قتل جائز ہے مثلا ایذا سے بچنے کے لیے جانور قتل کرنا وغیرہ لیکن اگر وہ مقصد اسلامی احکام کے مطابق غلط ہے تو یہ قتل بھی ناجائز ہے۔

**سانپ کو قتل کرنے بابت احادیث:** (الف) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرمایا: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبا ارشاد فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اقْتُلُوا الحَيَّاتِ، وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ**" سانپوں کو قتل کرو اور خاص طور پر "ذوالطفیتین" کو قتل کرو اور ابتر کو قتل کرو۔[1]

"ذوالطفیتین"سانپ کی ایک خبیث قسم ہے جسکی دم چھوٹی ہوتی ہے اور پشت پر دو سپید دھاریاں ہوتی ہیں اور ابتر بھی ایک خطرناک قسم کا سانپ ہوتا ہے جسکی دم چھوٹی اور رنگ نیلا ہوتا ہے۔

(ب) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"**اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَأْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنِّي**» ہر سانپ کو مارو جس نے انکے حملے کا خوف کرکے چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔[2]

**پانچ جانوروں کو حرم شریف اور حالت احرام میں مارنا جائز:**

(ج) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا: **أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ، كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ، يَقْتُلُهُنَّ فِي**

---

[1] صحیح البخاری الرقم 3297

[2] سنن ابی داؤد الرقم 5249

الحَرَمِ: الغُرَابُ، وَالحِدَأَةُ، وَالعَقْرَبُ، وَالفَأْرَةُ، وَالكَلْبُ العَقُورُ" بیشک رسول اکرم ﷺ نے فرمایا پانچ جانور فاسق ہیں جنکو حرم میں بھی قتل کر سکتے ہیں۔ کوا، سانپ، بچھو، چوھا، اور باؤلا کتا۔[1]

(اس حوالے سے اور بھی بہت سی احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں)

**سانپ اور بچھو مارنا نماز میں بھی جائز:** (الف) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "**اقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْحَيَّةَ، وَالْعَقْرَبَ**" سانپ اور بچھو کو نماز میں بھی قتل کر ڈالو۔[2]

(ب) حضرت زید بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے پوچھا! کہ حالت احرام میں کونسے جانور مارنا جائز ہیں؟ تو آپ نے فرمایا" **حَدَّثَتْنِي إِحْدَى نِسْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ: «كَانَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الْعَقُورِ، وَالْفَأْرَةِ، وَالْعَقْرَبِ، وَالْحُدَيَّا، وَالْغُرَابِ، وَالْحَيَّةِ» قَالَ: «وَفِي الصَّلَاةِ أَيْضًا»** فرمایا مجھے ازواج مطہرات میں سے کسی نے بیان کیا کہ حضور سید عالم ﷺ نے ان چھ جانوروں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا۔ پاگل کتا، چوہا، بچھو، چیل اور سانپ، اور نماز میں بھی یہی حکم ہے۔[3]

**سانپ اور چھپکلی مارنے پر اجر اور ثواب:** (الف) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت، فرمایا: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے «مَنْ

---

[1] صحیح البخاری الرقم 1829

[2] سنن ابو داؤد الرقم 921

[3] صحیح مسلم الرقم 1200

قَتَلَ حَيَّةً فَكَأَنَّمَا قَتَلَ رَجُلًا مُشْرِكًا قَدْ حَلَّ دَمُهُ" جس نے سانپ کو قتل کیا، گویا اس نے ایک مشرک حلال الدم کو قتل کیا۔[1]

(ب) حضرت عبداللہ رضی اللہ سے مروی ہے، فرمایا «مَنْ قَتَلَ حَيَّةً أَوْ عَقْرَبًا قَتَلَ كَافِرًا" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرمایا: جس نے سانپ یا بچھو مارا گویا ایک کافر مارا۔[2]

(ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ «مَنْ قَتَلَ حَيَّةً فَلَهُ سَبْعُ حَسَنَاتٍ، وَمَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فَلَهُ حَسَنَةٌ" جس نے سانپ مارا اس کے لئے سات نیکیاں اور جس نے چھپکلی ماری اس کے لے ایک ہے۔[3]

**سفید سانپ نہ مارو:** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرمایا: «اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهَا، إِلَّا الْجَانَّ الْأَبْيَضَ، الَّذِي كَأَنَّهُ قَضِيبُ فِضَّةٍ" ہر ایک سانپ کو مارو سواء سفید سانپ کے، گویا وہ چاندی کی چھڑی ہے۔[4]

## گھریلو سانپ کو تین دن کی مہلت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے: کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ بِالْمَدِينَةِ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ قَدْ أَسْلَمُوا، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا مِنْ هَذِهِ

---

[1] مسند احمد الرقم 3746 معجم الکبیر الطبرانی الرقم 10109 مشکل الآثار للطحاوی الرقم 2926

[2] مسند احمد ج 6 ص 293 معجم الکبیر للطبرانی الرقم 9745 مسند بزار ج 5 ص 234

[3] ابن حبان، الرقم 5630 جامع الصغیر الرقم 12522

[4] سنن ابی داؤد الرقم 5261

الْعَوَامِرِ فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا، فَإِنْ بَدَا لَهُ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ، فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ» مدینہ منورہ میں جنات کا ایک گروہ ہے جو اسلام لا چکے، تو جوان گھر میں رہنے والے جنات کو سانپ کی شکل میں دیکھے تو تین دن کی مہلت دے پھر بھی وہ موجود ہو تو مار ڈالو، اس لیے کہ وہ شیطان ہے۔[1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، فرمایا: امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا :«إِنَّ لِهَذِهِ الْبُيُوتِ عَوَامِرَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْهَا فَحَرِّجُوا عَلَيْهَا ثَلَاثًا، فَإِنْ ذَهَبَ، وَإِلَّا فَاقْتُلُوهُ، فَإِنَّهُ كَافِرٌ" بیشک ان گھروں میں کچھ رہنے والے جنات سانپ کی شکل میں ہیں۔ جب تم ان میں سے کسی کو سانپ کی شکل میں دیکھو تو انکو تین دن کی مہلت دو، اگر وہ چلا جائے تو ٹھیک، ورنہ اس کو مار دو کہ وہ کافر ہے۔[2]

**اقول:** علماء فرماتے ہیں کہ قتل اس سانپ کا کیا جائے گا جو سپید رنگ کا ہو۔ اور وہ سیدھا چلتا ہو یعنی چلنے میں بل نہ کھاتا ہو ۔ اسی طرح وہ سانپ جو مدینہ کے گھروں میں رہتے ہیں بے انذار و تحذیر نہ قتل کئے جائیں البتہ " ذوالطفیتین" کہ اسکی پیٹھ پر دو خط سپید ہوتے ہیں اور "ابتر " یہ ایک قسم ہے سانپ کی ۔ کبود رنگ کوتاہ دم اور ان دونوں سانپوں کا خاصہ یہ ہے کہ آنکھ پر انکی نگاہ پڑے تو اندھا ہو جائے ۔ زن حاملہ اگر انہیں دیکھ لے حمل ساقط ہو جائے، کہ اس طرح کے سانپ مدینہ کے گھروں میں بھی رہتے ہوں تو انکا مارنا بے انذار و تحذیر جائز ہے۔

---

[1] صحیح مسلم الرقم 2236

[2] صحیح مسلم الرقم 2236

لیکن بعض علماء نے ان سانپوں کا قتل جو گھروں میں رہتے ہیں مطلّقا بے انذار کے ممنوع ٹھہرایا ہے۔ اور منشا ان کا اطلاق بیوت ہے ۔ مگر یہ مذھب غیر مختار ہے ، اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہاں مراد بیوت سے بیوت مدینہ ہیں نہ بیوت مطلّقا اور وہ احادیث جن میں اذن بیوت ہے ان حدیثون کے مفسر ہیں۔[1]

**اِنذار و تحذیر کے مختلف طریقے:**

(الف) حضرت ابن حبیب سے مروی ہے " أَنَّهُ يَقُولُ أَنْشُدُكُنَّ بِالْعَهْدِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْكُمْ سليمان بن داود أن لاتؤذنا ولاتظهرن لنا " کہ اِنذار و تحذیر کے وقت یوں کہے میں تم کو قسم دیتا ہوں اس عہد کی جو تم سے حضرت سلیمان بن داوٗد علیہماالسلام نے لیا۔ یہ کہ تم ہمیں ایذامت دو اور ہمارے سامنے ظاہر مت ہو۔[2]

ایک روایت میں کچھ الفاظ یوں ہیں "أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْكُنَّ سُلَيْمَانُ" میں تمھیں قسم دیتا ہوں اس عہد کی جو تم سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے لیا۔[3]

(ب) ابو لیلیٰ نے فرمایا: رسول ﷺ نے فرمایا "إِذَا ظَهَرَتِ الحَيَّةُ فِي الْمَسْكَنِ فَقُولُوا لَهَا: إِنَّا نَسْأَلُكِ بِعَهْدِ نُوحٍ، وَبِعَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ، أَنْ لاَ تُؤْذِيَنَا، فَإِنْ عَادَتْ فَاقْتُلُوهَا" جب کسی گھر میں سانپ ظاہر ہو تو کہو تم اس کو ، تجھ سے سوال کرتے ہیں بوسیلۂ عہد نوح و سلیمان بن داوٗد علیہم السلام ہمیں ایذامت دے

---

1 حاشیہ جامع الاحادیث ج4 ص232

2 شرح النووی علی مسلم ج 14 ص 230

3 سنن ابی داؤد الرقم 5260

(چلاجا) اگر لوٹ آئے تو قتل کردواسے۔[1]

(ج) حضرت عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ حَيَّاتِ الْبُيُوتِ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُنَّ شَيْئًا فِي مَسَاكِنِكُمْ فَقُولُوا أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْكُنَّ نُوحٌ، أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْكُنَّ سُلَيْمَانُ أَنْ لَا تُؤْذُونَا فَإِنْ عُدْنَ فَاقْتُلُوهُنَّ" رسول اللہ ﷺ سے گھر میں پائے جانے والے سانپوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: جب تم اپنے گھروں میں ان سانپوں کو دیکھو تو کہو میں تمہیں قسم دیتا ہوں اس عہد کی جو تم سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے لیا۔ یہ کہ ایذامت دو پھر بھی وہ ظاہر ہوں تو مار ڈالو۔[2]

یوں بھی کہے کہ لوٹ جا خدا کے حکم سے یا یوں کہہ لیں کہ مسلمان کی راہ چھوڑ دے:

بالجملہ قتل سانپ کا مستحب اور سپید وساکن بیوت مدینہ کا سوا ذوالطفیتین اور ابتر کے بے انذار و تحذیر کے ممنوع ہے مگر امام طحاوی کے نزدیک قتل بے انذار میں کچھ حرج نہیں اور انذار اولی ہے۔[3]

## گھوڑے کو مار کر آگے کرنے والا ہم میں سے نہیں

ایک صحابیٔ رسول ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " مَن جَلَبَ على الخيْلِ يومَ الرِّهانِ فلَيسَ مِنَّا " گھڑ دوڑ کے دن جو شخص (کسی آدمی کو اپنے گھوڑے کے پیچھے لگادے تاکہ وہ اس کے گھوڑے کو للکار دے کر تیز کرے، ایسا

[1] جامع ترمذی الرقم 1485

[2] سنن ابی داؤد الرقم 5260

[3] فتاوی رضویہ ج 9 ص 101 قدیم حاشیہ جامع الأحادیث ج 4 ص 234

شخص جو یہ فریب کرتا ہے) وہ ہم میں سے نہیں۔[1]

اہل لغت نے جلب کا عربی مفہوم کچھ یوں بیان کیا ہے " جلب علی الفرس ای صاح به واستحثه للسبق "اس نے گھوڑے پر جلب کیا یعنی اس کے سامنے بلند آواز سے چیخا اور اس کو تیز بھاگنے کے لئے ابھارا۔[2]

گھڑ دوڑ میں دونوں فریق یا ایک فریق نہ جلب کرے اور نہ ہی جنب۔(جلب) کے معنی ہیں اپنے گھوڑے کے ساتھ دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑنا، اور شور مچا کر ڈانٹ کر اس دوڑ والے گھوڑے کو تیز کرنا۔

(جنب) کے معنی ہے اس دوڑنے والے گھوڑے کے ساتھ اور گھوڑا رکھنا اگر راہ میں وہ گھوڑا تھک جائے تو اس دوسرے کو اس بازی میں لگا دیا جائے۔دوڑ کی حالت میں گھوڑوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے وہ اپنی مرضی و طاقت سے دوڑیں جو آگے نکل جائے جیت اس کی ہو گی۔[3]

اس حدیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ کسی مقابلہ یا معاملہ میں فریب اور غلط چال نہیں چلنی چاہئے بلکہ حقیقت اور صداقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر چیز کی صاف شفاف صورت سامنے رکھنی چاہیے۔

## یوم "رہان" سے کیا مراد ہے؟

رہان وہ دن ہے جس میں گھوڑوں کا مقابلہ ہو، اور ہر گھوڑے کو دوڑ کے لئے بھگایا جاتا

[1] معجم الکبیر للطبرانی الرقم 11558 جامع الصغیر الرقم 6190

[2] المنجد عربی، مادی جلب، المعجم الوسیط، مادہ جلب

[3] مراۃ المناجیح ج 5 ص 489

ہو۔اب اگر کوئی شخص کسی کو کہہ دے کہ تم راستے میں کھڑے ہو کر میرے گھوڑے کے پیچھے سے زور سے چیخنا، چلانا، تاکہ اواز سن کر گھوڑا اور تیز بھاگے۔اوراس طرح کرنا یہ دھوکہ ہے اور ایسا دھوکہ کرنے والے کے متعلق آپ نے فرمایا کہ ایسے شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

امام الانبیاء ﷺ کے زمانہ میں جنگوں کے لئے گھوڑوں کو خوب تیار کیا جاتا، اس لیے کہ تیز ترین اور چست و چالاک گھوڑا فتح میں اور دشمن کو ناکام کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

آقا کریم ﷺ نے گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بِالْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ، مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ فِيمَنْ سَابَقَ بِهَا" کہ رسول اکرم ﷺ نے اضمار شدہ گھوڑوں میں حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑ کا مقابلہ کرایا اور غیر اضمار شدہ گھوڑں کا ثنیہ سے لیکر مسجدِ بنو زریق تک مقابلہ کرایا، حضرت ابن عمر نے بھی اس میں حصہ لیا۔ [1]

معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان جہادی مشقیں کرواتے، ان میں گھوڑے دوڑ کا خصوصی مقابلہ ہوتا، جو گھوڑا مقابلہ جیت جاتا اس کو انعام دیا جاتا۔

یہ انعام شرط یا مالکوں کی فیس سے نہیں ہوتا۔ بلکہ امام الانبیاء ﷺ اعزاز کے طور پر

[1] صحیح مسلم الرقم 1870

اپنی طرف سے یا بیت المال سے عطا فرماتے۔ (سکندری عفی عنہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا " لا سبَقَ إلّا في خُفٍّ أو نَصلٍ أو حافِرٍ " مسابقت (یعنی مقابلہ و انعام) صرف تین چیزوں میں ہے۔اونٹ، تیر اندازی اور گھوڑ ادوڑ میں۔ [1]

اور کئی احادیث میں آیا ہے کہ أن النبيَّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ سابقَ بينَ الخيلِ" آقا کریم ﷺ نے گھوڑوں کے درمیان دوڑ لگوائی۔ [2]

**اقول:** گھوڑے دوڑ کی تمام صورتوں میں جواز کے لئے دو شرائط کا پایا جانا لازم ہے، اول یہ کہ اس کام کا مقصد کھیل تماشہ نہ ہو بلکہ قوتِ جہاد یا جسمانی ورزش ہو، دوسرے یہ کہ جو انعام مقرر ہو وہ معلوم اور متعین ہو، مجہول یا غیر معین نہ ہو۔

**ردالمحتار میں ہے:** وجازت المسابقة بالفرس والإبل والأرجل والرمي۔ [3]

**گھوڑے دوڑ کی جائز صورتیں:**

**(الف)** مشروط معاوضہ پر گھوڑے دوڑ کی ایک جائز صورت یہ ہے کہ فریقین جو اپنے اپنے گھوڑے دوڑا کر بازی لگائے۔انہیں آپس میں کسی کو کسی سے کچھ لینا یا دینا نہ ہو بلکہ حکومت وقت یا کسی تیسرے شخص یا جماعت کی طرف سے بطور انعام کوئی رقم آگے بڑھنے والے کے لئے مقرر ہو چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں

---

[1] مسند احمد الرقم 10138 سنن کبری للبیهقی الرقم 19748

[2] صحیح البخاری الرقم 2869 سنن نسائی الرقم 3583 سنن أبی داؤد الرقم 2575

[3] حاشیہ ابن عابدین علی رد المحتار 752/6 الدر المختار ص 759

ہے۔ کذلک مایفعله السلاطین وهو أن یقول السلطان لرجلین من سبق منکما فله کذا فهو جائز لما بیننا أن ذلك من باب التحریض علی استعداد اسباب الجهاد خصوصا من السلطان ۔[1]

**(ج)** دوسری صورت یہ ہے کہ آگے بڑھنے والے کے لئے معاوضہ یا انعام فریقین ہی سے ہو، مگر صرف ایک طرف سے ہو دوطرفہ شرط نہ ہو، مثلاً زید اور عمر گھوڑوں کی دوڑ میں بازی لگا رہے ہیں۔ زید یہ کہے کہ اگر عمر آگے بڑھ گیا تو میں اسے ایک ہزار روپے انعام دوں گا، دوسری طرف سے یہ نہ ہو کہ اگر زید آگے بڑھ گیا تو عمر ایک ہزار روپے دے گا کیونکہ دوطرفہ شرط کی صورت قمار ہے اور حرام ہے۔

**میر سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:**

هو أن یأخذ من صاحبه شیئًا فشیئًا في اللعب " ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط ہو کہ ہارنے والے کی کوئی چیز جیتنے والے کو دی جائے گی، قمار (جوا) ہے۔

کل لعب یشترط فیه غالبًا من المتغالبین شیئًا من المغلوب۔

ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط ہو کہ مغلوب کی کوئی چیز غالب کو دی جائے گی وہ قمار ہے۔

**ابن عابدین فرماتے ہیں** :أن القمار من القمر الذي یزداد تارۃ وینقص أخری، وسمي القمار قمارا لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه، ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص، ولا کذلك إذا شرط من جانب واحد "قمار قمر سے ماخوذ ہے جو کبھی کم ہوتا ہے اور کبھی زیادہ اور جوئے کو

---

[1] بدائع الصنائع ج 6 ص 206

قمار اس لئے کہتے ہیں کہ جوا کھیلنے والوں میں سے ہر ایک اپنا مال اپنے ساتھی کو دینے اور اپنے ساتھی کا مال لینے کو (شرط کے ساتھ) جائز سمجھتا ہے اور یہ نص قرآن سے حرام ہے اور اگر صرف ایک جانب سے شرط لگائی جائے تو جائز ہے۔ أن الزيادة والنقصان لا تمكن فيهما بل في أحدهما تمكن الزيادة" اس لیے کہ اس میں دونوں کی زیادتی و نقصان ممکن نہیں بلکہ ان میں سے ایک کو فائدہ ممکن ہے۔ [1]

(د) فریقین میں دوطرفہ شرط بھی حنفیہّ کے نزدیک ایک خاص صورت میں جائز ہے اور وہ یہ کہ فریقین ایک تیسرے گھوڑے سوار کو مثلاً (خالد) کو اپنے ساتھ شریک کرلیں۔

**ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:** لكن هذا مخالف لما في المشاهير كالزيلعي والذخيرة والخلاصة والتتارخانية وغيرها من أنه لا يصير مستحقا كما مر فتدبر (قوله من جانب واحد) أو من ثالث بأن يقول أحدهما لصاحبه إن سبقتني أعطيتك كذا، وإن سبقتك لا آخذ منك شيئا أو يقول الأمير لفارسين أو راميين من سبق منكما فله كذا، وإن سبق فلا شيء له اختيار وغرر الأفكار (قوله من الجانبين) بأن يقول إن سبق فرسك فلك علي كذا، وإن سبق فرسي فلي عليك كذا زيلعي وكذا إن قال إن سبق إبلك أو سهمك۔ [2]

**فتاوی الہندیہ میں ہے:** والمسابقة بالفرس والإبل والأرجل والرمي جائزة، وحرم شرط الجعل من الجانبين لا من أحد الجانبين، ومعنى شرط الجعل من الجانبين أن يقول: إن سبق فرسك فلك علي كذا، وإن سبق فرسي فلي

[1] فتاوی شامی ج 6 ص 403

[2] فتاوی شامی ج 6 ص 403

عليك كذا وهو قمار فلا يجوز، وإذا شرط من جانب واحد بأن يقول: إن سبقتني فلك علي كذا، وإن سبقتك فلا شيء لي عليك جاز استحسانا ولا يجوز فيما عدا الأربعة المذكورة في الكتاب كالبغل، وإن كان الجعل۔ [1]

**ابن قدامہ فرماتے ہیں:** الْمُسَابَقَةُ جَائِزَةٌ بِالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ۔ [2]

**ابوالبرکات النسفی الحنفی لکھتے ہیں:** والمسابقة بالفرس والإبل والأرجل والرّمي جائزةٌ وحرّم شرط الجعل من الجانبين لا من أحد الجانبين

گھوڑ دوڑ، شتر سواری، پیدل چلنے اور تیر اندازی میں مقابلہ کرنا جائز ہے، اور جانبین سے شرط رکھنا حرام ہے۔ اور ایک جانب سے شرط رکھنا حرام نہیں۔ [3]

**ابو بکر جصاص فرماتے ہیں:** رخص فيه من الرهان في السبق في الدواب، والإبل، والنصال إذا كان الذي يستحق واحدا إن سبق ولا يستحق الآخر إن سبق. وإن شرط أن من سبق منهما أخذ ومن سبق أعطى فهذا باطل. فإن أدخلا بينهما رجلا إن سبق استحق، وإن سبق لم يعط فهذا جائز. وهذا الدخيل الذي سماه النبي صلى الله عليه وسلم محللا

شتر سواری، گھوڑے سواری اور نیزے بازی میں سابقت کی شرط لگانے کی رخصت ہے، جبکہ سب سے آگے نکلنے والے کو انعام دیا جائے۔ اور پیچھے رہنے والے کو نہ دیا جائے۔ اور اگر یہ شرط لگائی جائے کہ دونوں میں سے جو آگے نکل جائے گا وہ لے گا اور

---

[1] عالمگیریہ ج6 ص 445
[2] المغنی ج 9 ص 466
[3] کنز الدقائق، ص695

جو پیچھے رہ جائے وہ دے گا تو یہ جائز نہیں۔ اور اگر وہ کسی تیسرے شخص کو داخل کریں ، اگر وہ آگے نکل گیا تو لے گا اور اگر پیچھے رہ گیا تو کچھ نہیں دے گا تو یہ جائز ہے ، اس دخیل کو حضور ﷺ نے محلل فرمایا ہے۔[1]

**گھوڑے دوڑ کی ناجائز صورتیں: (الف)** گھوڑے دوڑ وغیرہ کی بازی محض کھیل تماشہ یا روپے کی طمع کے لئے ہو اور استعداد قوت جہاد کی نیت نہ ہو۔

**(ب)** معاوضہ یا انعام کی شرط فریقین میں دو طرفہ ہو تو ناجائز اور حرام ہے۔

**(ج)** ریس کی مروجہ شکل کے گھوڑوں کی دوڑ کسی کمپنی کی طرف سے ہوتی ہے گھوڑے کمپنی کی ملکیت اور گھڑ سوار اس کمپنی کے ملازم ہوتے ہیں اور دوسرے لوگ گھوڑوں کے نمبر پر اپنا داؤ لگاتے ہیں جس کی فیس انہیں داخل کرنی ہوتی ہے۔ جس نمبر کا گھوڑا آگے بڑھ جائے اس پر داؤ لگانے والے کو انعامی رقم مل جاتی ہے۔ باقی سب لوگوں کی فیس ضبط ہو جاتی ہے۔ ( یہ صورت مطلق قمار اور حرام ہے )

**اولا:** تو اس ریس کا قوت جہاد پیدا کرنے سے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ بازی لگانے والے نہ گھوڑے رکھتے ہیں اور نہ ہی سواری کی مشق۔

**ثانیاً:** اس لیے کہ اس میں معاوضہ رکھا گیا ہے ، کہ ایک مشق میں داؤ لگانے والے کو انعامی رقم ملتی ہے اور دوسری مشق میں اپنی دی ہوئی فیس سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ ( یہ عین قمار ہے جو کہ بنص قرآن حرام ہے )

[1] احکام القرآن ج 1 ص 399

**خلاصہ :** بعض روایات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ گھوڑوں کے درمیان مقابلہ کرانا جائز ہے (اس لئے کہ یہ چیزیں جہاد کے اسباب میں سے ہیں) فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ گھوڑوں میں دوڑ کا مقابلہ کرانا مباح ہے یا مستحب، فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ بلا عوض دوڑ کا مقابلہ کرانا گھوڑوں کی تمام اقسام میں جائز ہے، خواہ ان کے درمیان تیسرا بندہ شامل ہو یا نہ ہو۔ اور عوض کے بدلے میں بھی مسابقت بالاجماع جائز ہے۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ مقابلہ کرنے والوں کے علاوہ کوئی تیسرا شخص عوض ادا کرے، اور اگر عوض مقابلہ کرنے والوں کے درمیان ہو تو پھر اس کے جواز کے لئے ان کے درمیان تیسرے شخص کا بحیثیت محل ہونا ضروری ہے۔[1]

## مصیبت میں شرعی حدود کو پھلانگنے والا ہم میں سے نہیں

حضرت صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کے پاس بیٹھے ہوئے لوگ رونے لگتے، حضرت ابو موسی اشعری نے فرمایا میں تم سے براءت کا اعلان کرتا ہوں جیسا کہ حضور ﷺ نے ایسے لوگوں سے براءت کا اعلان فرمایا ہے۔

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَمَنْ سَلَقَ وَمَنْ خَرَقَ» مصیبت کے وقت (سر اور داڑھی کو) مونڈنے والا، گریبان کو پھاڑنے والا اور بلند آواز سے آہ و بکا کرنے والا ہم میں سے نہیں۔[2]

---

[1] شرح صحیح مسلم للسعیدی، ج 5 ص 837

[2] سنن ابی داؤد الرقم 3130

اس حدیث میں تین اعمال کے مرتکب کو حضور سید عالم ﷺ نے اپنی امت، اپنے طریقہ اور اپنی ملت سے خارج قرار دیا۔

1: مصیبت کے وقت (سر اور داڑھی کو) مونڈنے والا۔

2: گریبان پھاڑنے والا۔

3: بلند آواز سے آہ و بکاء اور گریہ زاری کرنے والا۔

سر مونڈنے کا حکم یہ عام حالات میں نہیں ہے۔ اس وعید میں وہ داخل ہے جو مصیبت کے وقت سر کے بالوں کو مونڈ دے۔

مردوں کے لیے سر کے پورے بال رکھنا مسنون ہے، اور ان کو منڈانا بھی جائز ہے۔ احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سر پر بال رکھنے کا اہتمام فرماتے عام حالت میں کانوں کی لو تک بال رکھتے اور کبھی وہ بڑھ کر کندھے کے قریب بھی پہنچ جایا کرتے، نبی کریم ﷺ سے حج اور عمرہ کے علاوہ سر منڈانا ثابت نہیں۔ لیکن بالوں کو منڈانا بھی جائز ہے، بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک سنت ہے۔

**جس کی تفصیل درج ذیل ہے:**

ملاعلی قاری علیہ الرحمہ شرح مشکاۃ میں فرماتے ہیں" أَنَّ الْحَلْقَ فِي غَيْرِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَائِزٌ، وَأَنَّ الرَّجُلَ مُخَيَّرٌ بَيْنَ الْحَلْقِ وَتَرْكِهِ" کہ حج اور عمرہ کے علاوہ بھی سر منڈانا جائز ہے، اور آدمی کو سر منڈانے اور بال رکھنے میں اختیار ہے۔[1]

[1] مرقاۃ شرح مشکاۃ، ج7 ص2818

ملا علی قاری امام غزالی کے حوالے سے لکھتے ہیں" لَا بَأْس بحلق جَمِيع الرَّأْس لمن أَرَادَ التَّنْظِيف وَلَا بَأْس بِتَرْكِهِ لمن أَرَادَ أَن يدهن ويترجل" جو شخص صفائی کی غرض سے سر کے تمام بالوں کو حلق کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس کے چھوڑنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔اس شخص کے لیے جو اس میں تیل اور کنگھی کر سکتا ہو۔ مزید آپ فرماتے ہیں " وَادّعى ابْن عبد الْبر الْإِجْمَاع على إِبَاحَة حلق الْجَمِيع وَهُوَ رِوَايَة عَن أَحْمد" حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے پورے سر کے بال منڈانے کی اباحت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے، اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی ایک یہی روایت ہے۔[1]

**علامہ نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں** " قال أصحابنا حلق الرأس جائز بكل حال لكن إن شق عليه تعهده بالدهن والتسريح استحب حلقه وإن لم يشق استحب تركه" ہمارے علماء فرمایا اگر کسی شخص کے لیے بال رکھ کر اس میں تیل لگانا اور خیال کرنا مشکل ہو تو اس کے لیے حلق مستحب ہے، اور جس کے لیے بالوں کا خیال رکھنا مشکل نہ ہو ان کے لیے بال رکھنا افضل ہے۔[2]

## جس نے ایسی چیز کا دعوی کیا جو اس کی نہیں وہ ہم میں سے نہیں

ناحق دعوی کرنا اور کسی دوسرے کی چیز کو اپنی طرف منسوب کرنا بہت بڑا جرم ہے اور ایسے جھوٹے اور خائن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا : "مَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" جس نے دعوی کیا ایسی چیز کا جو اس کی نہیں، وہ ہم میں سے نہیں اور وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔[3]

---

[1] عمدۃ القاری ج 22 ص 58

[2] شرح النووی علی مسلم ج 7 ص 167

[3] صحیح مسلم الرقم 61 سنن ابن ماجه الرقم 2319

کسی چیز پر ناحق اپنی ملکیت ظاہر کرنا یہ حرام ہے۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے کی چیز کو خیانت کرتے ہوئے اپنا بنالے۔

جس نے غیر کے مال پر دعویٰ کیا وہ ہم میں سے نہیں: اس کا مطلب یہ ہے جس نے غیر کے مال پر حلال سمجھ کر دعویٰ کیا تو ہم میں سے نہیں یعنی وہ ہمارے دین والوں میں سے نہیں اور اگر حلال نہیں سمجھتا تو مطلب یہ ہوگا وہ ہمارے طریقہ صحیحہ پر نہیں یعنی خصال محمودہ کا حامل نہیں یا وہ ہماری اچھی عادتیں رکھنے والا نہیں۔

**خونِ مسلم / زمین غصب کرنے کے متعلق احادیث** (الف) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ" ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔[1]

غصب اور ظلما کسی کی چیز پر قبضہ کر لینے کی قرآن و حدیث میں جو مذمت آئی ہے، وہ محتاج اظہار نہیں، جو شخص حرام کھاتا ہے، بارگاہِ ربانی میں اس کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی، نہ اس کی دعا مقبول ہوتی ہے، لیکن زمین کے غصب کرنے کی آپ ﷺ نے خاص طور پر مذمت فرمائی ہے۔

(ب) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " مَن ظَلَمَ مِنَ الأَرْضِ شيئًا طُوِّقَهُ مِن سَبْعِ أَرَضِينَ" جس نے زمین کا کوئی حصہ ظلماً لے لیا، ساتوں زمینیں اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالی جائیں گے۔[2]

---

[1] صحیح مسلم الرقم 2564

[2] صحیح البخاری الرقم 2452

(ج) ایک اور مقام پر حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا "اَیُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ، کَلَّفَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ یَّحْفِرَهُ حَتّٰی یَبْلُغَ اٰخِرَ سَبْعِ اَرْضِینَ، ثُمَّ یُطَوَّقَهُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ" جو شخص ظلمًا بالشت بھر زمین لے لے اللہ جل وعلا اسے اس بات کا پابند کرے گا کہ اسے سات زمینوں کی تہ تک کھودے پھر قیامت کے دن تک اس کا طوق پہنائے گا حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔[1]

**ابن حجر عسقلانی** فرماتے ہیں کہ اُس شخص کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا تو غصب کی ہوئی زمین اُس کی گردن میں طوق (ہار) کی طرح ہو جائے گی۔[2]

**علامہ عبدالرؤف المناوی** فیض القدیر میں فرماتے ہیں: اس کی گردن کو بڑا کر دیا جائے گا یہاں تک وہ اُتنی ہو جائے یا یہ کہ اس شخص کو اس بات کا مکلّف بنایا جائے گا کہ وہ اس کا طوق بنائے اور وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو گا تو اس کو اس کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔[3]

**امام احمد رضا خان** فرماتے ہیں: اللہ قہار وجبار کے غضب سے ڈرے، ذرا مَن دو مَن نہیں بیس پچیس ہی سیر مٹی کے ڈھیلے گلے میں باندھ کر گھڑی دو گھڑی لئے پھرے، اُس وقت قیاس کرے کہ اس ظلم شدید سے باز آنا آسان ہے یا زمین کے ساتوں طبقوں تک

[1] مسند احمد الرقم 17571، مجمع الزوائد الرقم 6882

[2] ارشاد الساری، ج 4، ص 260، تحت الحدیث 2452

[3] فیض القدیر، ج 3، ص 145، تحت الحدیث 2967

کھود کر قیامت کے دن تمام جہان کا حساب پورا ہونے تک گلے میں، یہ کروڑوں مَن کا طوق پڑنا اور ساتویں زمین تک دھنسادیا جانا۔[1]

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار نعیمی فرماتے ہیں: یہ شخص خود سات تہ زمین تک بورنگ (Boring) کرے اور خود ہی اپنے گلے میں طوق بنا کر پہنے پھرے" اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ"سے مراد قیامت کا آخری حصہ ہے جس کی تفسیر "حتّٰی یُقضٰی "ہے۔[2]

(د) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "مَن أَخَذَ مِنَ الأَرْضِ شيئًا بغيرِ حَقِّهِ خُسِفَ به يَومَ القِيامَةِ إلى سَبْعِ أَرَضِينَ" جس نے کچھ بھی زمین ناحق لے لی، وہ قیامت کے دن سات تہوں تک اس میں دھنسایا جائے گا۔[3]

ان احادیث سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ زمین پر ناجائز قبضہ کتنا شدید گناہ ہے اور کسی بھی طرح ایک مسلمان بلکہ شریف انسان کے شایانِ شان نہیں، یہ رویہ نہ مسلمانوں کے ساتھ درست ہے اور نہ غیر مسلموں کے ساتھ۔

**راستے میں بیٹھ کر اشیاء بیچنا:**

ويباح الجلوس في الطريق للبيع إذا كان واسعاً, لا يتضرر الناس به) أي بجلوسه (ولو كان الطريق ضيقاً: لا يجوز لأن المسلمين يتضررون بذلك وقال عليه السلام :لا ضرر ولا ضرار في الإسلام" راستے میں اشیاء بیچنے کے

[1] فتاویٰ رضویہ، ج19، ص665

[2] مراۃ المناجیح، ج4، ص324

[3] صحیح البخاری الرقم 2454

لئے بیٹھنا جائز ہے، جبکہ راستہ کشادہ ہو کہ لوگوں کو اس کے بیٹھنے سے تکلیف نہ ہوتی ہو اور اگر راستہ تنگ ہو تو جائز نہیں، کیونکہ مسلمانوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے اور سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام میں نہ اذیت لینا ہے نہ دینا ہے۔[1]

ضرر نہ ہونے کی صورت میں خریدنا، جائز ہونے کے بارے میں قاضی خان علیہ رحمہ لکھتے ہیں: "إن كان الطريق واسعاً لا يتضرر الناس بقعوده لا بأس بالشراء منه" اگر رستہ کشادہ ہے جس میں بیٹھنے سے لوگوں کو گزرنے میں تکلیف نہیں ہوتی تو اس سے خریدنے میں کوئی حرج نہیں۔[2]

خلافِ قانون امر کا ارتکاب کرنے سے بچنے کے بارے میں امام احمد رضا خان ارشاد فرماتے ہیں: ''ایسے امر کا ارتکاب جو قانوناً ناجائز ہو اور جرم کی حد تک پہنچے، شرعاً بھی ناجائز ہوگا کہ ایسی بات کے لئے جرمِ قانونی کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو سزا اور ذلت کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی روا نہیں۔[3]

## جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں

اللہ جل وعلا کے علاوہ کسی غیر کی قسم کھانا شریعت میں جائز نہیں۔ اہل عرب کے ہاں امانت ایک قابل قدر چیز تھی، اس لئے وہ امانت کی قسم کھایا کرتے تھے۔ حضور سید عالم ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، اور آپ علیہ السلام نے ایسے شخص سے

---

[1] منحة السلوک شرح تحفة الملوک ج1 ص428

[2] فتاوی خانیہ، ج02، ص142، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] فتاوی رضویہ، ج20، ص192، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

ناراضگی ، نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا " مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا" جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں۔[1]

اس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص کہے مجھے امانت کی قسم ہے تو یہ غلط ہے ، کیونکہ قسم صرف اللہ کے نام یا اس کی صفات کی اٹھائی جاتی ہے ، جبکہ امانت یہ اللہ جل وعلا کا حکم اور فرض ہے جس طرح نماز ، روزہ ، حج وغیرہ ان کی قسمیں اٹھانا شریعت میں جائز نہیں ۔ اگر بت کی قسم کھائی تو شرک جلی کیا اور ماں ، باپ اور اولاد کی شرعی قسم کھالی ان کی تعظیم کی بناپر تو شرک خفی کیا، نبی وکعبہ کی قسم بھی قسم شرعی جائز نہیں ، مگر جو کہے کہ اگر میں یہ کروں تو نبی یا قرآن یا کعبہ سے بری ہوں تو قسم ہو جائے گی ، جس پر کفارہ واجب ہوگا کہ نبی وقرآن سے بری ہونا کفر ہے ، کفر کی قسم معتبر ہے۔[2]

**اللہ کے غیر کی قسم کھانا درست نہیں:** (الف) امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا «مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصْمُتْ» جو کوئی قسم کا ارادہ کرے تو وہ صرف اللہ کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے۔[3]

(ب) ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو سنا کہ مجھے کعبہ کی قسم ، حضرت عبد اللہ نے فرمایا اللہ کے سوا کسی غیر کی قسم نہ اٹھاؤ۔

---

[1] سنن ابی داؤد الرقم 3253، مسند احمد الرقم 22980، مسند بزار ج 10 ص 307، شعب الایمان الرقم 10604

[2] مراۃ المناجیح ج 5 ص 216

[3] صحیح البخاری الرقم 2679 6646، صحیح مسلم الرقم 1646

فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ" میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر کیا یا شرک کا ارتکاب کیا۔[1] «فقد كفر أو أشرك» (یہ الفاظ تغلیظ کی بنا پر ہیں) اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مقدس مقامات کی قسمیں اٹھانا بھی درست نہیں۔ جب بھی قسم کی ضرورت پڑے تو صرف اللہ جل وعلا کی قسم اٹھانی چاہیے۔ اکثر لوگ اللہ کے غیر کی قسمیں اٹھاتے ہیں اس قَسموں سے بچنے کا وجوب اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(ج) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے اپنے باپ، دادا میں سے کسی کی قسم کھائی تو حضور سید عالم ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ" خبردار بیشک اللہ جل وعلا نے تم کو اپنے باپ داداؤں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے، جو قسم کھانا چاہے تو اللہ ہی کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔[2]

اہل عرب عموما باپ داداؤں کی قسم کھاتے تھے اس لئے اسی کا ذکر ہوا۔ غیر خدا کی قسم کھانا مکروہ ہے۔ اللہ سے مراد اللہ جل وعلا کی ذاتی و صفاتی نام ہیں۔ لہٰذا قرآن کی قسم کھانا جائز ہے، کیونکہ قرآن اللہ کی کلام ہے اور کلام اللہ کی صفت ہے۔

---

[1] جامع ترمذی الرقم 1535، مسند احمد الرقم 6072

[2] صحیح البخاری الرقم 2679

**جمہور کے نزدیک قرآن کی قسم شرعی قسم ہے۔**

ولا یخفی أن الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا ۔ [1]

**جو اچھے کام کا حکم نہ دے اور برے کام سے نہ روکے وہ ہم میں سے نہیں**

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا"لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ" جو شخص چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، بڑوں کی عزت نہ کرے، اچھے کام کا حکم نہ دے اور برے کام سے نہ روکے وہ ہم میں سے نہیں۔[2]

اس حدیث مبارکہ میں چار اعمال کے مرتکب کو آقا کریم ﷺ نے اپنے طریقے سے ہٹا ہوا قرار دیا ہے۔

1: چھوٹوں پر رحم نہ کرنے والا۔

2: بڑوں کی عزت نہ کرنے والا۔

3: نیکی کا حکم نہ دینے والا۔

4: برائی سے منع نہ کرنے والا۔

پہلے دو مضامین کی تفصیل گزر چکی، اب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں شریعت اسلامیہ کا نکتہ نظر ملاحظہ فرمایئے۔

---

[1] در المختار ج 3 ص 712

[2] جامع ترمذی، الرقم 1921، الترغیب والترھیب للمنذری 3505

**معروف اور منکر کی حقیقت:**

معروف اور منکر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ معروف ہر ایسے عمل کو کہا جاتا ہے جسے شریعت، عقل اور عرف کے اعتبار سے انسان اچھا سمجھیں اور منکر ایسا عمل ہوتا ہے جو ان تینوں اعتبار سے قبیح ہو لیکن اگر عقل اور عرف خدانخواستہ شریعت سے ٹکرائیں تو فیصلہ کن حیثیت شریعت کو حاصل ہو گی۔ بگڑی ہوئی عقل اور فساد زدہ عرف اور معاشرہ کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ معروف کو منکر اور منکر کو معروف قرار دے دے، اسی لئے مشہور عربی لغت "لسان العرب" میں معروف کی تعریف اس طرح کی گئی ہے: یہ ایک جامع لفظ ہے جس کا اطلاق ہر ایسے عمل پر ہوتا ہے جو اللہ جل وعلا کی اطاعت، اس کے تقرب اور انسانوں کے ساتھ احسان پر مشتمل ہو اور شریعت نے اس کی تعریف کی ہو۔[1]

اسی طرح منکر کا اطلاق ہر ایسے عمل پر ہوتا ہے جس کی شریعت نے قباحت اور حرمت بیان کی ہو اور اس سے منع فرمایا ہو۔

برائی سے روکنا اور نیکی کا حکم دینا فرض کفایہ ہے جب بعض لوگ اس فرض کو ادا کر لیں تو باقیوں سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اور جب تمام لوگ اس کو ترک کر دیں تو سب گنہگار ہوں گے۔ اور جس جگہ کوئی اور شخص برائی سے روکنے والا نہ ہو، وہاں صرف ایک عالم ہو تو اس پر برائی سے روکنا فرض عین ہے۔[2]

---

[1] لسان العرب ج 5 ص 232

[2] شرح صحیح مسلم للسعیدی ج 1 ص 460

## امر بالمعروف نہی عن المنکر آیات قرآنیہ کی روشنی میں

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُون

اور تم میں ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور وہی لوگ بامراد ہیں۔[1]

اور بھی بہت سی آیات اسی کے متعلق ہیں لیکن احقر اسی ایک آیت پر اکتفا کرتے ہوئے اپنے موضوع کو آگے بڑھانا چاہتا ہے۔

## امر بالمعروف نہی عن المنکر احادیث کی روشنی میں:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا " إِنَّ هَذَا الْخَيْرَ خَزَائِنُ وَلِتِلْكَ الْخَزَائِنِ مَفَاتِيحُ فَطُوبَى لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللَّهُ مِفْتَاحًا لِلْخَيْرِ مِغْلَاقًا لِلشَّرِّ وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللَّهُ مِفْتَاحًا لَلشَّرِّ مِغْلَاقًا لِلْخَيْرِ " بیشک یہ خیر خزانے ہیں (یعنی دین پر عمل کرنا اللہ رب العزت کی نعمتوں کے لا محدود خزانوں سے فائدہ اٹھانے کا ذریعہ ہے ) اور ان خزانوں کے لئے چابیاں ہیں، خوش خبری ہو اس شخص کے لئے جس کو اللہ جل وعلا بھلائی کی چابی اور برائی کا تالہ بنادے ، (یعنی ہدایت کا ذریعہ بنادے ) اور تباہی ہے اس بندے کے

---

[1] آل عمران: 104

لئے جس کو رب لم یزل برائی کی چابی اور بھلائی کا تالہ بنادے۔ (یعنی گمراہی کا ذریعہ بنا دے)۔[1]

**اقول:** امر بالمعروف نہی عن المنکر بعض صورتوں میں فرض ہے، جب بندہ کسی برائی کو اپنے ہاتھوں سے مٹانے کی طاقت رکھتا ہو تو اس صورت میں فرض ہے۔ اگر اپنی جان کے جانے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں امر بالمعروف نہی عن المنکر کو ترک کرنا بہتر ہے۔ (من یطلب الزیادۃ فلیرجع الی کتب فقہ)

## جو لوگوں کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مختلف طرق سے مختصرا اور مطولا مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مَن غشَّ فلیس مِنّا" جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔ دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں "مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔[2]

**حدیث کا پس منظر:** اس حدیث کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ امام الانبیاء ﷺ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کا گزر غلے کے ڈھیر پر ہوا، آپ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ مبارک غلے کے ڈھیر کے اندر کیا تو آپ ﷺ کی انگلیاں تر ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا ماجرا ہے؟ غلے کا مالک عرض کرنے لگا اے اللہ کے رسول!

---

[1] سنن ابن ماجه الرقم 238

[2] صحیح مسلم الرقم 101، جامع ترمذی الرقم1315، سنن ابی داؤد الرقم 3452، ابن ماجه الرقم 2225 ،مسند احمد الرقم7292، 9396، مصنف ابن ابی شیبه الرقم 23147، مسند بزار الرقم 8125۔8220۔9099، المعجم الاوسط للطبرانی الرقم 8360، صحیح ابن حبان الرقم 2487، المنتقی لابن جارود الرقم 615

ﷺ بارش کی وجہ سے اناج گیلا ہو گیا تھا۔ آقا علیہ السلام نے اس موقع پر فرمایا پھر تو نے تر اناج کو خشک اناج کے نیچے چھپا کر کیوں رکھا؟ یاد رکھ جس نے دھوکا دیا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔[1]

یونہی بردہ بن نیار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا" وہ ہم میں سے نہیں جو ہمیں دھوکا دے۔[2]

ابو بردہ ابو موسی سے راوی فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بازارِ بقیع کی جانب نکلا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھیر میں اپنا دستِ اقدس داخل فرمایا تو مختلف کھنا نکلا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا" وہ ہم میں سے نہیں جو ہمیں دھوکا دے۔

امام طبرانی اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُجَمِّعٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى إِلَّا يَحْيَى بْنُ عُقْبَةَ، تَفَرَّدَ بِهِ: الرَّبِيعُ بْنُ ثَعْلَبٍ " وَرَوَاهُ شَرِيكٌ، وقَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ، وَهُوَ الصَّوَابُ۔[3]

---

[1] صحیح مسلم الرقم 102

[2] مصنف ابن ابی شیبہ الرقم 23149، مسند احمد الرقم 15833۔16689، مسند بزار الرقم 3797، المعجم الکبیر للطبرانی 198/22

[3] المعجم الاوسط الرقم 4238

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سول اللہ ﷺ کسی کھانے کی چیز کے پاس سے گزرے جس کے مالک نے اسے خوبصورت بنا رکھا تھا۔آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اس کے اندر ڈالا تو وہ گھٹیا مال نکلا پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بِعْ هَذَا عَلَى حِدَةٍ، وَهَذَا عَلَى حِدَةٍ، فَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا

اس ( گھٹیا ) کو الگ بیچو اور اس ( اچھے والے ) لو الگ بیچو۔ تو جو ہمیں دھوکا دے گا وہ ہم میں سے نہیں۔[1]

مسند بزار میں مختصرا مروی ہے۔[2]

ابو محمد دارمی وغیرہ نے یحی بن متوکل کے طرق سے اس کے ہم معنی بیان کیا ہے۔[3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کا قصہ مروی ہے۔اور پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔[4]

حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔[5]

---

[1] مسند احمد الرقم 5113، المعجم الاوسط الرقم 2490

[2] مسند بزار الرقم 5971

[3] مسند دارمی الرقم 2583 ، الکنی والاسماء للدولابی الرقم 1287 ، تاریخ اصبھان ج 1ص 298

[4] المعجم الاوسط الرقم 3773

[5] المعجم الاوسط الرقم 993

حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کسی کھانے کے پاس سے گزرے تو اپنا دستِ اقدس اس میں داخل فرمایا۔ پھر فرمایا " مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔ [1]

ابو الحمراء کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس کے پاس کسی برتن میں کوئی کھانے کی چیز تھی (جسے وہ بیچ رہا تھا۔) رسول اللہ الی السلام نے اپنا دست مبارک اس کے اندر ڈالا تو فرمایا: لَعَلَّكَ غَشَشْتَهُ، مَنْ غَشَنَا فَلَيْسَ مِنَّا شاید تو نے دھوکا دیا ہے۔ جو ہمیں دھوکا دے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ [2]

قیس بن ابی غرزہ سے بھی اس کی مانند قصہ مروی ہے۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ غَشَّ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ "جو مسلمانوں کو دھوکا دے تو وہ ان سے نہیں۔ [3]

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ غَشَنَا فَلَيْسَ مِنَّا وَالْمَكْرُ وَالْخِدَاعُ فِي النَّارِ" جو ہمیں دھوکا دے تو وہ ہم میں سے نہیں۔ اور فریب اور دھوکا دوزخ میں ہیں۔ [4]

---

[1] المعجم الاوسط الرقم 4203

[2] سنن ابن ماجه 2225، مسند ابن ابی شیبه، 721، الکنی والا سماء للدولابی 160-161، تاریخ اصبهان 1/173ء مجم کبیر للطبرانی ج 22 ص 199

[3] مسند ابی یعلی 933، معجم کبیر للطبرانی ج 18 ص359

[4] المعجم الصغير للطبراني 738، المعجم الکبیر ج 10 ص 138 ابن حبان 2684

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ غَشَنَا فَلَيْسَ مِنَا، وَمَنْ رَمَانَا بِاللَّيْلِ فَلَيْسَ مِنَّا" جو ہمیں دھوکا دے تو وہ ہم میں سے نہیں۔ اور جو ہمیں رات میں مارے تو وہ ہم میں سے نہیں۔ [1]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ سلم نے فرمایا: مَنْ غَشَنَا فَلَيْسَ مِنَا" جو ہمیں دھوکا دے تو وہ ہم میں سے نہیں۔ [2]

حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَلَمْ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَنَا، وَلَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِنًا حَتَّى يُحِبَّ لِلْمُؤْمِنِينَ مَا يُحِبُّ لِنَفْس "ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر مہربانی نہ کرے اور ہمارے بڑے کا حق نہ پہچانے اور ہم میں سے نہیں جو ہمیں دھوکا دے اور کوئی ایمان والا ایمان والا نہیں ہوتا یہاں تک کہ ایمان والوں کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ [3]

## امتحان میں نقل کرنے کا حکم:

یہ احادیث مختلف اسانید سے دس سے زائد صحابہ سے مروی ہیں۔ بعض کی صحت پہ محدثین متفق ہیں جبکہ باقیوں کو احادیث صحیحہ کی تائید حاصل ہے۔ ان میں سے بیشتر احادیث سے واضح ہے کہ یہ فرمان رسالت خرید و فروخت کے معاملے میں صادر ہوا۔ اگر

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی ج 11 ص 221

[2] کشف الاستار عن زوائد البزار الرقم 1256

[3] المعجم الکبیر للطبرانی ج 8 ص 308

خرید و فروخت میں دھوکا اور فریب اس قدر واجب مذمت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " وہ ہم میں سے نہیں " تو امتحانات میں دھوکا اور فریب تو اس سے زیادہ اور سخت مذمت کا مستحق ہے۔ کیونکہ خرید و فروخت کا سلسلہ بالعموم دو افراد کے درمیان ہو کر مکمل ہو جاتا ہے۔ جبکہ امتحانات میں دھوکا اور فریب سے گناہوں کے ایک لامتناہی سلسلے کا آغاز ہوتا ہے۔ امتحان میں شریک دوسرے طلبہ کی حق تلفی، امتحان لینے والی حکومتی اتھارٹی کو دھوکا، دھوکے سے ایک ایسی ڈگری کا حصول جس کی اس کے اندر اہلیت نہیں۔ اس ڈگری کے ذریعے حکومتی عہدے کا حصول۔ اس ڈگری کی بنیاد پر تنخواہ کا حصول۔ نیز قوم وملت کو دھوکا۔ قوم پر نااہل کا تسلط۔ ملکی و قومی نظام کی بربادی۔ امتحانات میں کی جانے والی نقل/کاپی جسے مذکور قاری صاحب نے حلال ٹھہرالیا۔ وہ صرف ایک حرام نہیں۔ وہ حرام کاموں گناہوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ جس کا آغاز امتحانات میں نقل/کاپی سے ہوا۔ جو شریعت خرید وفروخت میں دھوکے کی بنیاد پر "لیس منا" فرمادے۔ حالانکہ خرید و فروخت دو بندوں کے بیچ ہو کر مکمل ہو جاتی ہے۔ کیا وہ شریعت اس دھوکے کی اجازت دے سکتی ہے جس کا نتیجہ قوم و ملک کی تباہی و بربادی پہ جانکلتا ہو؟ قاری صاحب مذکور اس منبع محرمات کے صرف مرتکب نہیں بلکہ اسے حرام ماننے کو تیار نہیں۔ علمائے اسلام نے ایسے شخص کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دیا ہے اور اس کی سزا بھی مقرر کی ہے۔

**ابن رشد الجد** (متوفی 520ھ) **لکھتے ہیں:**

من استحل التدليس بالعيوب والغش في البيوع وغيرها، فهو كافر حلال الدم يستتاب، فإن تاب من ذلك وإلا قتل جو شخص عیبوں میں تلبیس اور خرید و فروخت اور اس کے علاوہ میں دھوکا حلال جانے وہ کافر ہے۔ اس کا خون حلال ہے۔ اس

سے توبہ کا تقاضا کیا جائے۔ اگر اس سے توبہ کرلے (تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے) ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے۔[1]

محمد بن علی مازری (متوفی 536ھ) حدیث مذکورہ بالا کی بابت مختلف تاویلات کے بیان میں لکھتے ہیں: من غشنا مستحلا لغشنا، وهذا لا شكّ أنّه يكفر به الغاش لأنَّ استحلال ذلك مع أنَّ الشرع حرمه تكذيب للشرع، ومن كذَّب الشرع فهو كافر" جو شخص ہمیں (یعنی اہل اسلام کو اس حال میں دھوکا دے کہ وہ ہمیں دھوکا دینا حلال جانتا ہے۔ اور یہ شخص اس میں کوئی شک نہیں کہ دھوکا دینے والا اس سے کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دھوکا (جعل سازی) کو حلال جاننا باوجو دیکہ شریعت نے اسے حرام ٹھہرایا ہے، شریعت کو جھٹلانا ہے۔ اور جو شریعت کو جھٹلائے تو وہ کافر ہے۔[2]

قاضی عیاض مالکی (متوفی 544ھ) اور علامہ نووی (متوفی 676 ھ) نے مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں اہل اسلام کو دھوکا دہی اور ان سے جعل سازی کی دو صورتیں بیان کیں اور دونوں کا حکم بھی بیان کیا۔ یہ الفاظ علامہ نووی کے ہیں اور قاضی عیاض کی گفتگو کا حاصل بھی یہی ہے۔ فرمایا: وَحَاصِلُهُ أَنَّهُ يَحْتَمِلُ وَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ مُسْتَحِلًّا لِغِشِّهِمْ فَتَحْرُمُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ وَيَخْلُدُ فِي النَّارِ وَالثَّانِي أَنَّهُ لَا يَسْتَحِلُّهُ فَيَمْتَنِعُ مِنْ دُخُولِهَا أَوَّلَ وَهْلَةٍ مَعَ الْفَائِزِينَ" اور گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ اہل اسلام کو دیا جانے والا دھوکا دو وجہوں کا احتمال رکھتا ہے۔ ان میں سے پہلی یہ

---

[1] المقدمات الممهدات ج 2 ص 100

[2] شرح تلقین ج 2 ص 614

کہ ان کو دھوکا دینا حلال جانتا ہو۔ پس اس پر جنت حرام ہے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اور دوسری صورت یہ کہ اہل اسلام کو دھوکا (تو دیتا ہے۔ ان سے جعل سازی کرتا ہے لیکن دھوکا دینا حلال نہیں سمجھتا تو کامیاب لوگوں کے ساتھ پہلے مرحلے میں جنت میں داخلے سے رک جائے گا۔[1]

علامہ عبدالرؤف مناوی (متوفی 1031ھ) حدیث مذکورہ بالا کی شرح میں لکھتے ہیں:

"فليس منا" إن استحل ذلك" تو وہ ہم میں سے نہیں۔ اگر اس فعل کو حلال جانے۔[2]

مزید لکھتے ہیں: والغش ستر حال الشيء" کسی چیز کی (اصلی) حالت کو پوشیدہ رکھنا دھوکا ہے۔[3]

مثلاً کسی عیب دار چیز کو اس کا عیب چھپا کر بیچنا، جعلی یا ملاوٹ والی چیزوں کو اصلی اور خالص کہہ کر بیچنا وغیرہ۔

**مثنوی شریف میں ہے:** ایک شخص مہمانوں کو کھلانے کے لئے آدھا سیر گوشت خرید کرلایا اور پکانے کے لئے بیوی کو دیا، اس کی بیوی بہت چالاک اور نخرے باز تھی، وہ جو کچھ گھر میں لاتا برباد کر دیتی، اس کا شوہر بھی اس سے بہت تنگ تھا۔ بیوی نے گوشت بھُونا اور مہمانوں کے بجائے خود کھا گئی۔ شوہر نے آکر پوچھا: گوشت کہاں ہے؟ مہمانوں کو کھلانا ہے۔ بیوی نے ڈھٹائی سے جھوٹ بولا: وہ گوشت تو بلی کھا گئی، چاہیے تو اور لے آؤ۔ وہ آدمی بیوی کی یہ بات سن کر غصّے میں نوکر سے بولا ترازو لاؤ! میں بِلی

---

[1] اکمال المعلم بفوائد مسلم ج 1 ص 446، 447، شرح النووی علی صحیح مسلم ج 12/ص 214، 215

[2] فیض القدیر ج 6 ص 121

[3] فیض القدیر ج 6 ص 185

کا وزن کروں گا۔ جب اس نے بِلی کو تولا تو وہ آدھا سیر تھی، یہ دیکھ کر شوہر بولا: اے عورت! میں آدھا سیر گوشت لایا تھا، اس بِلی کا وزن بھی آدھا سیر ہے، اگر یہ گوشت ہے تو بِلی کہاں ہے؟ اور اگر یہ بِلی ہے تو گوشت کہاں ہے؟۔ [1]

## زبردستی مال چھیننے والا ہم میں سے نہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا "مَنِ انْتَهَبَ فَلَيْسَ مِنَّا" جس نے زبردستی مال چھینا وہ ہم میں سے نہیں۔ [2]

اسی طرح ایک اور روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں "مَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا" جس نے زبردستی مال چھینا وہ ہم میں سے نہیں۔ [3]

امام حاکم نے اس روایت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے «لَيْسَ مِنَّا مَنِ انْتَهَبَ أَوْ سَلَبَ أَوْ أَشَارَ بِالسَّلَبِ» ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زبردستی مال چھیننا بہت بڑا گناہ ہے اور ایسے شخص کا رسول اکرم ﷺ سے کوئی تعلق نہیں۔ [4]

عبد الرحمان مبارکپوری "من انتهب" کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ای اخذ ما لا یجوز قهرا جهرا" زبردستی و زیادتی کرتے ہوئے ایسا مال حاصل کرنا جن کو لینا جائز نہیں۔

[1] انوار العلوم مثنوی مولانا روم، دفتر پنجم ص533

[2] جامع ترمذی الرقم 1601 مسند احمد الرقم 12598 مجمع الزوائد الرقم 9730

[3] سنن ابن ماجه الرقم 3937 مسند احمد الرقم 14351 معجم الکبیر ج18 ص 147

[4] مستدرک علی الصحیحین الرقم 2605 معجم الکبیر للطبرانی الرقم 12612 مجمع الزوائد الرقم 9732

مزید آپ اس حدیث کی شرح میں "فلیس منا" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "لیس من المطیعین لامرنا لان اخذ مال المعصوم بغیر اذنه ولا علم رضاه حرام بل یکفر مستحله" فلیس منا کا معنی یہ ہے کہ وہ شخص ہمارے حکم کی اطاعت کرنے والوں میں سے نہیں ہے، کیونکہ کسی کے مال کو اس کی اجازت اور رضا مندی کے بغیر حاصل کرنا حرام ہے، اور اسے حلال کہنے والے کو کافر قرار دیا جائے گا۔

آپ علیہ الرحمہ نے "فلیس منا" کے معنی میں علامہ مناوی کے حوالے سے ملا علی قاری کا یہ قول نقل کیا ہے "لیس من جماعتنا و طریقتنا" ایسا شخص ہمارے راستے اور جماعت میں سے ہی نہیں۔[1]

دینِ اسلام میں کسی کا مال چھیننا یا ناحق اس پر قبضہ کرنا حرام ہے، ڈاکہ زنی، رہزنی اور لوٹنا ان کاموں کی امام الانبیاء ﷺ نے سخت وعید فرمائی ہے۔

**باطل مال کھانے کی ممانعت:**

اللہ جل وعلا فرماتا ہے: وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ (بطور رشوت) حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر جان بوجھ کر کھالو۔[2]

ایک اور مقام پر فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

---

[1] تحفة الاحوذی ج 5 ص 188

[2] البقرة: 188

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔[1]
یعنی باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام ہے۔ باطل طریقے سے مراد وہ طریقہ ہے جس سے مال حاصل کرنا شریعت نے حرام قرار دیا ہو۔ جیسے سود، چوری، جھوٹی قسم، جھوٹی وکالت، خیانت اور لوٹ کر ہو یا چھین کر، یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے یا رشوت یا جھوٹی گواہی، اور جوئے کے ذریعے مال حاصل کرنا یہ سب ممنوع و حرام ہے۔

**حرام کاموں کی اجرت کا حکم** :لا تصح الإجارة لأجل المعاصي مثل الغناء والنوح والملاهي" گناہوں کے کاموں پر اجرت لینا جائز نہیں۔[2]

**رشوت کا معنی**: در مختار میں ہے: أخذ القضاء برشوة
اس کے تحت رد المحتار میں ہے: ما يعطيه الشخص الحاكم وغيره ليحكم له أو يحمله على ما يريد کوئی شخص حاکم یا کسی اور کو کوئی چیز دے تاکہ وہ اس کے حق میں فیصلہ دے یا حاکم کو اپنی منشاء پوری کرنے پر ابھارے۔[3]

**رشوت کا حکم:**

حضرت عبد اللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی، فرمایا :"لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ"رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی رشوت لینے والے اور دینے والے پر۔[1]

[1] النساء: 29
[2] در مختار ج 6 ص 55
[3] در مختار ج 5 ص 362 تاج العروس ج 38 ص 123

**رشوت کی اقسام :** (الف) منصب قضاء کو حاصل کرنے کے لیے رشوت کا دینا، اس رشوت کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔

(ب) کوئی شخص اپنے حق میں فیصلہ کروانے کے لیے قاضی کو رشوت دے، یہ رشوت جانبین سے حرام ہے۔، خواہ وہ فیصلہ حق اور انصاف کی بناپر ہو یا نہ ہو، کیونکہ فیصلہ کرنا قاضی کی ذمہ داری ہے۔

(ج) اپنی جان اور مال کو ظلم اور ضرر سے بچانے کے لیے رشوت دینا یہ لینے والے پر حرام ہے۔

(د) کسی شخص کو اس لیے رشوت دی کہ وہ اس کو بادشای تک پہنچادے تو اس رشوت کا دینا جائز ہے اور لینا حرام۔ [2]

**سود کی حرمت:**

اسلام کے سوا دنیا کا کوئی دوسرا مذہب نہیں جس نے سود سے روکا ہو۔

**اللہ جل وعلا کا فرمان ہے:**

**الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ**

---

[1] جامع ترمذی الرقم 3636–3637 مسند احمد الرقم 6532 مستدرک علی الصحیحین الرقم 7066

[2] شرح مسلم للسعیدی ج 5 ص 71

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر اس شخص کے کھڑے ہونے کی طرح جسے آسیب نے چھو کر پاگل بنادیا ہو۔ یہ سزا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہا: خرید وفروخت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے خرید وفروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا تو جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی پھر وہ باز آگیا تو اس کیلئے حلال ہے وہ جو پہلے گزر چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو دوبارہ ایسی حرکت کریں گے تو وہ دوزخی ہیں، وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔[1]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اے ایمان والو! اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔[2]

یہ آیت ان اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو سود کی حرمت نازل ہونے سے قبل سودی لین دین کرتے تھے اور ان کی کافی بھاری سودی رقمیں دوسروں کے ذمہ باقی تھیں اس میں حکم دیا گیا کہ سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد سابقہ بقیہ سود لینے کی بھی اجازت نہیں۔

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۔

پھر اگر تم ایسا نہیں کروگے تو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے لڑائی کا یقین کرلو اور اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے اپنا اصل مال لینا جائز ہے۔ نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان ہو۔[1]

---

[1] البقرۃ: 275

[2] البقرۃ: 278

یعنی نہ تو مقروض سے زیادہ لے کر اس پر تم ظلم کرو اور نہ اصل قرضے کی رقم سے محروم ہو کر خود مظلوم بنو۔

ایک اور مقام پر فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

اے ایمان والو! دُگنا دردُگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں کامیابی مل جائے۔[2]

زمانۂ جاہلیت میں سود کی ایک صورت یہ بھی رائج تھی کہ جب سود کی ادائیگی کی مدت آتی، اگر اس وقت مقروض ادا نہ کرپاتا تو قرض خواہ سود کی مقدار میں اضافہ کردیتا۔

**سود کی حرمت فرمان مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں:**

(الف) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرمایا

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ" رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود کھانے والے پر اور سود کھلانے والے پر۔ اور سودی معاملہ کو لکھنے والے پر اور اس کی گواہی دینے والوں پر۔ اور فرمایا: یہ تمام لوگ (گناہ میں) برابر ہیں۔[3]

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "الرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا، أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ" سود کی (برائی) کے

---

[1] البقرۃ: 279

[2] آل عمران: 130

[3] صحیح مسلم الرقم 1598

ستر درجے ہیں، اور سب سے کم درجہ کی برائی ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے۔[1]

**جوئے اور شراب کا شرعی حکم:**

ہر وہ کھیل جس میں فریقین کی جانب شرط ہو وہ قمار ہے اور قمار حرام ہے۔ (جیسا کہ اس کا ذکر پہلے گزر چکا)۔

**اللہ جل وعلا کا فرمان ہے**

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا

آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں تم فرمادو ان دونوں میں کبیرہ گناہ ہے اور لوگوں کیلئے کچھ دنیوی منافع بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔[2]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور قسمت معلوم کرنے کے تیر ناپاک شیطانی کام ہی ہیں تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔[3]

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ

---

[1] سنن ابن ماجه الرقم 2274

[2] البقرة: 219

[3] المائدة: 90

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض و کینہ ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آنے والے ہو۔ [1]

پہلی آیت میں شراب اور جوئے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

دوسری آیت میں چار چیزوں سے بچنے کا حکم ہے۔

شراب، جوا، انصاب، ازلام۔

تیسری آیت میں شراب اور جوئے کے نتائج اور نقصان کا بیان ہے۔

**شراب اور خمر کے متعلق احادیث:**

(الف) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں"نَهَى عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوبَةِ وَالْغُبَيْرَاءِ "رسول اللہ ﷺ نے انگور کی شارب، جوئے، طبل اور جوار کی

شراب سے منع فرمایا ہے۔ [2]

(ب) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا:

حُرِّمَتِ الْخَمْرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ، وَيَأْكُلُونَ الْمَيْسِرَ، فَسَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمَا، فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شراب کو تین بار حرام کیا گیا، رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے، اس حال میں لوگ شراب پی رہے تھے اور جوئے کا مال کھا رہے تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ

---

[1] المائدۃ: 90

[2] سنن ابی داؤد الرقم 3685

سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کیا، تو اللہ جل وعلا نے اپنے نبی ﷺ پر آیۂ مقدسہ نازل فرمائی "يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا" ی ہ لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں، آپ فرمایئے ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کا (دنیاوی) نفع بھی ہے، اور ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے۔[1]

**احمد رضا کا قول:** اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: جوئے کا روپیہ قطعی حرام ہے۔[2]

(ج) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا، وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ" شراب کی قلیل و کثیر (مقدار) حرام کردی گئی ہے اور ہر مشروب جس سے نشہ آئے حرام ہے۔[3]

(د) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سنا میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے: فرمایا رسول اکرم ﷺ نے " أَتَانِي جِبْرِيلُ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَعَنَ الْخَمْرَ وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَسَاقِيَهَا وَمُسْتَقِيَهَا

میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: یا محمد! اللہ تعالی نے شراب پر لعنت بھیجی ہے، اس کے نچوڑنے والے پر اور نچڑوانے والے پر، اس کے پینے

---

[1] مسند احمد ج 14 ص 268 مجمع الزوائد الرقم 8075

[2] فتاوی رضویہ ج 19 ص 646

[3] سنن نسائی الرقم 5683

والے پر، اس کے لانے والے پر اور جس کے لئے لائی جائے اس پر، اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر، اس کے پلانے والے پر اور اس کے پلانے کا مطالبہ کرنے والے پر۔[1]

## شریعت میں چوری کی ممانعت:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے (بائیں) ہاتھ کو کاٹ دو، یہ ان کے کیے ہوئے کی سزا ہے اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک تعزیر ہے، اور اللہ بہت غالب ہے نہایت حکمت والا ہے۔[2]

## سرقہ کا لغوی معنیٰ:

علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی (متوفی 711ھ) لکھتے ہیں:

اہل عرب چور اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی محفوظ جگہ میں چھپ کر جائے اور مال غیر لے کر چلا جائے۔ مگر وہ چھپ کر لینے کے بجائے کھلم کھلا لے تو وہ لٹیر ہے اور اگر زبردستی چھینے تو غاصب ہے۔[3]

## سرقہ کا اصطلاحی معنیٰ:

علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن ہمام حنفی (متوفی 861ھ) لکھتے ہیں:

---

[1] مسند احمد الرقم 2897، مستدرک علی الصحیحین 2234 معجم الکبیر الرقم 12976

[2] المائدۃ: 38

[3] لسان العرب ج10 ص156

عاقل بالغ کسی ایسی محفوظ جگہ سے کسی کے دس درہم (یا اس سے زیادہ) یا اتنی مالیت کی کوئی چیز چھپ کر بغیر کسی شبہ اور تاویل کے اٹھالے، جس جگہ کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہو، درآنحالیکہ وہ چیز جلدی خراب ہونے والی ہو تو سرقہ (چوری) ہے۔[1]

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبیؒ (المتوفی 668ھ) لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں جس کا سب سے پہلے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا، وہ ولید بن مغیرہ تھا، پھر اللہ تعالی نے اسلام میں بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اسلام میں جس چور کا سب سے پہلے مردوں میں رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کاٹا، وہ ضیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھے، اور عورتوں میں جس چور کے سب سے پہلے ہاتھ کاٹے گئے، وہ مرہ بنت سفیان بن عبدالاسد تھیں، ان کا تعلق بنو مخزوم سے تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کا ہاتھ کاٹا جس نے ہار چرایا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن سمرہ کے بھائی کا ہاتھ کاٹا تھا۔ ان واقعات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔[2]

**چور کا ہاتھ کاٹنے کی حکمت:**

اللہ تعالی کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے چور کا ہاتھ کاٹنے کی حد مقرر فرما کر مسلمانوں کے اموال کو محفوظ کر دیا، اور اگر کوئی شخص اچک کر کوئی چیز لے جائے یا لوٹ کر لے جائے یا غصب کرے، تو اس پر حد مقرر نہیں (ہر چند کہ اس میں تعزیر

[1] فتح القدیر ج 5 ص 339

[2] الجامع لاحکام القرآن ج 3 ص 111

ہے) کیونکہ یہ جرائم چوری کی بہ نسبت معمولی ہیں اور ان کے خلاف گواہ قائم کیے جاسکتے ہیں۔ اور گواہوں کے ذریعہ عدالت سے اپنا حق آسانی سے وصول کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بر خلاف چور چھپ کر مال لے جاتا ہے، لہٰذا اس پر گواہی قائم کرنا مشکل ہے۔ اس لیے اس کی سزا سخت رکھی، تاکہ اس سزا کو دیکھ کر دوسرے لوگ عبرت پکڑیں اور چوری کرنے سے باز رہیں، اور مسلمانوں کے اموال محفوظ رہ سکیں۔ [1]

**چور پر اللہ کی لعنت:**

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ" چور پر اللہ کی لعنت ہو۔ [2]

**جھوٹ کی تعریف:**

صدق یہ ہے قائل کا قول اس کے اعتقاد اور واقع کے مطابق ہو اور جب ایسا نہیں ہوگا تو یہ صدق تام نہیں۔ یا تو اس کا کلام صدق سے بالکل موصوف نہیں ہوگا۔ یا ایک اعتبار سے صادق ہوگا اور دوسرے اعتبار سے کاذب ہوگا۔

مثال کے طور: جب کافر اپنے عقیدے کے بغیر کہے "محمد رسول اللہ" تو یہ کلام واقع کے اعتبار سے صادق ہے اور اس عقیدے کے اعتبار سے کاذب ہے، اللہ تعالی نے قرآن پاک میں کفار کا قول نقل کیا ہے۔ "نَشْهَدُ اَنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ" اور اسی اعتبار سے کاذب قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] تبیان القرآن تحت الآیت المائدہ 38

[2] صحیح البخاری الرقم 6783

[3] مفردات ص 479

### جھوٹ کی ممانعت

اللہ جل وعلا کا فرمان ہے :اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں۔[1]

جھوٹ کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ کلام پاک میں مختلف مقامات پر جھوٹ کی مذمت بیان کی گئی ہے۔اور جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالی نے لعنت فرمائی۔

### جھوٹ کے متعلق احادیث :

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى البِرِّ، وَإِنَّ البِرَّ يَهْدِي إِلَى الجَنَّةِ " بیشک سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا.وَإِنَّ الكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الفُجُورِ، وَإِنَّ الفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ "اور بیشک آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ عزاسمہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔اور جھوٹ فُجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے۔ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا" اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ جل وعلا کے کے نزدیک کذّاب لکھ دیا جاتا ہے۔[2]

**دوسری حدیث :** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مَنْ تَرَكَ الكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ فِي رَبَضِ الجَنَّةِ، وَمَنْ تَرَكَ المِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا، وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا جو

---

[1] النحل : 105

[2] صحیح البخاری الرقم 6094

شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اس حال میں کہ وہ ناحق پر ہے، بنایا جائے گا اس شخص کے لیے ایک مکان جنت کے کنارے میں۔ اور جو شخص جھگڑا چھوڑ دیں اور ہو وہ حق پر، بنایا جائے گا اس کے لیے جنت کے درمیان ایک محل، اور جس کے اخلاق اچھے ہیں اس کے لیے جنت میں اعلیٰ قسم کا محل تیار کیا جائے گا۔[1]

**اقول:** ہر کام میں سچ بولنا واجب ہے، اور سچ کا ساتھ دینا چاہیے۔ اللہ جل وعلا نے سچوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے۔

**فرمان باری تعالیٰ:** **يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ**

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔[2]

اور رسول پاک ﷺ نے صادقین کو خوشخبری بھی سنائی ہے۔ (جیسا کہ احادیث میں گزرا)

## جو تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا " **من عَلِمَ الرميَ، ثم ترکَهُ فليسَ منّا أو قد عَصى** " جس نے نشانہ بازی سیکھی پھر اس کو چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں یا اس نے نافرمانی کی۔[3]

ایک اور روایت میں الفاظ کچھ اس طرح ہیں، امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: **مَنْ عُلِّمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ بَعْدَمَا عُلِّمَهُ، فَهِيَ نِعْمَةٌ كَفَرَهَا**" جس نے تیر اندازی سیکھنے کے بعد اسے چھوڑ دیا تو اس نے اس نعمت کی ناشکری۔[1]

---

[1] جامع ترمذی الرقم 1993

[2] التوبہ: 129

[3] صحیح مسلم الرقم 1919، معجم الکبیر للطبرانی الرقم 882

وہ ہم میں سے نہیں یعنی اس جماعت سے نہیں جن سے ہم راضی ہیں کیونکہ اس نے کفرانِ نعمت کیا کہ اس نے تیر اندازی جیسی نعمت سیکھ کر بھلادی۔

ان احادیث میں تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس کے بھلانے پر وعید ہے سو یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اور یہ جو فرمایا ہے وہ ہم میں سے نہیں اس کا مطلب ہے وہ ہمارے طریقہ کاملہ پر نہیں ہے۔ یہ بات ذہن نشیں رہے کہ آج کے مروجہ تمام ہتھیار اسی میں شامل ہیں۔ اسلام کی سربلندی کے لئے اور کفر کو پاش پاش کرنے کے لئے ہر مسلمان کو پیش قدم رہنا چاہیے۔

**اقول:** فی زمانہ تیر اور تلوار کا استعمال نہیں، یہ حکم عام ہے، آج کل جدید دور میں مختلف قسم کے ہتھیار موجود ہیں وہ سب اسی میں داخل ہیں۔ تمام فوجی آفیسرز، پولیس کے تمام اہلکار اور بعض حر فورس ٹریننگ یافتہ خدانخواستہ ایسا عمل کریں تو وہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ ٹریننگ لینے کے باوجود اگر وہ ملک کی بقا کی خاطر جنگ میں حصہ نہیں لیتے وہ اسی وعید میں داخل ہیں۔ (سکندری عفی عنہ)

## بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکانے والا ہم میں سے نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا "لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا" وہ ہم میں سے نہیں جو عورت کو اس کے خاوند پر خراب کرے۔ [2]

حضرت بریدہ اپنے والد سے راوی فرمایا: رسول پاک ﷺ نے فرمایا "وَمَنْ خَبَّبَ عَلَى اِمْرِئٍ زَوْجَتَهُ" اور جس نے شوہر پر اس کی بیوی کو بدظن کیا وہ ہم میں سے نہیں۔ [3]

حضرت ابوہریرہ سے اسی کے متعلق ایک اور حدیث مروی ہے "وَمَنْ أَفْسَدَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا فَلَيْسَ مِنَّا" جس نے کسی شخص کو اس کی بیوی کے خلاف کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ [1]

---

[1] مسند احمد الرقم 17336

[2] سنن ابی داؤد الرقم 2175 مستدرک علی الصحیحین الرقم 2795 شعب الایمان الرقم 5050

[3] مسند احمد الرقم 22980 جامع الصغیر الرقم 9567 الزواجر ابن حجر ہیتمی ج 2 ص 134

خاوند بیوی میں فساد ڈالنے کی بہت صورتیں ہیں، عورت سے خاوند کی برائیاں بیان کرے دوسرے مردوں کی خوبیاں ظاہر کرے، یا ان میں اختلاف ڈالنے کے لئے جادو تعویذ کرائے سب حرام ہیں۔ [2]

ان احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ عورت کے سامنے اس کے شوہر کی اچھائی اور خوبی بیان کرنی چاہیے، اور اگر بتقاضائے بشریت ان میں کسی قسم کی کوتاہی ہو تو اس کو درگزر کرنا چاہیے۔ (سکندری عفی عنہ)

## وتر نہ پڑھنے والا ہم میں سے نہیں

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں میں نے حضور سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "الوِترُ حَقٌّ فمَن لم یُوتِرْ فلیس مِنّا الوِترُ حَقٌّ فمَن لم یُوتِرْ فلیس مِنّا الوِترُ حَقٌّ فمَن لم یُوتِرْ فلیس مِنّا" وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ [3]

مختلف مقامات پر احادیث میں وتر کی اہمیت کو اجاگر گیا گیا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے وتر پڑھنے کا حکم جاری فرمایا (وتر) عربی میں فرد عدد کو کہتے ہیں جو تقسیم نہ ہوسکے۔ وتر فرض عملی ہے اور واجب اعتقادی ہے۔ جو اس کے وجوب کا عناداً انکار کرے وہ ہمارے طریقہ سے خارج (گمراہ) ہے۔ اور جو اسے واجب جانتے ہوئے نہ پڑھے وہ

[1] مسند احمد الرقم 9157 ابن حبان الرقم 5560 سنن الکبریٰ للنسائی الرقم 9170 شعب الایمان الرقم 5049

[2] مراۃ المناجیح ج 5 ص 115

[3] سنن ابی داؤد الرقم 1419 مسند احمد الرقم 23019 مستدرک علی الصحیحین الرقم 1146

جماعت صالحین سے خارج ہے۔ اور سخت گنہگار ہے ۔ (امام اعظم کے ہاں وتر واجب ہے اور یہ امام صاحب کی قوی دلیل ہے)۔

**اقول:** جو مجتہدین تاویل سے وجوبِ وتر کا انکار کرے وہ اس حکم میں داخل نہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ :

ہمارے معاشرے میں یہ بات مشہور ہے کہ ماہِ رمضان میں اگر فرض نماز جماعت سے ادا کی ہو تو وتر جماعت سے ادا کر سکتا ہے اور جس کو جماعت نہ ملی وہ وتر ادا نہیں کر سکتا۔ ایسا بالکل کوئی نہ تو اصول ہے اور نہ ہی کوئی قاعدہ لھٰذا غیر مدرک و غیر مسبوق وتر جماعت سے ادا کر سکتے ہیں اس میں کوئی قباحت نہیں۔

اسی طرح بعض لوگوں کو یہ بھی وہم ہوتا ہے کہ وتر پڑھنے کے بعد تراویح نہیں پڑھ سکتے۔ یہ بات ذھن میں رکھیں کہ ہمارے نزدیک راجح قول کے مطابق تراویح کا وقت عشاء کی نماز سے فجر تک کا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تراویح وتر سے پہلے پڑھے لیکن اگر کسی نے پہلے وتر پڑھ لیے تو فجر سے پہلے پہلے تراویح پڑھ سکتا ہے۔

ہدایہ میں ہے : **والاصح ان وقتها بعد العشاء الی آخر اللیل قبل الوتر و بعده** " اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے رات کے آخر تک ہے۔ وتر سے پہلے اور بعد (پڑھ سکتا ہے۔[1])

## جو حاملہ سے صحبت کرے وہ ہم میں سے نہیں

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا "**لیس منّا من وَطِئَ حُبْلی**" جس نے حاملہ عورت سے جماع کیا وہ ہم میں سے نہیں۔[1]

---

[1] ہدایہ ج 1 ص 70

(یہاں عورت سے مراد قیدی عورت ہے)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب مجاہدین کسی بلادِ کفر کو فتح کریں اور ان کی عورتیں باندی بن کر آئیں اور غنیمت میں تقسیم کی جائیں تو مسلمان مردوں کو چاہیے کہ ان میں سے حاملہ عورتوں سے اس وقت تک ازدواجی تعلق قائم نہ کریں جب تک ان سے وضع حمل نہ ہو جائے۔

## جو غسل کے بعد وضو کرے وہ ہم میں سے نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ تَوَضَّأَ بَعْدَ الْغُسْلِ فَلَيْسَ مِنَّا" جس شخص نے غسل کے بعد وضو کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[2]

غسل سے مراد غسلِ جنابت ہے۔ غسل جنابت حدث اکبر ہے، حدث اکبر سے حدث اصغر رفع ہو جاتا ہے۔ اور غسل جنابت میں ابتداء یا درمیان میں وضو کیا جاتا ہے بالفرض وضو نہ کرے جب بھی اس کے لیے کافی ہے۔

کتبِ فقہ میں طریقہ غسلِ جنابت مسنونہ یوں بیان کیا گیا ہے۔

لہٰذا سنت کے مطابق غسل کرنے کے بعد الگ وضو کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے ضروری سمجھنا (جیسا کہ بعض عوام کا خیال ہے) درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے۔

---

[1] مسند احمد الرقم 2318 شرح مشکل الآثار الرقم 2318 معجم الکبیر للطبرانی الرقم 12090 مصنف ابن ابی شیبہ الرقم 17458 مجمع الزوائد الرقم 7600

[2] معجم الکبیر 11691 حلیۃ الاولیاء ج 5 ص 51

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ سے مروی ہے، فرمایا : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الغُسْلِ '' یقینا نبی پاک ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔[1] (اس لیے کہ وضو غسل میں داخل ہے) ۔

## بادشاہوں کی چاپلوسی کرنے والا ہم میں سے نہیں

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا "أُعِيذُكَ بِاللَّهِ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِي، فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ، وَلاَ يَرِدُ عَلَيَّ الحَوْضَ " اے کعب بن عجرہ ! میں تمہیں ان حکمرانوں سے محفوظ رہنے کی دعا دیتا ہوں جو میرے بعد والے زمانے میں آئیں گے، جو شخص ان کے دروازے پر آئے، ان کی جھوٹی باتوں کی تصدیق کرے اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں وہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ آسکے گا۔[2]

واضح رہے کہ ہر وہ شخص اس وعید کا مصداق ہے جو کسی شخص سے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے شریعت کو پسِ پشت ڈال دے، دین کا نام لیکر اپنی خواہشات نفسانیہ کی تکمیل کرے، ارباب مال واقتدار کی رضامندی کے لیے نت نئے مسائل گھڑے اور ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کرکے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے وہ شخص اس وعید میں شامل ہے جو اس حدیث میں ذکر کیا گیا۔

---

[1] جامع ترمذی الرقم 107

[2] جامع ترمذی الرقم 614، معجم الکبیر للطبرانی ج 19 ص 105

**ظالم حکمران کا مسلط ہونا:**

اللہ جل وعلا کا فرمان: وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا

اور یونہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر مسلط کرتے ہیں۔

**آیت کے تحت امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:**

"وَيَدْخُلُ فِي الْآيَةِ جَمِيعُ مَنْ يَظْلِمُ نَفْسَهُ أَوْ يَظْلِمُ الرَّعِيَّةَ، أَوِ التَّاجِرُ يَظْلِمُ النَّاسَ فِي تِجَارَتِهِ أَوِ السَّارِقُ وَغَيْرُهُمْ" اللہ عزاسمہ کے اس فرمان میں تمام قسم کے ظلم داخل ہیں (بندہ کا اپنے آپ پر ظلم کرنا، بادشاہ کا ظلم رعایا پر، تاجر کا ظلم عوام پر وغیرہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرمایا "إذا أراد الله بقوم خيرا ولى أمرهم خيارهم وإذا أراد بقوم شرا ولى أمرهم شرارهم" جب اللہ جل وعلا جب کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، تو اچھوں کو ان پر مقرر کرتا ہے اور کسی سے برائی کا ارادہ فرماتا ہے تو بروں کو ان پر مقرر فرماتا ہے۔[1]

**مزید آپ لکھتے ہیں:** فضیل بن عیاض فرماتے ہیں: إِذَا رَأَيْتَ ظَالِمًا يَنْتَقِمُ مِنْ ظَالِمٍ فَقِفْ وَانْظُرْ فِيهِ مُتَعَجِّبًا" جب تو ایک ظالم کو دوسرے ظالم سے انتقام لیتا ہوا دیکھے تو پھر ٹھہر جا اور تعجب سے یہ تماشا دیکھ۔[2]

**ظالم حکمران نگاہ نبوۃ میں:** حضرت بشر بن حرب کہتے ہیں سنا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے، ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سنا میں نے نبی پاک ﷺ

---

[1] الجامع لاحکام القرآن ج 7 ص 85، روح البیان ج 3 ص 1054

[2] الجامع لاحکام القرآن ج 7 ص 58

کو حجرۂ عائشہ کے قریب یہ فرماتے ہوئے "يُنْصب لكل غادرٍ لواءٌ يوم القيامة، ولا غَدْرَةَ أعظمُ من غَدْرَةِ إمامِ عامَّةٍ" قیامت کے دن ہر دھوکے باز کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور سربراہِ مملکت کے دھوکے سے بڑھ کر کسی کا دھوکا نہ ہوگا۔[1]

مذکورہ حدیث میں اس حکمران کو تنبیہ کی گئی ہے، جو دھوکے بازی سے کام لیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزِ قیامت ایک ایسا جھنڈا جو سب سے بڑا ہوگا، اُس حکمران کے لیے گاڑا جائے گا جو عوام کو دھوکا دیتا رہا۔ مطلب یہ ہے کہ عوام کے حقوق کی ادائیگی، ان کے مفادات کا تحفظ اور اجتماعی مسائل کے حل کے بجائے ان سے جھوٹے عہد کرنا۔ ان کے حقوق کی فراہمی سے روگردانی کرنا۔

**نااہل لوگ منصب پر قابض:**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِذَا ضُيِّعَتِ الأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ» قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: إِذَا أُسْنِدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! امانتوں کے ضائع ہونے کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: جب اُمور نااہل لوگوں کو سونپے جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔[2]

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: وَالْمُرَادُ مِنَ الأَمْرِ، جِنْسُ الأُمُوْرِ الَّتِي تَتَعَلَّقُ بِالدِّيْنِ كَالْخِلَافَةِ الإِمَارَةِ وَالْقَضَاء وَالإِفْتَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ "اس سے مراد وہ

[1] مسند احمد الرقم 5378

[2] صحيح البخاري الرقم 6496

تمام اُمور ہیں جن کا تعلق (بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی نہ کسی طور پر) دین سے ہو، جیسے حکومت و سلطنت (صدارت، وزارتِ عظمیٰ، وزارتِ علیا، گورنری اور عمومی وزارتیں)، عدلیہ اور شرعی افتاء وغیرہ۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتُ، يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ» قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ"لوگوں پر بہت سے سال ایسے آئیں گے جن میں دھوکہ ہی دھوکہ ہوگا۔ اس وقت جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا۔ بددیانت کو امانت دار تصور کیا جائے گا اور امانت دار کو بددیانت اور "رویبضہ" یعنی نااہل اور فاسق و فاجر لوگ قوم کی نمائندگی کریں گے۔ عرض کی گئ "رُوَيْبِضَةُ" سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نااہل اور فاسق شخص جو اہم معاملات میں عوام کی نمائندگی اور رہنمائی کا ذمہ دار بن جائے۔[2]

دوسری روایت میں ہے" قِيلَ:وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ اَلسَّفِيهُ يَتَكَلَّمُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ" عرض کیا گیا"رَوَيْبِضَةُ" سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (نااہل اور) کم فہم شخص جو عوام کے اہم معاملات میں ان کی رہنمائی کا ذمہ دار بن جائے۔[3]

---

[1] فتح الباري الرقم 11 ص 334

[2] سنن ابن ماجه الرقم 4036

[3] مسند احمد الرقم 7912، مستدرک علی الصحیحین الرقم 8564

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
اَلْفُوَیْسِقُ یَتَکَلَّمُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ" (رویبضہ سے مراد) وہ فاسق شخص ہے جو عوام کے اہم معاملات میں ان کی رہنمائی کا ذمہ دار بن جائے۔[1]

**بے وقوف حکمران:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بَادِرُوا بِالْمَوْتِ سِتًّا إِمْرَةَ السُّفَهَاءِ وَكَثْرَةَ الشُّرَطِ وَبَيْعَ الْحُكْمِ وَاسْتِخْفَافًا بِالدَّمِ وَقَطِيعَةَ الرَّحِمِ وَنَشْوًا يَتَّخِذُونَ الْقُرْآنَ مَزَامِيرَ يُقَدِّمُونَهُ يُغَنِّيهِمْ وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْهُمْ فِقْهًا " چھ چیزوں کے ظہور سے پہلے موت کی تمنا کرو، بے وقوفوں کی امارت، پولیس کا زیادہ ہونا، فیصلے کا بیچنا، انسانی خون کو ہلکا سمجھ لینا، قطع تعلّق کا عام ہونا اور ایسے لوگوں کو (منبر وا سٹیج وغیرہ پر زیادہ بڑے عالم دین کے موجود ہونے کے باوجود) آگے کرنا تاکہ وہ گاگا کر قرآن سنائیں حالانکہ وہ علم میں کم ہونگے۔[2]

اس حدیث میں فرمایا گیا کہ دعا کرو کہ چھ چیزوں کے ظہور سے پہلے پہلے تمہیں موت آجائے۔ان میں سے ایک چیز بے وقوف اور فہم وبصیرت سے عاری لوگوں کی حکومت ،بلکہ ایک روایت میں رسول اکرم ﷺ نے "إِمَارَةَ السُّفَهَاءِ" سے پناہ مانگی۔

**ظالم حاکم اور ظالم کی مدد کرنے والے کا نبی پاک ﷺ سے کوئی تعلق نہیں:**

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے،رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عجرہ سے فرمایا"أَعَاذَكَ اللهُ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ قَالَ وَمَا إِمَارَةُ السُّفَهَاءِ؟ قَالَ

---

[1] مسند احمد الرقم 13299، مشکل الآثار الرقم 464

[2] مسند احمد الرقم 16040 مصنف ابن ابی شیبہ الرقم 37736 شرح مشکل الآثار الرقم 1389

أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي لَا يَقْتَدُونَ بِهَدْيِي وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَأُولَئِكَ لَيْسُوا مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَا يَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي" اللہ تعالی تجھے بے وقوفوں کی امارت سے بچائے۔کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بے وقوفوں کی امارت کیا ہے؟فرمایا: میرے بعد ایسے امراء ہونگے جو میری رہنمائی کی اقتداء نہیں کریں گے اور نہ ہی میری سنت پر چلیں گے۔اور جو ان کے کذب کے باوجود ان کی تصدیق کریں گے اور ظلم میں ان کی مدد کریں گے ایسے لوگوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میراان سے کوئی تعلق نہیں۔اور نہ ہی وہ میرے حوض پر آسکیں گے۔ "وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَأُولَئِكَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ وَسَيَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي" اور جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق نہیں کریں گے اور ظلم پر ان کی مدد نہیں کریں گے یہی لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔اور یہ میرے حوض پر بھی وارد ہونگے۔[1]

**سنن نسائی میں ہے:** آقا کریم ﷺ نے فرمایا"إِنَّهُ سَتَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ مَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ، وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ "عنقریب میرے بعد امراء ہونگے جو ان کے کذب کے باوجود ان کی تصدیق کرے گا اور ظلم میں ان کی مدد کرے گا ایسے لوگوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔اور نہ ہی وہ میرے حوض پر آسکیں گے۔ "وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ،

---

[1] مسند احمد الرقم 14441 مستدرک علی الصحیحین الرقم 265 صحیح ابن حبان الرقم 4514

وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ " اور جو لوگ ان کے جھوٹ کی تصدیق نہیں کریں گے اور ظلم پر ان کی مدد نہیں کریں گے یہی لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔اور یہ میرے حوض پر بھی وارد ہونگے۔[1]

اور ان کے اوصاف یہ ہیں کہ وہ جھوٹ بولنے والے اور ظالم ہونگے۔ حکمرانوں کا جھوٹ بولنا، جھوٹ اور دھوکے کی بنیاد پر کرسی حاصل کرنا یہ عقل مندی نہیں بلکہ بے وقوفی ہے جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے۔یہی وجہ ہے کہ ایک روایت میں جھوٹ بولنے والے حکمران کے لئے وعید بیان کی گئی ہے۔

**جھوٹے بادشاہ سے اللہ بروز قیامت کلام نہ فرمائے گا:**

(الف) حضرت ابو ہریر سے مروی ہے، فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ " تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام فرمائے گا، اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا، اور نہ ہی انہیں پاک و صاف کرے گااور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ابو معاویہ فرماتے ہیں وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ " اور نہ ان کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ، تکبر کرنے والا مفلس۔[2]

---

[1] سنن نسائی الرقم 4207

[2] صحیح مسلم الرقم 107، مسند احمد الرقم 10227

**ظالم کی حمایت :** (ب) حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ: امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا "إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ بَاعَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَا غَيْرِهِ" قیامت کے دن سب سے زیادہ شرمندہ شخص وہ ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کے عوض اپنی آخرت بیچ دی۔[1] (دوسرے کے دنیاوی مفادات کو پورا کرنے کے لیے اپنی آخرت کا سودا کیا)

## غلام کو مالک کے خلاف بد ظن کرنے والا ہم میں سے نہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا "لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا أَوْ عَبْدًا عَلَى سَيِّدِهِ" وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی مرد کو اس کی بیوی کے خلاف یا غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکائے۔[2]

حضرت ابو ہریرہ راوی آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "مَنْ خَبَّبَ عَبْدًا عَلَى أَهْلِهِ فَلَيْسَ مِنَّا" جس نے غلام کو مالک پر بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں۔[3]

حضرت بریدہ اپنے والد سے راوی، امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا "وَمَنْ خَبَّبَ عَلَى امْرِئٍ زَوْجَتَهُ أَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ هُوَ مِنَّا" جس نے کسی آدمی کی بیوی یا اس کے غلام کو اپنے مالک کے متعلق بد ظن کیا وہ ہم میں سے نہیں۔[4]

حضور ختم الرسل ﷺ کا کردار اور اخلاق اس قدر مثالی تھا کہ غلام آپ ﷺ کی غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے۔

---

[1] تاریخ الکبیر للبخاری الرقم 1927

[2] سنن ابی داؤد الرقم 2175 مستدرک علی الصحیحین الرقم 2795، شعب الایمان الرقم 5050

[3] ابن حبان الرقم 5560 سنن کبری للنسائی الرقم 9170

[4] مسند احمد الرقم 22980 جامع الصغیر 9567 الزواجر ابن حجر ہیتمی ج 2 ص 42

## جنازے کے آگے چلنے والا ہم میں سے نہیں

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ فرماتے ہیں، ہم نے جنازے کے ساتھ چلنے کے متعلق حضور سیدِ عالم ﷺ سے سوال کیا تو پیارے رسول پاک ﷺ نے فرمایا "الجنازۃُ متبوعۃٌ ولا تَتبعُ لیس منّا من تقدّمَھا" جو شخص جنازے کے آگے چلے وہ ہم میں سے نہیں۔[1]

یہ بات ذہن میں رہے کہ جنازہ کے آگے پیچھے، دائیں، بائیں ہر طرف چلنا بالاتفاق جائز ہے، البتہ افضلیت میں اختلاف ہے۔

احناف کے ہاں جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے کیونکہ اکثر روایات میں "اتباع الجنائز کا ذکر ملتا ہے اور "اتباع الجنائز" کا مطلب ہے جنازہ کے پیچھے چلنا۔ نیز جنازہ کے پیچھے چلنے کی بہت سی احادیث ہیں۔ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہما جنازہ کے آگے چل رہے تھے اور حضرت مولا علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہ جنازے کے پیچھے چل رہے تھے۔

راوی کہتے ہیں میں نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ پیچھے کیوں چل رہے ہیں؟ حضرت مولائے کائنات نے فرمایا کہ وہ دونوں بزرگ بھی جانتے ہیں کہ پیچھے چلنا افضل ہے۔ جیسے جماعت کی نماز تنہا نماز سے افضل ہے، لیکن بیانِ جواز اور لوگوں کو تنگی سے بچانے کے لیے وہ حضرات آگے چل رہے ہیں۔[2]

---

[1] مسند احمد الرقم 3734، 3939

[2] مراۃ المناجیح ج 2 ص 45454

ہمارے معاشرے میں ایک بات مشہور ہے کہ میت کو غسل دینے والے شخص پر غسل کے بعد وضو کرنا یا نہانا ضروری ہے۔

اس بارے مین شریعت کا نکتہ نظریہ ہے کہ:

صحیح قول کے مطابق میت کے غسل کا پانی ناپاک نہیں ہوتا، اور نہ ہی غسل دینے والے پر وضو یا غسل کرنا لازم ہے۔[1]

## مسلمانوں پر اسلحہ اٹھانے والا ہم میں سے نہیں

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا" جس شخص نے ہم پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔ (چاہے عمل، اشارے، دھمکانے یا ڈرانے کے لئے ایسا کرے۔[2]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا" جس نے ہم پر تلوار سونتی وہ ہم میں سے نہیں۔[3]

اور سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا"مَنْ رَمَانَا بِاللَّيْلِ فَلَيْسَ مِنَّا" جس نے ہم پر تیر چلائے وہ ہم میں سے نہیں۔[4]

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر اور ڈانٹ کیا ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے شخص سے بیزاری اور نفرت کا اظہار فرمارہے ہیں۔

---

[1] بیاض واحدی ، نعمان ثانی مخدوم عبد الواحد سیوستانی السندی ج 1 ص 416

[2] صحیح البخاری الرقم 6874 7070 صحیح مسلم الرقم 98 جامع ترمذی الرقم 1459 سنن نسائی الرقم 4100

[3] صحیح مسلم الرقم 99 مسند احمد الرقم 16500

[4] مسند احمد الرقم 8270 ابن حبان الرقم 5608 معجم الاوسط الرقم 9340 ادب المفرد الرقم 1279

علی الاعلان اور سر عام اسلحہ لہرانا منع ہے، جو شخص تلوار، ہتھیار، یا اس جیسی دوسری چیزیں لیکر جب گھر سے باہر نکلے تو وہ اسے چھپا کر رکھے کہیں ایسا نہ ہو کہ معمولی غفلت اور سستی کی وجہ سے مسلمانوں میں سے کسی کا نقصان ہو جائے۔

اسلام میں مسلمان کے وجود اور اس کی جان کی بہت زیادہ قدر و قیمت ہے، بلا وجہ کسی پر ہتھیار تو در کنار ہاتھ اٹھانا بھی حرام ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا"الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ" سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ [1]

غصہ فطرتِ انسانی حصہ، باہم مل کر رہتے ہوئے بسا اوات کسی بات پر لڑائی جھگڑا ہو ہی جاتا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کی جان کے در پے ہو جاؤ، اور اس پر اسلحہ کے ساتھ حملہ کرو، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے شخص کا میرے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں جو مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي، لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ" تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے اس لئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ کہیں شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار کھینچ لے اور وہ (ہتھیار اشارے اشارے میں مسلمان بھائی کو جا لگے اور اس کی سزا میں وہ اشارہ کرنے والا) جہنم میں جا گرے۔ [2]

---

[1] صحیح البخاری الرقم 10 6484 صحیح مسلم الرقم 41

[2] صحیح البخار، الرقم 7072

## لوہے کی چیز سے اشارہ تک حرام ہے

خاتم المرسلین ﷺ کی بات میں حکمت و دانائی کا ایک جہان ہوتا ہے، اسلحہ تلوار یا مخصوص ہتھیار تو در کنار آپ نے مطلّقا لوہے، لکڑی وغیرہ کے ساتھ اشارہ کرنے سے منع فرما دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ نے فرمایا "مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ، حَتَّى يَدَعَهُ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ" جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے کی چیز سے اشارہ کیا تو فرشتے ہر حال میں اس پر لعنت کرتے ہیں خواہ وہ اس کا ماں باپ کی طرف سے سگا بھائی کیوں نہ ہو۔ [1]

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے حقیقی بھائی کی طرف لوہے سے اشارہ کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ اس کو قتل کرنے یا نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے بلکہ اس کا تعلق مذاق سے ہی ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے باوجود فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اس فرمانِ رسول ﷺ کا مقص محض یہ ہے کہ کسی مسلمان پر اشارہ، ہتھیار یا لوہا اٹھانے سے سختی سے روکنا ہے۔

## حدیث سے معلوم ہونے والی باتیں

(الف) مطلّقا لوہے کی چیز سے مارنا یا اشارہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ لوہے کی مار سخت اور شدید نقصان دہ ہوتی ہے، چاقو چھری، قینچی وغیرہ بالخصوص اسی میں شامل ہیں۔

(ب) اگرچہ بے تکلف دوست یا حقیقی سگا بھائی کیوں نہ ہو اس کی طرف بھی اس طرح کی چیز سے اشارہ کرنا حرام ہے۔

[1] صحیح مسلم الرقم 2616، معجم الاوسط الرقم 4169

(ج) شغل، مذاق یا ویسے عادتا ایسا کرنا ممنوع ہے، چہ جائے کہ عمدا اور سنجیدگی سے ایسا کیا جائے۔

(د) ایسا کرنے والا شخص جہاں رسول اللہ ﷺ کی شفقت و محبت سے محروم رہے گا۔ وہاں اللہ تعالی کے فرشتے اس پر لعنت کریں گے جب تک وہ ایسا کرنے سے باز نہیں آتا۔

## اسلام اور نظام سماجی تحفظ

دور جدید میں جہاں اور علوم نے ترقی حاصل کی وہی عمرانیات یعنی سوشیالوجی بھی ایک مستقل علم اور سائنس بن کر سامنے آچکا ہے اور اس پر جدید ترین تحقیقات سامنے آرہی ہیں لیکن ایک حقیقت بہر حال قابل توجہ ہے کہ خالقِ کائنات جو انسانوں کا خالق و مالک ہے اس ذات نے اسلامی تعلیمات کے ذریعہ انسانوں کو سماجی تحفظ حاصل کرنے کے جو بنیادی اصول عطا فرمائے وہی اصول آج بھی مکمل طور پر قابل عمل اور مسلم ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک رہیں گے۔ سماجی تحفظ سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان کو جان، مال اور عزت کا تحفظ حاصل ہو۔ اسلامی معاشرہ ایسا معاشرہ کہلائے گا جو خالص اسلامی فکر و عمل کے نظام پر قائم ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں سماجی تحفظ کا اصول امتِ مسلمہ کو عطا فرمایا: حضور ختمِ رسل ﷺ نے فرمایا: إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا

اے لوگو! تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جیسے اس ذی الحج کے ماہ میں اس حج کے دن کی تمہارے اس شہر میں۔[1]

---

[1] صحیح البخاری الرقم 67-105-1739-1741-4406 صحیح مسلم الرقم 1679

**اسلام اور عالم امن:**

حالات کی ستم ظریفی یہ ہے کہ اسلام جو امن وسلامتی کا دین ہے اور دنیا کو امن و چین اور سکون و اطمینان سے بھر دینے کے لئے آیا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے دہشت گردوں نے اپنی قوت و طاقت کے سہارے، اسے اور اس کے ماننے والوں ہی کو
دہشت گرد قرار دے کر ان کے خلاف عالمی میڈیا پر پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دہشت گردی کے واقعات میں بعض لوگ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر اس میں ملوث رہے ہیں۔ لیکن اسلام کے معنی ہی اطاعت و سپردگی اور امن وسلامتی کے ہیں، لہٰذا مسلمان اپنے بنیادی نظریہ و عمل کے مطابق جہاں اطاعت الٰہی کا نمونہ ہیں وہاں دنیا کے لئے امن وسلامتی کے پیکر بھی ہیں۔

**اسلامی حکومت ہی امن کی حکومت ہے:**

قرآن مجید میں اسلام کی حکومت کو امن کی حکومت قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفا اور تعمیل امت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی امانتِ اقتدار کا حق) عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو (حقِ) حکومت

بخشا تھا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لئے ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے (غلبہ و اقتدار کے ذریعہ) مضبوط و مستحکم فرما دے گا اور وہ ضرور (اس تمکّن کے باعث) ان کے پچھلے خوف کو (جو ان کی سیاسی، معاشی اور سماجی کمزوری کی وجہ سے تھا) ان کے لئے امن و حفاظت کی حالت سے بدل دے گا، وہ (بے خوف ہو کر) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے (یعنی صرف میرے حکم اور نظام کے تابع رہیں گے)، اور جس نے اس کے بعد ناشکری (یعنی میرے احکام سے انحراف و انکار) کو اختیار کیا تو وہی لوگ فاسق (و نافرمان) ہوں گے۔ [1]

**پیغمبر اسلام اور عالم امن:**

اللہ تعالی نے حضرت محمد ﷺ کو "رحمة للعالمین" بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے انسانیت کے ساتھ جس محبت و شفقت اور رحمت کا درس دیا ہے وہ آپ کے حسب ذیل ارشادات سے واضح ہے۔

(الف) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا " الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ " ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب ہوگا۔ [2]

(ب) ایک اور مقام پر حضور سید عالم ﷺ نے لعنت بھیج کر فرمایا فرمایا " لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَّلَ بِالحَيَوَانِ "جو کسی جاندار (انسان یا حیوان) کی شکل و صورت بگاڑے، اس پر لعنت ہے۔ [1]

---

[1] النور: 55

[2] صحیح البخاری الرقم 2447 مسلم الرقم 2578 جامع ترمذی الرقم 2030 مسند احمد الرقم 5831

(ج) ایک اور جگہ پر امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا "لاضَرَرَولاضِرارَ" اسلام میں سختی اور تکلیف پہنچانے کی اجازت نہیں۔[2]

(د) ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا "لَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" خبردار جس نے ذی کافر پر ظلم کیا یا اسے نقصان پہنچایا، اس کی طاقت سے زیادہ اسی سے کام لیا یا اس کی کوئی تھوڑی سی چیز بھی اس کی رضا کے بغیر لی تو کل قیامت کے دن میں ایسے شخص سے جھگڑوں گا۔[3]

(ہ) آقا کریم ﷺ نے فرمایا "ارْحَمُوا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ" زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔[4]

(و) حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا "دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا، فَلَمْ تُطْعِمْهَا، وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الأَرْضِ" ایک عورت جہنم میں گئی صرف ایک بلی کی وجہ سے، جسے اس نے باندھے رکھا، بلی کو نہ خود کھانے کے لئے کوئی چیز دی اور نہ اسے چھوڑا کہ زمین کا گرا پڑا یا جو چیز ملتی اسے کھا لیتی۔[5]

---

[1] صحیح البخاری الرقم 5515

[2] سنن ابن ماجه الرقم 2341 مؤطا امام مالك، الرقم 2758 مسند احمد، الرقم 2865 سنن کبری للبیهقی ج 6 ص 114 مجمع الزوائد، الرقم 6537 معجم الاوسط الرقم 1033 3777

[3] سنن أبی داؤد الرقم 3052

[4] سنن ابی داؤد، الرقم 4941

[5] صحیح البخاری الرقم 3318

## امن کے لئے حضور ﷺ کی کوششیں:

حضور ﷺ کے تمام غزوات اور سرایا کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار کے جارحانہ رویوں کے جواب میں تھے، مشرکین مکہ، یہود اور نصاریٰ سے آپ نے جس قدر جنگیں کیں وہ ان کی جارحانہ کاروائیوں کی وجہ سے تھیں ۔ شام کے سرحدی علاقوں میں عیسائیوں کی جارحانہ کاروائیوں کے انسداد کے لئے 8ھ میں آقا کریم ﷺ نے ایک دستہ روانہ فرمایا تھا۔ امام الانبیاء ﷺ نے حارث بن عمیر کو دعوت اسلام کا خط دے کر شرحبیل بن عمر غسانی کے پاس بھیجا، اس نے آپ کے قاصد کو جب قتل کر دیا تو قتل کا بدلہ لینے کے لئے حضور سید عالم ﷺ نے جنگی مہم کا اعلان فرمایا۔

اسی طرح جب شام کی سرحدوں پر دشمنوں کی فوجوں کے جمع ہونے اور مدینہ پر حملہ آور ہونے کی خبریں عام ہو گئیں تو رسول اکرم ﷺ نے اپنے دفاع کا اہتمام فرمایا، الغرض امام الانبیاء ﷺ کے تمام غزوات اور سرایا دشمنوں کی جارحانہ کاروائیوں کے جواب میں تھے، اور ان میں فریقین کا جانی نقصان اس قدر کم ہوا کہ اس کی انسانی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

جبکہ دوسری طرف دیگر اقوام کی لڑائیوں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کروڑوں انسانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔

مثلاً مہابھارت کے مقتولین کی تعداد کروڑوں سے کم نہیں۔

یورپ کے لوگوں نے جس قدر نفوس کو ہلاک کیا، ان کی تعداد لاکھوں سے زائد ہے۔

جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب (پالوجی آف محمد اینڈ قرآن) میں مذہبی عدالت کے احکام سے ہلاکت نفوس کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتائی ہے، جو عیسائیوں کے ہاتھوں عیسائیوں کو ہوئی تھی۔

اکیلی سلطنت چین نے تین لاکھ چالیس ہزار عیسائیوں کو قتل کیا تھا جن میں سے بتیس ہزار آدمی زندہ آگ میں جلائے گئے تھے۔ [1]

**حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امن :** حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد خلفاء راشدین نے بھی امن وسلامتی کے مشن کو جاری رکھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا، وہ اس کی ایک نمایاں مثال ہے۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے لوگوں میں بیان فرمایا، پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا۔

**امابعد!** اے لوگو مجھے آپ لوگوں کا ذمہ دار بنایا گیا ہے، حالانکہ میں آپ لوگوں سے بہتر نہیں ہوں اور اب قرآن نازل ہو چکا ہے، اور حضور ﷺ سنتیں بیان فرما چکے ہیں اور آپ نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ سب سے بڑی عقلمندی تقوی ہے اور سب سے بڑی حماقت فسق وفجور ہے اور جو لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور ہے اور وہ طاقت کے زور سے کمزوروں کے حق دبالیتا ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے۔ میں کمزور کو اس طاقتور سے اس کا حق دلوا کر رہوں گا۔ اے لوگو! میں تو (حضور ﷺ کا اتباع کرنے والا ہوں اور اپنی طرف سے گھڑ کر نئی باتیں لانے والا نہیں) اگر میں اچھے کام کروں تو آپ لوگ ان میں میری مدد کریں اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دیں۔ میں اپنی بات اس پر ختم کرتا ہوں اور اپنے لئے اور آپ لوگوں کے لئے اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ [2]

---

[1] رحمۃ للعالمین قاضی سلیمان منصور پوری ج 2 ص 219-221

[2] حیاۃ الصحابہ ج 3 ص 460

اسی طرح ایک اور موقع پر عالمِ امن کے لئے اس لائحہ عمل کو تجویز فرماتے ہوئے منبر رسول ﷺ پر اعلان فرمایا: اے لوگو! لوگ اسلام میں خوشی اور ناخوشی دونوں طرح داخل ہوئے ہیں لیکن اب وہ سب اللہ کی پناہ میں ہیں، اس لئے تم اس کی پوری کوشش کرو کہ اللہ تعالی تم سے اپنی ذمہ داری کا کچھ بھی مطالبہ نہ کرے (یعنی کسی مسلمان کو کسی طرح تکلیف نہ پہنچاؤ) میرے ساتھ بھی ایک شیطان رہتا ہے جب تم دیکھو کہ مجھے غصہ آگیا ہے تو پھر تم مجھ سے الگ ہو جاؤ کہ کہیں میں تمہارے بالوں اور کھالوں کو تکلیف نہ پہنچادوں۔[1]

جو لوگ دین اور دین کے چاہنے والوں کو حیران کن نظروں سے دیکھتے ہیں اور عوام میں غلط باتوں کو پروان چڑھانے کی کوئی قصر نہیں چھوڑتے ان کو چاہیے کہ اسلام کی عظیم شخصیات کی زندگی کا مطالعہ کریں۔

**سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انداز حکومت:**

جان رحمت ﷺ کے وصال کے بعد جب تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سردارِ عالم ﷺ کا جانشین منتخب کرکے آپ کی بیعت کی تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ سب سے پہلے اللہ تعالی کی حمد وثنا کی پھر فرمایا: أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنِّي قَدْ وُلِّيتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ

حمد وصلاۃ کے بعد، لوگو میں تم پر حاکم مقرر کیا گیا ہوں، حالانکہ میں تم سے بہتر (ہونے کا مدعی) نہیں ہوں۔

---

[1] حیاۃ الصحابہ ج 3 ص 463

فَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِينُونِي، وَإِنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُونِي
اگر میں اچھاکام کروں تو تم میری مدد کرنا، اور اگر (بالفرض) میں براکام کروں اور راہ راست سے ہٹ جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دینا " الصِّدْقُ أَمَانَةٌ، وَالْكَذِبُ خِيَانَةٌ " سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ وَالضَّعِيفُ فِيكُمْ قَوِيٌّ عِنْدِي حَتَّى أُرِيحَ عَلَيْهِ حَقَّهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَالْقَوِيُّ فِيكُمْ ضَعِيفٌ عِنْدِي حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ " تم میں سے جو بظاہر کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقت ور ہے تاوقتیکہ میں (ظالم سے) اس کا حق لے کر اس کو واپس دلا دوں ان شاء اللہ تعالی، اور تم میں جو بظاہر طاقتور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے تاوقتیکہ میں اس سے (مظلوم کا حق واپس لے لوں۔ ان شاء اللہ تعالی " لَا يَدَعُ قَوْمٌ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا ضَرَبَهُمُ اللَّهُ بِالذُّلِّ "جو قوم راہ خدا میں جہاد کو چھوڑ دیتی ہے۔ اللہ تعالی (بطور سزا) اس پر ذلت وخواری مسلط فرمادیتا ہے۔ "وَلَا تَشِيعُ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا عَمَّهُمُ اللَّهُ بِالْبَلَاءِ" اور جس قوم میں بے حیائی و بدکاری پھیل جاتی ہے، اللہ کریم ان پر مصیبتیں نازل فرما دیتا ہے۔"أَطِيعُونِي مَا أَطَعْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِذَا عَصَيْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ "اے لوگو! جب تک میں اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت پر قائم رہوں، تو تم میری اطاعت کرنا، اور (بفرضِ محال) میں اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت پر قائم نہ رہ سکوں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔ [1]

---

[1] سیرۃ ابن ہشام ج 2 ص 661 البدایہ والنہایہ ج 6 ص 301 تاریخ الخلفاء ص 57

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور امن:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں سکونت پذیر غیر مسلم رعایا کے ساتھ بھی عدل و انصاف کا معاملہ کیا، جس سے معاشرہ امن وآتشی کا ایسا گہوارہ بن گیا کہ جس کی۔ دنیا کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

حضرت عمر فاروق جان کی قیام امن کی کوششوں میں بیت المقدس کا وہ معاہدہ بہت مشہور ہے جو خود آپ کی موجودگی میں آپ ہی کے الفاظ میں لکھا گیا، علامہ طبری نے اسے یوں نقل کیا ہے۔

یہ ہے وہ امان جو اللہ کے بندے امیر المومنین عمر نے اہل ایلیا کو دی، یہ امان ان کی جان، مال، گرجا صلیب، تندرست، بیار اور ان کے تمام مذاہب والوں کے لئے ہے۔ اس طرح ان کے گرجاؤں میں نہ سکونت کی جائے گی، نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ ان کو اور نہ ان کو نہ ان کے احاطہ کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی جائے گی، مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہیں کیا جائے گا، نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا، ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہیں رہیں گے، ایلیا والوں پر یہ فرض ہے کہ اور شہریوں کی طرح جزیہ دیں اور یونانیوں کو نکال دیں۔ ان یونانیوں میں سے جو شہر سے نکل جائے گا اس کی جان اور مال کو امن ہے، یہاں تک کہ وہ وہ اپنی کائے پناہ تک پہنچ جائیں، اور جو کچھ اس تحریر میں ہے، اس پر اللہ کا اور اللہ کے رسول ﷺ کا اور مؤمنوں کا ذمہ ہے۔ بشر طیکہ یہ مقرر کردہ جزیہ اد کرتے رہیں۔ [1]

---

[1] تاریخ الرسل والملوک ج 3 ص 434

**مسلمان مجاہدین اور امن :**

بعض اوقات جہاد جیسے مقدس عمل کو دہشت گردی کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے، واضح رہے کہ جہاد ظلم وزیادتی اور دنیا کا مقابلہ کرنے اور اسے روکنے کا نام ہے، جبکہ دہشت گردی فتنہ انگیزی اور ظالمانہ کارروائی ہے۔ جہاد حق کے دفاع اور عدل وانصاف کے قیام کا نام ہے، جب کہ دہشت گردی اندھا دھند قتل و غارت اور بے دریغ تباہی و بربادی مچادینے کا نام ہے۔ دہشت گردی سراسر ایک منفی طرز عمل ہے، جب کہ جہاد ایک مثبت اصول حیات ہے، جس کا مقصد اللہ تعالی کے کلمہ کی سربلندی اور انسانیت کا تحفظ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاد سے متعلق اسلامی تعلیمات و ہدایات میں یہ سنہری اصول بھی موجود ہیں۔

1: اہل قتال کو کبھی آگ میں نہ جلایا جائے۔

2: کسی کو باندھ کر نہ مارا جائے۔

3: قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔

4: لاش کو بگاڑا نہ جائے۔

5: سفیر کو قتل نہ کیا جائے۔

6: بدعہدی نہ کی جائے۔

7: راہبوں اور عابدوں کو ستایا نہ جائے اور نہ ان کی عبادت گاہیں مسمار کی جائیں۔

8: کوئی پھل دار درخت نہ کاٹا جائے اور نہ کھیتیاں جلائی جائیں۔

9: جانوروں کو ہلاک نہ کیا جائے۔

10: آبادیاں ویران نہ کی جائیں۔

**اسلام اور قتل انسانیت :**

اسلام تخریب کاری، دہشت گردی یا انسانوں کے قتل و غارت کی کس طرح اجازت دے سکتا ہے کہ اس نے تو انسانیت کے احترام، تقدس اور عظمت کا تصور دیا ہے کہ ایک انسان کا قتل ساری انسانیت کا قتل اور ایک انسان کی جان بچانا ساری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف ہے۔

اللہ جل وعلا کا فرمان ہے "مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا"جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے زمین میں فساد انگیزی (کی سزا) کے بغیر (ناحق) قتل کر دیا گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا۔ [1]

## جس میں تین چیزیں ہوں وہ ہم میں سے نہیں

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَا أَنَا مِنْهُ بُغْضُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَنَصَبٌ لِأَهْلِ بَيْتِي وَمَنْ قَالَ الْإِيمَانَ كَلَامٌ

جس میں تین اشیاء ہوں وہ مجھ سے نہیں اور نہ ہی میں ان میں سے ہوں (یعنی میرا ان سے کوئی تعلق نہیں) مولائے کائنات علی المرتضیٰ کا بغض ، میرے اہلِ بیت سے دشمنی رکھنا اور جس نے ایمان میں فضول کلام کیا ۔ [2]

---

[1] المائدہ : 32

[2] الشریعة للآجری، الرقم 1544، تاریخ دمشق 284/42، الطیوریات، الرقم 885، کنز العمال، الرقم 33031

**علی کی محبت نور علی نور:**

حضرت عبادہ بن صامت فرماتے ہیں: كنا ننور أولادنا بحب علي بن أبي طالب فإذا رأينا أحدا لا يحب علي بن أبي طالب علمنا أنه ليس منا وأنه لغير رشده" ہم اپنی اولاد کو حب علی کے نور سے منور کیا کرتے تھے۔ جب ہم کسی کو دیکھتے کہ وہ حضرت علی سے محبت نہیں رکھتا تو ہم سمجھ جاتے کہ وہ ہم سے نہیں اور وہ بد کاری کا نتیجہ ہے۔[1]

**محبتِ علی محبتِ رسول ﷺ:**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مولائے کائنات سے فرمایا" مَنْ أَحَبَّكَ فَقَدْ أَحَبَّنِي "جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔[2]

متعدد صحابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" «مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللهُ» جس نے حضرت علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔[3]

قال الحاكم هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

امام ذھبی نے آپ کی موافقت کی ہے۔[1]

---

[1] تاریخِ دمشق 287/42، مناقب الاسد الغالب الرقم 11

[2] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل الرقم 1092، معجم الاوسط الرقم 4751، شرح اصول اعتقاد الرقم 2644، مناقب علی لابن المغازلی الرقم 145

[3] معجم الکبیر الرقم 901، المستدرک علی الصحیحین الرقم 4648، ترتیب الامالی الرقم 656، تاریخِ دمشق 270/42، مجمع الزوائد الرقم 14757

## من احب علیا فقد احبنی کے طرق:

روی من حدیث ام سلمة و سلمان و یعلی بن مرہ

فاما حدیث ام سلمة

فاخرجه الطبرانی فی المعجم قال: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الْحِمْصِيُّ

فاخرجه ابو طاهر فی المخلصات ومن طریقه ابن عساکر فی قال: حدثنا محمدٌ: حدثنا ابنُ منيعٍ: حدثنا عبدُاللهِ بنُ أحمدَ المكيُّ: حدثنا أبو جابرٍ: حدثنا الحكمُ بنُ محمدٍ، عن فطرٍ، عن أبي الطفيلِ، عن أمِّ سلمةَ

کلاهما عن مُحَمَّد بْنُ عَبْدِ الْمَلِك عَنْ الْحَكَم بْن مُحَمَّدٍ شَيْخٌ مَكِّيٌّ، عَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالت: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ «مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللهُ»۔[2]

و اما حدیث سلمان

فاخرجه الحاکم فی المستدرک قال: حدثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْعَوَّامِ الرِّيَاحِيُّ

فاخرجه یحی بن حسین الجرجانی فی الترتیب: من طریق مُحَمَّد بْن يُونُس

کلاهما عن سَعِيدِ بْنِ أَوْسٍ الْأَنْصَارِيُّ، عن عَوْف عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عن سلمان قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ «مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللهُ»۔[3]

و اما حدیث یعلی بن مرہ

فاخرجه ابن عدی فی الاکامل ومن طریقه ابن عساکر قال: حَدَّثَنَا مُحمد بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يزيد المطيري، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ النِّهْمِيُّ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنا وعَبَادة بن زِياد، حَدَّثَنا عُمَر بْنُ

---

[1] مستدرک علی الصحیحین الرقم 4648

[2] المعجم الکبیر الرقم 901، المخلصیات الرقم 2193، تاریخ دمشق ج42 ص 270

[3] مستدرک علی الصحیحین الرقم 4648، ترتیب الامالی الرقم 656

سَعْدٍ عَنْ عُمَر بْنِ عَبد اللَّهِ الثَّقَفِيّ، عَنْ أَبِيهِ، عَن جَدِّهِ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ «مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللهُ»۔ [1]

(و وقع فی سند ابن عساکر "محمد بن جعفر الطبری" وهو خطأ، والصحیح "محمد بن جعفر المطیری" کما ورد فی الکامل لابن عدی)

متعدد اصحاب راوی، رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز خطبہ کے دوران مولائے کائنات کے بارے میں فرمایا: وَمَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِي "جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ [2]

## من احبہ فقد احبنی کے طرق:

روی من حدیث عمار بن یاسر و عبد اللہ بن حنطب و ابن عمر و عبید اللہ بن رافع

فاما حدیث عمار بن یاسر

فاخرجه یحی بن حسین فی الترتیب: من طریق أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ «وَمَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِي»۔ [3]

فاما حدیث عبد اللہ بن حنطب

فاخرجه احمد فی الفضائل وابن عساکر فی التاریخ: من طریق عَمْرو بْن أَبِي عَمْرٍو، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ «وَمَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِي»۔ [4]

---

[1] الکامل فی ضعفاء، ج 5 ص 560، تاریخ دمشق ج42 ص 270

[2] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل الرقم 1066، معجم الکبیر الرقم 947، تاریخ دمشق 279/42، مناقب علی لابن المغازلی الرقم 151، تنزیہ الشریعۃ الرقم 155، ترتیب الامالی الرقم 655

[3] ترتیب الامالی الرقم 655

[4] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل الرقم 1066، تاریخ بغداد، ج 42 ص 279

فاما حدیث ابن عمر

فاخرجه ابن المغازلی فی المناقب : من طریق عمرو بن دینار عن سالم عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم «وَمَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِي»۔ [1]

فاما حدیث عبید الله بن رافع

فاخرجه البزار فی مسنده قال: قَالَ: حدثنا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ

فاخرجه الطبرانی فی المعجم قال: حدثنا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى،

کلاهما عن مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَمِّهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ «وَمَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ أَحَبَّنِي»

فاما حدیث انس

فاخرجه ابن العراقی فی تنزیه : من طَرِيق مُحَمَّد بن يُونُس الْكُدَيْمِي۔ [2]

## بغض علی بغض رسول ﷺ :

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مولائے کائنات مولا علی کے چہرے کی جانب دیکھا اور فرمایا: مَنْ أَبْغَضَكَ فَقَدْ أَبْغَضَنِي" جس نے تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ [3]

متعدد صحابہ راوی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ أَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ أَبْغَضَنِي، وَمَنْ أَبْغَضَنِي فَقَدْ أَبْغَضَ اللَّهَ» جس نے حضرت علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔ [1]

---

[1] مناقب علی لابن المغازلی الرقم 151

[2] تنزیہ الشریعہ الرقم 155

[3] معجم اوسط 4751، شرح اصول اعتقاد الرقم 2644، مجمع الزوائد الرقم 14760

## من ابغض علیا فقد ابغضنی کی تحقیق:

روی من حدیث ام سلمة و سلمان و یعلی بن مره

فاما حدیث ام سلمة

فاخرجه الطبرانی فی المعجم و محمد بن عبد الرحمن فی المخلصات: عن ام سلمة

و اما حدیث سلمان

فاخرجه الحاکم فی المستدرک و یحی بن حسین فی ترتیب

و اما حدیث یعلی بن مره

فاخرجه الخطیب فی تاریخه

امام ہیثمی فرماتے ہیں: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

**حضرت عبد اللہ بن حنطب** فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز خطبہ کے دوران مولائے کائنات کے بارے میں فرمایا: "مَنْ أَبْغَضَهُ فَقَدْ أَبْغَضَنِي، وَمَنْ أَبْغَضَنِي عَذَّبَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ" جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اللہ اسے گرفتارِ عذاب کرے گا۔[2]

## مبغضِ علی جہنمی:

فمن أبغض عليا رضي الله عنه فهو في الدرك الأسفل من النار

---

[1] المعجم الکبیر الرقم 901، المخلصات 2193، المستدرک علی الصحیحین الرقم 4648، ترتیب الامالی الرقم 656،، تاریخ دمشق 270/42، مجمع الزوائد الرقم 14757

[2] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل الرقم 1066، تاریخ دمشق 279/42

جس نے مولا علی سے بغض رکھا وہ جہنم کے نچلے طبقے میں ہوگا۔ [1]

**مبغضِ اہلِ بیت جہنمی:**

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، جس کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ رَجُلٌ / (أَحَدٌ) إِلَّا أَدْخَلَهُ الله النار» اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو شخص ہمارے اہلِ بیت سے بغض رکھے گا اللہ جل وعلا اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دیگا۔ [2]

فاخرجه ابن حبان من طريق الْمُتَوَكِّل النَّاجِيّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيّ

أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْقَطَّانُ بِالرَّقَّةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ،

وأخرجه الحاكم من طريق مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ الضَّبِّيُّ، ثنا أَبَانُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ ثَعْلَبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم! وسكت عنه الذهبي.

وأخرجه الحاكم ايضاً من طريق مَعْمَرُ بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ و اخرجه ابن المغازلی ايضاً

والذي نفس محمد بيده لا يبغضنا أهل البيت أحد إلا أكبه الله في النار

إسناده حسن۔ [3]

[1] تاریخ دمشق 42/ 301

[2] صحیح ابن حبان الرقم 6978، مستدرک علی الصحیحین الرقم 4717۔ ،8036، مناقب علی لابن المغازلی الرقم 181

[3] صحیح ابن حبان الرقم 6978، مستدرک علی الصحیحین الرقم 4717۔ ،8036، مناقب علی لابن المغازلی الرقم 181

**علی سے مومن محبت کرے گااور منافق بغض رکھے گا:**

مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے فرمایا "وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ: أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ" اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑااور جان کو پیدافرمایا، نبیِّ امی ﷺ کا مجھ سے یہ عہد ہے کہ: مجھ سے محبت نہ کرے گامگر مؤمن اور مجھ سے بغض نہ رکھے گامگر منافق۔ [1]

دوسری روایت میں ہے مولائے مشکل کشا نے فرمایا"أَنَّهُ لَا يُبْغِضُنِي إِلا مُنَافِقٌ، وَلا يُحِبُّنِي إِلا مُؤْمِنٌ" یقینا مجھ سے منافق ہی بغض رکھے گا اور مؤمن ہی مجھ سے محبت کرے گا۔ [2] (إسنادہ علی شرط الشیخین)

مساوِر حِمیَری اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہاکے پاس حاضر ہوئیں توانہوں نے ام المؤمنین کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مولائے کائنات سے فرمایا: لَا يُبْغِضُكَ مُؤْمِنٌ وَلَا يُحِبُّكَ مُنَافِقٌ ایمان والا ہو گا تو تجھ سے بغض نہ رکھے گااور منافق ہو گا تو تجھ سے محبت نہ کر پائے گا۔ [3]

دوسری روایت میں مولا مرتضی نے فرمایانبیٔ امی کا مجھ سے عہد ہے کہ «لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يَبْغَضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ» اے علی! مؤمن ہی تجھ سے محبت کرے گااور

---

[1] صحیح مسلم الرقم 78،سنن نسائی الرقم 5022، تاریخ دمشق 42/ 271

[2] فضائل الصحابہ لاحمد 642

[3] مسند احمد بن حنبل 26507 ، مسند ابی یعلی موصلی 6904 ، فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل 948 ، 1102۔1107، الشریعة للآجری الرقم 1532

منافق ہی تجھ سے بغض رکھے گا۔[1] (إسناده صحيح)

روی من حديث علی و عبد الله بن عباس و عمران بن حصين و ام سلمة رضوان الله تعالی عليهم اجمعين

فاما حديث علی رضی الله عنه

فاخرجه الترمذی فی السنن قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى الرَّمْلِيُّ،

و النسائی فی سننه الصغری والكبری قَالَ: أَنْبَأَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى،

و الحميدی و احمد بن حنبل فی مسندهما و أحمد أيضاً في فضائل الصحابه قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَة

وأبو يعلى فی مسنده قال: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى،

وابن الأعرابي والمقرئ فی معجمهما، والآجری فی الشريعة، من طريق الثَّوْرِيُّ ستتهم (أي يحيى والفضل ووكيع وابو معاوية وعبيد الله والثوري) عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم «لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ» ۔[2]

فاما حديث عبد الله بن عباس

---

[1] مسند حميدی الرقم 58، فضائل الصحابه الرقم 948 ـ1102ـ 1107،مسند احمد الرقم 731 ـ1062، جامع ترمذی الرقم3736، سنن النسائی الرقم5018، سنن الكبری للنسائی الرقم 8433، مسند ابی يعلی الرقم 291، معجم ابن الاعرابی الرقم 1000، الشريعة للآجری الرقم 1220ـ1221ـ 1530ـ1531، معجم ابن مقرئ الرقم 745، الايمان لابن منده الرقم 261، المعجم الاوسط الرقم2156ـ 4751، فضائل الخلفاء الراشدين الرقم 66

[2] مسند حميدی الرقم 58، فضائل الصحابه الرقم 948 ـ 1107،مسند احمد الرقم 731 ـ1062، جامع ترمذی الرقم3736، سنن النسائی الرقم5018، سنن الكبری للنسائی الرقم 8433، مسند ابی يعلی الرقم 291، معجم ابن الاعرابی الرقم 1000، الشريعة للآجری الرقم 1220ـ1530ـ1531، معجم ابن مقرئ الرقم 745، الايمان لابن منده الرقم 261

فاخرجه الطبرانی فی المعجم قَالَ: نَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ(قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم «لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ»۔ [1]

فاما حدیث عمران بن حصین

فاخرجه الآجری فی الشریعة قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ

والطبرانی فی المعجم قَالَ: نا عُثْمَانُ بْنُ هِشَامٍ

کلاهما عَن مُحَمَّدِ بْنُ كَثِيرٍ عن الْحَارِث بْنُ حَصِيرَةَ , عَنْ أَبِي دَاوُدَ , عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم «لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ»

فاما حدیث ام سلمة

فاخرجه احمد و ابو نعیم فی فضائلهما قَالَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ مُسَاوِرٍ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم «لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ»۔ [2]

مولا مرتضیٰ اور ام سلمہ سے مروی ہے امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يَبْغَضُهُ مُؤْمِنٌ"

منافق علی سے محبت نہیں کرے گا اور مومن علی سے بغض نہیں رکھے گا۔ [3]

---

[1] المعجم الاوسط الرقم 4751

[2] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل الرقم 1102، فضائل الخلفاء الراشدین الرقم 66

[3] جامع ترمذی 3717، مسند ابی یعلی الرقم 6931، تاریخ دمشق 42/280

رواه جماعة من حُفَّاظ الحديث، وأئمة السنة منهم الزبيري في "المناقب" عن واصل بن عبد الأعلى، ومنهم عبدُ الله بن أحمد بن حنبل في "زوائد المسند" ومنهم البغوي في "كتابه"، ومنهم ابن عدي في كتاب "الكامل" ومنهم الذهبي في كتاب "الميزان"

" ثلاثتهم عن أحمد بن عمران عن البغوي وابن عدي والذهبي

ثلاثتهم عن محمد بن فُضيل أعني أحمد بن عمران، وعثمان بن أبي شيبة، وواصل بن عبد الأعلى، ورواه محمد بن فضيل، عن أبي نصر عبد الله بن عبد الرحمن بن نصر الأنصاري۔[1]

وفی روایۃ «لَا يُحِبُّ عَلِيًّا إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُ إِلَّا مُنَافِقٌ»۔[2]

مولائے کائنات سلام اللہ علیہ نے فرمایا «لَقَدْ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ الأُمِّيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يَبْغَضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ»

حضور نبئ کریم ﷺ نے مجھ سے عہد فرمایا کہ : اے علی ! مومن ہی تجھ سے محبت کرے گا اور کوئی منافق ہی تجھ سے بغض رکھے گا۔

عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ " أَنَا مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي دَعَا لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "میں اس زمانے کے لوگوں میں سے ہوں جن کے لیے آقا کریم ﷺ نے دعا فرمائی ہے۔[3]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

[1] العواصم والقواصم ج8 ص114

[2] المعجم الكبير الرقم 375

[3] جامع ترمذی 3736

مولائے کائنات مولا علی کے چہرے کی جانب دیکھا اور فرمایا:

لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يَبْغَضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ أَحَبَّكَ فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَكَ فَقَدْ أَبْغَضَنِي، وَحَبِيبِي حَبِيبُ اللَّهِ، وَبَغِيضِي بَغِيضُ اللَّهِ، وَيْلٌ لِمَنْ أَبْغَضَكَ بَعْدِي

تم سے محبت نہ کرے گا مگر مؤمن اور بغض رکھے گا تو منافق۔ جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ جو مجھ سے محبت رکھے وہ اللہ سے محبت رکھنے والا ہے اور جو مجھ سے بغض رکھے وہ اللہ سے بغض رکھنے والا ہے اور میرے بعد تجھ سے بغض رکھنے والے کے لیے بربادی ہے۔[1]

**علی کی محبت ایمان ہے اور بغض نفاق ہے:**

حضرت ابو ذر غفاری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عَلِيّ بَاب علمي ومبين لأمتي مَا أُرسلت بِهِ من بعدِي حبه إِيمَان وبغضه نفاق وَالنَّظَر إِلَيْهِ رأفة ومودته عبَادَة" علی میرے علم کا دروازہ اور میری بعد میری امت کے لیے میری تعلیمات واضح کرنے والا ہے۔ اس کی محبت ایمان ہے اور اس سے بغض منافقت ہے۔ اس کی جانب دیکھنا رافت ہے اور اس کی مودت عبادت ہے۔[2]

حضرت یعلی بن مرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من أطاع عليا فقد أطاعني ومن عصى عليا فقد عصاني ومن عصاني فقد عصى الله ومن أحب عليا فقد أحبني ومن أحبني فقد أحب الله ومن أبغض عليا فقد أبغضني ومن

[1] معجم الاوسط الرقم 4751

[2] الفردوس بمأثور الخطاب 4181، اللآلئ المصنوعه ج 1 ص 307

أبغضني فقد أبغض الله لا يحبك إلا مؤمن ولا يبغضك إلا كافر أو منافق"جس نے حضرت علی کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے حضرت علی کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، جس نے حضرت علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ جس نے حضرت علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔ تم سے محبت نہ کرے گا مگر مومن اور بغض رکھنے والا یا کافر ہو گا یا منافق۔[1]

حضرت عبد اللہ بن حنطب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز خطبہ کے دوران فرمایا "يا أيها الناس أوصيكم بحب ذي أقربيها أخي وابن عمي علي بن أبي طالب فإنه لا يحبه إلا مؤمن ولا يبغضه إلا منافق من أحبه فقد أحبني ومن أبغضه فقد أبغضني ومن أبغضني عذبه الله عز وجل" اے لوگو! میں تمہیں میرے قریبی، میرے بھائی اور میرے چچا کے بیٹے علی بن ابی طالب کی محبت کی تاکید کرتا ہوں۔ کیونکہ اس سے محبت نہ رکھے گا مگر مؤمن اور بغض نہ رکھے گا مگر منافق۔ جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اللہ اسے گرفتارِ عذاب کرے گا۔[2]

---

[1] تاریخِ دمشق 270/42

[2] تاریخِ دمشق 279/42

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا يبغض عليا إلا منافق أو فاسق أو صاحب دنيا" علی سے بغض رکھنے والا یا منافق ہے، یا فاسق یا دنیا دار۔[1]

مولائے کائنات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "يَا عَلِيّ لَا يبغضك من الرِّجَال إِلَّا مُنَافِق وَمن حَملته أمه وَهِي حَائِض وَلَا يبغضك من النِّسَاء إِلَّا السلقلق" اے علی! مردوں میں سے تجھ سے بغض صرف وہ رکھے گا جو منافق ہو گا اور وہ شخص جو اپنی ماں کے پیٹ میں اس حال میں آیا کہ اس کی ماں حیض (ماہواری) کی حالت میں تھی اور تم سے بغض نہ رکھے گی مگر وہ عورت جو سَلَقْلَقْ۔[2] (جسے حیض پیچھے کے مقام سے آتا ہو گا)

حضرت بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ قَالَ: قُلْنَا: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ وَكُلُّنَا نُحِبُّ أَنْ نَكُونَ مِنْهُمْ، فَقَالَ: " أَلَا إِنَّ عَلِيًّا مِنْهُمْ / إِنَّكَ يَا عَلِيُّ مِنْهُمْ، إِنَّكَ يَا عَلِيُّ مِنْهُمْ» اللہ کریم نے مجھے چار اشخاص کے ساتھ محبت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ راوی نے کہا: ہم نے عرض کی یارسول اللہ وہ کون ہیں؟ اور ہم میں سے سے ہر ایک تمنا کرتا کہ میں ان میں سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار! علی ان میں سے ہے۔ ایک

[1] تاریخ دمشق 285/42
[2] الفردوس بماثور الخطاب 8313

روایت کے مطابق فرمایا: اے علی! تم ان میں سے ہو، اے علی تم ان میں سے ہو۔ [1]

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد اور اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جبرئیل امین حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ پھر عرض کی اے محمد! بیشک اللہ حکم فرماتا ہے کہ آپ علی کو محبوب رکھیں اور اس کو بھی محبوب رکھیں جو علی کو محبوب رکھتا ہو، بیشک اللہ علی سے محبت کرتا ہے اور علی سے محبت کرنے والے کو محبوب رکھتا ہے۔ [2]

**ابنِ عراق کنانی** نے دیلمی کے حوالے سے ذکر کیا کہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ ایک عورت مولائے کائنات کے دربار میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: اِنِّي أُبْغِضُكَ میں آپ سے بغض رکھتی ہوں۔

مولائے کائنات نے فرمایا: اَنْتِ اِذًا سَلَقْلَقٌ پھر تو تو سَلَقْلَق ہے۔

اس عورت نے کہا: سَلَقْلَق کیا چیز ہے؟

مولائے کائنات نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

"يَا عَلِيُّ لَا يُبْغِضُكَ مِنَ النِّسَاءِ إِلا السَّلَقْلَقُ" اے علی! عورتوں میں سے تجھ سے فقط وہی بغض رکھے گی جو سَلَقْلَقْ ہو گی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! سَلَقْلَق کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الَّتِي تَحِيضُ مِنْ دُبُرِهَا" وہ عورت جسے پیچھے کے مقام

---

[1] جامع ترمذ الرقم 3718، سنن ابن ماجه الرقم 149، مسند احمد الرقم 23014، فضائل الصحابه الرقم 1103۔3774، الشریعة للآجری الرقم 1496۔1497 مستدرک علی الصحیحین الرقم 4649

[2] الشریعة للآجری الرقم 1498

سے حیض (ماہواری) آئے۔ جب مولائے کائنات کی زبانی اس عورت نے یہ ساری بات سنی تو کہنے لگی: "صدق رَسُول الله أَنا أحيض من دبري ، وَمَا علم أبواي" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا۔ مجھے ماہواری پیچھے کے مقام سے آتی ہے اور یہ بات میرے ماں باپ تک کو بھی معلوم نہ تھی۔[1]

**پختہ علامت:**

کچھ علامات بالکل ریت پہ لکیر کی سی ہوتی ہیں لیکن کچھ علامات انتہائی پختہ، ایسی پختہ کہ مٹائے نہ مٹیں۔ اور سطورِ بالا میں بیان کردہ علامتِ ایمان اور علامتِ نِفاق ہر دو انتہائی پختہ علامتیں ہیں۔ جس کی وضاحت خود سیدنا مولائے کائنات کے فرمان سے ہوتی ہے۔

حضرت ابوالطفیل کہتے ہیں کہ مولائے کائنات نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا:

"يا أبا الطفيل لو أني ضربت أنف المؤمن بخشبة ما أبغضني أبدا ولو أني أقمت المنافق ونثرت على رأسه حتى أغمره ما أحبني أبدا يا أبا الطفيل إن الله أخذ ميثاق المؤمنين بحبي وأخذ ميثاق المنافقين ببغضي فلا يبغضني مؤمن أبدا ولا يحبني منافق أبدا"

اے ابوطفیل! اگر میں چھڑی لے کر ایماندار کی ناک پہ ماروں جب بھی وہ کبھی بھی مجھ

[1] تنزيه الشريعة المرفوعة 399/1

سے بغض نہ رکھے گا اور اگر میں منافق کو کھڑا کر کے اس پہ (درہم و دینار) کی بارش کر دوں یہاں تک کہ وہ ان میں ڈوب جائے جب بھی وہ کبھی بھی مجھ سے محبت نہ کرے گا۔ اے ابو طفیل! بے شک اللہ جل وعلا نے مؤمنین سے میری محبت اور منافقین سے میرے بغض کا وعدہ لیا ہے۔ پس مومن کبھی بھی مجھ سے بغض نہیں رکھ سکتا اور منافق کبھی بھی مجھ سے محبت نہیں کر سکتا۔[1]

**کردارِ صحابہ:** جب رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہ **"میزانِ معرفت"** جاری ہوا تو حضور ﷺ کے صحابہ کے لیے منافقین کو پہچاننا آسان ہو گیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں **"إِنَّمَا كُنَّا نَعْرِفُ مُنَافِقِي الْأَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيًّا"** ہم انصار کے بیچ چھپے منافقین کو مولا علی کے بغض کے ذریعے پہچان لیتے تھے۔[2]

**حضرت جابر کا عمل:**

یونہی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں: **"مَا كُنَّا نَعْرِفُ مُنَافِقِينَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ إِلَّا بِبُغْضِهِمْ عَلِيًّا"** ہم گروہِ انصار کے بیچ چھپے منافقین کو نہ پہچان پاتے مگر ان کے بغضِ مولا علی کی وجہ سے۔[3]

---

[1] تاریخ دمشق 278/42

[2] فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 979، معجم ابن الاعرابی 574

[3] معجم اوسط 2125، 4152، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1086، شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ 2646

دوسری روایت میں ہے: "وَاللهِ مَا كُنَّا نَعْرِفُ مُنَافِقِيْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِلَّا بِبُغْضِهِمْ عَلِيًّا" اللہ کی قسم! ہم آقا کریم ﷺ کے زمانے میں اپنے اندر منافقین کو سیدنا مولائے کائنات سے بغض کی وجہ سے ہی پہچانتے تھے۔[1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: "اِنَّا كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِيْنَ نَحْنُ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ" ہم انصار لوگ، منافقین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض کی وجہ سے پہچانتے تھے۔[2]

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں "ما كنّا نعرف المنافقين على عهد رسول الله ﷺ إلّا ببغضهم عليّ بن أبي طالب رضي الله عنه" رسول اللہ ﷺ کے دورِ اقدس میں ہم منافقین کو مولا علی کے بغض کے ذریعے پہچانا کرتے تھے۔[3]

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مولائے کائنات کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا: "يَا عَلِيُّ، طُوبَى لِمَنْ أَحَبَّكَ وَصَدَّقَ فِيكَ، وَوَيْلٌ لِمَنْ أَبْغَضَكَ وَكَذَّبَ فِيكَ" اے علی! مبارک ہو اس شخص کے لئے جو تجھ سے محبت رکھتا ہے اور تیری تصدیق کرتا ہے اور بربادی ہو اس شخص کے لئے جو تجھ سے بغض رکھتا ہے اور تجھے جھٹلاتا ہے۔[4]

**انصار کا عمل:**

---

[1] معجم الأوسط الرقم 4151، مجمع الزوائد الرقم 14754

[2] جامع ترمذی الرقم 3717، حلية الاولياء، 294/6

[3] مناقب علی بن ابی طالب لابن مردویه 533

[4] مستدرک علی الصحیحین الرقم 4657، مسند أبو يعلي الرقم 1602، مجمع الزوائد 132/9

محبوب بن ابی الزناد کہتے ہیں کہ انصار کہا کرتے تھے: "ان كنا لنعرف الرجل إلى غير أبيه ببغضه علي بن أبي طالب" مولا علی کے بغض سے ہم پہچان جایا کرتے تھے کہ یہ شخص اپنے باپ کا نہیں ہے۔[1]

**تا ابد علامت:**

واضح رہے کہ یہ علامت فقط دورِ رسالت تک محدود نہ تھی، بلکہ آج بھی اور تا قیامِ قیامت مولائے کائنات "میزانِ معرفت" ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

يا علي لو لاك لما عرف المؤمنون بعدي" اے علی! اگر آپ نہ ہوتے تو میرے بعد اہلِ ایمان کی پہچان نہ ہو پاتی۔[2]

**امام احمد بن حنبل اور مبغضِ مولا علی:**

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

یا علی! لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ

اے علی! تجھ سے صرف مومن محبت رکھے گا اور تجھ سے بغض نہ رکھے گا مگر منافق۔

اور اللہ جل وعلا کا ارشادِ گرامی ہے: إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

بے شک منافقین آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔

لہذا جو شخص مولا علی سے بغض رکھے گا وہ آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہو گا۔[3]

---

[1] تاریخِ دمشق 287/42، 288

[2] مناقب علی لابن المغازلی 101، 285، الریاض النضرۃ 173/3

[3] تاریخِ دمشق 301/42

## اہل شام کا علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے بغض

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وقال ابن حبان في الثقات: كان أهل الشام يجعلون كل "علي" عندهم "عليا" لبغضهم عليا رضي الله تعالى عنه ومن أجله قيل لوالد مسلمة، ولابن رباح "علي" امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الثقات میں فرمایا "اہل شام مولا علی سے بغض و عناد کی وجہ سے ہر "علی" نامی شخص کو "عُلیا" کہا کرتے تھے یہی وجہ تھی کے مسلمہ کے والد اور رباح کے بیٹے کے نام کو بجائے علی کے عُلیا کے نام سے پکارا جانے لگا۔[1]

**انتباہ !** خبر دار کوئی اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرے اور رسولِ اکرم ﷺ کے اصحاب کی محبت و ادب نہ رکھے وہ حقیقت میں آلِ رسول کی محبت سے دور ہے۔ اور اپنے دعوٰۂ محبت میں جھوٹا ہے۔

## جس کے دل میں اہل بیت کی محبت نہیں وہ مؤمن نہیں

محمد بن حنفیہّ فرماتے ہیں:

لَا يبْقى مُؤمن إِلَّا وَفِي قلبه ود لعَلي وَأهل بَيته

کوئی مؤمن ایسا باقی نہیں رہے گا جس کی دل میں حضرت علی اور اہل بیت کی محبت نہ ہو۔

بعض روایات کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

لا تَلْقَى مُؤْمِنًا إلاَّ وفي قَلْبِه وُدٌّ لِعَلِيّ وأَهْلِ بَيْتِه عَليهم۔[2]

---

[1] تدريب الراوي 839/2، كتاب الثقات لابن حبان 454/7

[2] الطيوريات 393/3، ذخائر العقبى في مناقب ذوى القربى 98/1، سبط النجوم العوالي 24/2، صواعق محرقه 495/2

## اہل بیت سے محبت کا حکم

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ بِهِ مِنْ نِعْمَةٍ، وَأَحِبُّونِي لِحُبِّ اللَّهِ، وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي" اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں نعمتیں عطافرماتا ہے۔ اور اللہ کی محبت کے لیے مجھ سے محبت کرو۔ اور میری محبت کے لیے میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔[1]

## بغیر حب اہل بیت ہر نیکی رائگان

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا "الزَمُوا مَوَدَّتَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، فَإِنَّهُ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ يَوَدُّنَا ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ" ہمارے اہل بیت کی مودت کو لازم پکڑو بیشک ہر وہ شخص جو اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ ہم سے مودت کرتا تھا۔ " دَخَلَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِنَا" وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میری جان ہے ! لَا يَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلُهُ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا" ہمارے حق کی معرفت کے سوا کسی شخص کو اس کا عمل نفع نہ دے گا۔[2]

## گر محبت اہل بیت نہیں تو ایمان بھی نہیں

**حضرت عبد اللہ بن جعفر فرماتے ہیں** کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ

---

[1] فضائل الصحابة 1952 ، معانی الاخبار للکلاباذی ص20 ، مستدرک علی الصحیحین 4716 ، حلیة الاولیاء 211/3 ، الآداب للبیہقی 852 ، الاعتقاد للبیہقی ص327 ، شعب الایمان 404 ، 1315 ، مناقب علی لابن المغازلی 179 ، 180 ، الاحادیث المختارۃ 383 ، الاربعون البلدانیۃ لابن عساکر ص49

[2] معجم الأوسط الرقم 2230 مجمع الزوائد. الرقم 15007 الصواعق المحرقة 498/2

ﷺ سے لوگوں کی بے رخی کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُهُمْ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِحُبِّي يَرْجُونَ أَنْ يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِي، وَلَا تَرْجُوهَا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ''اس ذات کی قسم جس کے دست میں میری جان ہے! ان میں سے کوئی شخص ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک تم لوگوں سے میری وجہ سے محبت نہ کرے۔ انہیں امید ہے کہ وہ میری شفاعت سے جنت میں چلے جائیں گے اور (کیا) اولادِ عبد المطلب کو اس کی امید نہیں؟۔[1]

قیامت کے دن بندے سے چار چیزوں کے متعلق سوال جایا جائے گا ان میں سے ایک اہل بیت کی مودت بھی شامل ہے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: وَعَنْ حُبِّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ میرے اہل بیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔[2]

**جو اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا**

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری (محمد ﷺ) جان ہے، کوئی بھی شخص

[1] معجم اوسط الرقم 4647۔7761، معجم الصغیر الرقم 667۔1037

[2] معجم الکبیر للطبرانی، الرقم 11177، مجمع الزوائد، الرقم 18370

جو میری اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔[1]
امام حاکم لکھتے ہیں هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ
شیخ ارنؤوط فرماتے ہیں " إسناده حسن  البانی فرماتے ہیں " صحیح لغیرہ ۔[2]

## بنو عبدالمطلب کے لیے دس چیزیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بنو عبدالمطلب ! بے شک میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دس چیزیں مانگی ہیں، پہلی یہ کہ وہ تمہارے قیام کرنے والے کو ثابت قدم رکھے اور دوسری یہ کہ وہ تمہارے گمراہ کو ہدایت دے اور تیسری یہ کہ وہ تمہارے جاہل کو علم عطاء کرے اور میں نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ بھی مانگا ہے کہ وہ تمہیں سخی، بہادر اور دوسروں پر رحم کرنے والا بنائے، پس اگر کوئی رکن اور مقام کے درمیان کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور پھر اللہ سے ملے، اس حال میں کہ وہ اہل بیت سے بغض رکھنے والا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہو گا۔[3]

امام حاکم لکھتے ہیں: «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ» تلخيص الذهبي على شرط مسلم ۔[4]

## اصحابِ رسول کی محبت:

---

[1] مستدرک علی الصحیحین الرقم 4717، صحیح ابن حبان الرقم 6978، مناقب علی لابن المغازلی الرقم 181

[2] صحیح ابن حبان الرقم 6978 ، سلسلة الاحادیث الصحیحة الرقم 2488

[3] اخبار مکه للفاکهی الرقم 1038، السنة البن ابی عاصم الرقم 1546، أحاديث أبي عروبة الحراني برواية أبي أحمد الحاكم الرقم 41، علل الحدیث لابن ابی حاتم 6/ 407، شرف المصطفی 2264، المعرفة والتاريخ 505/1 المعجم الكبير الرقم 11412 ، المستدرک علی الصحیحین الرقم 4712، امالی ابن بشران الرقم 465 ، مجمع الزوائد الرقم 15006، سبل الهدى والرشاد 5/11

[4] المستدرک علی الصحیحین الرقم 4712

حضرت انس بن مالک رجی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے :إِذا أَرادَ الله بِرَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي خَيْراً أَلقى حُبَّ أَصْحَابِي فِي قَلْبِهِ" جب اللہ جل وعلا میری امت میں کسی فرد پر بھلائی کا ارادہ فرماتا تو اس کی دل میں میرے اصحاب کی محبت ڈال دیتا ہے۔[1]

یہی وجہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اصحاب کے بارے میں اللہ جل وعلا کی ذات کو یاد کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ، وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَه"

میرے صحابہ کے بارے میں اللہ کا خود کرو! اللہ سے ڈرق! برے بعد انہیں ے تنقید کا نشانہ نہ بنانا، جو ان سے محبت کرے گا میری محبت کی خاطر اور جو ان سے بغض رکھے کا میرے بغض کی بنیاد پر رکھے گا، جس نے انہیں تکلیف دی کو یاس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی گویا اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی، اور جس نے اللہ کو اذیت پہنچائی تو اللہ اس کی پکڑ فرمائے گا۔[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] جامع الصغیر الرقم 1340، الصواعق المحرقه 14/1، کنز العمال الرقم 32482، الشرف المؤبد، ص 14

[2] جامع ترمذی الرقم 3872، فضائل الصحابه لاحمد بن حنبل الرقم 1

مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا

جس نے میرے صحابہ کو برا بھلا کہا، اس پر اللہ کریم، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔اللہ جل وعلانہ ان کے فرض نہ نفل قبول کرے گا۔[1]

## خلفاء اربعہ کے متعلق سکندری کا عقیدہ:

اہلسنت و جماعت نصرھم اللہ تعالی کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر، صلوات اللہ تعالی و تسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں، تمام امم عالم اولین وآخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی وعظمت وعزت و وجاہت و قبول و کرامت وقرب وولایت کو نہیں پہونچتا۔

وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ «الحدید 29»

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولی علی صلی اللہ تعالی علی سیدہم ومولاہم والہ و بارک وسلم اس مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم و احادیث کثیرہ حضور پرنور نبی کریم علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوۃ والتسلیم، وارشادات جلیلہ واضحہ امیر المومنین مولی علی مرتضی ودیگر آئمہ اہل بیت طہارت وارتضا واجماع صحابہ کرام وتابعین عظام وتصریحات اولیائے امت وعلمائے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ وحجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہو سکتا۔[2]

---

[1] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل الرقم 8

[2] فتاوی رضوی، ج28 ص478، حاشیہ بہار شریعت، ج1 ص242، جامع الاحادیث، ج85 ص571۔570

**اہل بیت سے بغض کی سزا:** حضرت ابو امامہ باہلی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولو أن عبدا عبد الله عز وجل بين الصفا والمروة ألف عام ثم ألف عام ثم ألف عام ولم يدرك محبتنا اگراللہ کا بندہ صفا و مروہ کے درمیان اللہ جل وعلا کی تین ہزار سال عبادت میں گزارے۔ اگراس کے دل میں ہماری محبت کو نہ پاؤ۔

لأ كبه الله على منخريه في النار " تواللہ کریم اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دیگا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے آیۂ مقدسہ قل لا أسألكم عليه أجرا إلا المودة في القربى تلاوت فرمائی۔[1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَبْغَضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ

اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، ہم اہلِ بیت سے جو بھی بغض رکھے گا اللہ تعالی اسے آگ میں ڈالے گا۔[2]

**درندے بھی اس نسلِ پاک کی غلامی اور نوکری بجالاتے ہیں**

**علی بن یحییٰ منجم کہتے ہیں کہ:** دولتِ عباسیہ کے امیر جعفر متوکل کے دور میں "زینب" نام کی ایک عورت ظاہر ہوئی اور کہا کرتی کہ وہ سیدنا مولا علی اور سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمہ زہراء کی نسل سے ہے۔ متوکل نے اپنے ہمنشینوں سے کہا: اس عورت کی سچائی کا کیسے پتا لگایا جائے اور کس سے معلوم کیا جائے؟ متوکل کے ہمنشیں فتح بن خاقان نے کہا: امام علی بن محمد ہادی کی طرف پیغام بھیجو، وہ آکر اس کی حقیقت بتائیں گے۔ متوکل نے حضرت امام علی بن محمد ہادی کی جانب پیغام بھیجا، جب آپ تشریف

---

[1] تاریخ دمشق 41/335۔42/66

[2] مستدرک علی الصحیحین 4717، مناقبِ علی لابن المغازلی 181

لائے تو متوکل نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کو اپنے ساتھ تخت پہ بٹھایا۔ پھر عرض گزار ہوا: یہ عورت ایسے ایسے دعوے کر رہی ہے، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ امام علی ہادی نے فرمایا: آزمائش بالکل آسان ہے۔ اللہ جل وعلا نے مولا علی اور سیدہ فاطمہ زہراء کی حسنینِ کریمین سے اولاد کا گوشت درندوں پر حرام فرمایا ہے۔ آپ اس عورت کو درندوں کے سامنے ڈال دیجیے، اگر سچی ہوئی تو درندے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور اگر جھوٹی ہوئی تو درندے اسے کھا جائیں گے۔

جب "زینب" نامی اس عورت کو یہ بات بتائی گئی تو اس نے اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کر لیا اور اونٹ پر بیٹھ کر سامراء (عراق کے شہر) کی گلیوں میں اعلان کرنے لگ گئی کہ: وہ "زینب کذابہ" ہے۔ اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے بیچ سیدہ فاطمہ زہراء کے ذریعے سے کوئی رشتہ نہیں۔ اور "زینب کذابہ" کی باندی دوسرے اونٹ پر بیٹھ کر یہی پکار رہی تھی، یہاں تک کہ وہ شام چلی گئی۔ اس طرح اس عورت کا معاملہ جعفر متوکل کے سامنے واضح ہو گیا۔ چند دن بعد علی بن جہم نے متوکل سے کہا: امیر المؤمنین! اگر آپ یہی بات خود امام علی بن محمد ہادی پہ آزما کر دیکھیں تو ان کی حقیقت بھی معلوم ہو جائے گی۔ جعفر متوکل نے کہا: میں کرتا ہوں۔ پھر جعفر متوکل نے فتح بن خاقان سے کہا: درندوں کے رکھوالوں سے جا کر بولو کہ تین درندے لے کر آئیں اور اس محل میں لا کر اس کے صحن میں چھوڑ دیں۔ ہم بیٹھ کر سارا منظر دیکھیں گے اور زینے کا دروازہ بند کر دیں گے۔ امام علی بن محمد ہادی کو بلوائیں گے، جب وہ آ کر محل کے دروازے میں داخل ہو کر صحن میں آ جائیں گے تو پچھلا دروازہ بند کر کے انہیں درندوں کے ساتھ چھوڑ دیں گے۔ علی بن یحییٰ کا کہنا ہے کہ: میں اور ابنِ حمدون بھی

اسی جماعت میں تھے۔ ابنِ خاقان نے حکم کی تعمیل کی اور حضرت امام علی بن محمد ہادی کو بلایا گیا۔ جب آپ اندر آ چکے تو دروازہ بند کر دیا گیا اور درندے دھاڑ رہے تھے۔

جب امام علی بن محمد ہادی زینے کی جانب بڑھنے کے لیے صحن میں چلے تو درندے آپ کی جانب لپکے۔ لیکن درندوں کی دھاڑ خاموشی میں بدل چکی تھی اور ان کی کوئی حس وحرکت سنائی نہیں دے رہی تھی۔ درندے امام علی ہادی کے ساتھ اپنا آپ مس کرنے اور امام علی کے گرد چکر کاٹنے لگ گئے اور امام علی ہادی نے شفقت سے اپنی آستین ان کے سر پہ پھیری۔ پھر وہ درندے اپنے سینے زمین پہ رکھ کر بیٹھ گئے، نہ بولے اور نہ دھاڑے یہاں تک کہ امام علی ہادی زینے پہ چڑھ کر متوکل کے پاس آئے، کچھ دیر بات چیت کرنے کے بعد واپس تشریف لے جانے کے لیے نیچے اترے تو دوبارہ درندوں نے وہی کیا جو پہلی بار کیا تھا۔ امام علی ہادی محل سے نکل کر گھر تشریف لے گئے تو جعفر متوکل نے بطور ہدیہ مالِ کثیر حضرت امام علی ہادی کی طرف بھیجا۔

پھر متوکل نے اپنے ہمنشینوں سے کہا: اللہ کی قسم! اگر تم میں سے کسی نے لوگوں کو (آلِ رسول اور بالخصوص علی بن محمد ہادی کی یہ کرامت) بتائی تو میں تم سب کی گردنیں کاٹ دوں گا۔ علی بن یحییٰ کا کہنا ہے کہ: متوکل کی زندگی میں کسی کی جرات نہ ہو سکی کہ یہ بات لوگوں کو بتائے۔ جعفر متوکل کے مرنے کے بعد حاضرین نے یہ واقعہ عام کیا۔[1]

سامعینِ کرام! یہ واقعہ "آلِ رسول ﷺ" کی عظمت ورفعت کا ترجمان ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیں سمجھاتا ہے کہ: جو شخص آلِ رسول ﷺ اور اولادِ بتول کے اعزاز

[1] نظم درر السمطین 301، 302

واکرام کا لحاظ نہیں کرتا وہ خونخوار درندوں سے بھی بدتر ہے۔ظاہری طور پر انسان تو ہو سکتا ہے ، لیکن حقیقت میں "درندے" اس سے بہتر ہیں جن میں آلِ رسول ﷺ کے لیے اکرام کے جذبات موجود ہیں۔

**ابنِ عربی فرماتے ہیں:** رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے اہلِ قرابت اور اپنے اہلِ بیت کے بارے میں جس مودت کا تقاضا فرمایا ہے،اس کی پاسداری نہ کرنا بھی اللہ کے رسول ﷺ سے خیانت بنے گی۔کیونکہ اہلِ قرابت واہلِ بیت سے ہماری محبت کے معاملے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیتِ کرام برابری کی حیثیت رکھتے ہیں۔پس جو شخص اہلِ بیت کو ناپسند کرے اس نے رسول اللہ ﷺ کو ناپسند کیا کیونکہ آپ ﷺ بھی اہلِ بیت کا فرد ہیں اور اہلِ بیت کی محبت تقسیم نہیں ہوتی (کہ کسی ایک سے ہو اور دوسرے سے نہ ہو) کیونکہ محبتِ اہلِ بیت "اہل" سے متعلق ہے نہ کہ افرادِ اہلِ بیت میں سے کسی معین شخص سے۔لہذا خیال رکھو اور اہلِ بیتِ کرام کی قدر پہچانو۔پس جس شخص نے اہلِ بیت سے خیانت کی اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے خیانت کی۔

**اس کے بعد ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:**

مجھے ایک قابلِ اعتماد شخص نے مکہ میں بتایا۔کہا کہ ساداتِ مکہ کے لوگوں کے ساتھ معاملات کو میں ناپسند کیا کرتا تھا۔ایک روز خواب میں سیدہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا مجھ سے چہرہ پھیرے ہوئے تھیں۔میں نے سلام عرض کیا اور چہرہ پھیرنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا:

"تو سادات کی برائی کرتا ہے۔"

میں نے عرض کی: سیدہ آپ دیکھتی نہیں کہ وہ لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟سیدہ زہراء نے فرمایا: کیا وہ میرے بیٹے نہیں؟؟؟میں نے عرض کی: میں ابھی توبہ کرتا ہوں۔جب میں نے یہ عرض کی تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے میری طرف توجہ فرمائی اور اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔

فلا تعدل بأهل البيت خلقا ..... فأهل البيت هم أهل السيادة

پس تُو اہلِ بیت کے برابر کسی مخلوق کو نہ سمجھ کیونکہ اہلِ بیت ہی سرداری والے ہیں۔

فبغضهم من الإنسان خسر ..... حقيقي وحبهم عبادة

پس انسان کا اہلِ بیت سے بغض حقیقی خسارہ ہے اور ان کی محبت عبادت ہے۔[1]

سامعینِ ذی قدر!

منبر کی بناوٹ ہی وعظ و نصیحت کے لیے ہے، لہذا بر سرِ منبر کوئی شقی القلب ہی ہو گا جو اچھی بات نہ کرے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اچھائی ہماری گفتگو سے چھَن کر ہماری عملی زندگی میں بھی نظر آئے۔یہی معاملہ اہلِ بیتِ کرام کی تعظیم و توقیر کا ہے۔ ہم میں سے شاید ہی کوئی ایسا سنی مسلمان ہو جو زبانی طور پر اہلِ بیتِ کرام کی عظمت کا قائل نہ ہو، لیکن جب ہم اپنے کردار کو دیکھتے ہیں تو گفتار سے یکسر مختلف نظر آتا ہے اور یہ فرق اس وقت زیادہ واضح ہو جاتا ہے جب کسی سید زادے کی طرف سے ہمارے حق پر "ظاہری" دست درازی پائی جائے۔۔۔ایسی حالت میں سادات کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کر پانا ہی اہلِ بیتِ کرام سے حقیقی محبت اور ان کے حق کی درست معرفت کی علامت ہے۔

---

[1] الفتوحات المكية 139/4

# "لیس منا" اور "تکفیرِ مسلم"

سطورِ بالا میں بسط و تفصیل سے یہ بات مذکور ہو چکی کہ "لیس منا" اور اس سے ملتے جلتے فرامینِ مصطفی ﷺ خروج از ملت میں "نص" نہیں۔

بنابریں: ان کلمات کو آڑ بنا کر اہلِ اسلام کی تکفیر ہر گز ہر گز درست نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے جیسا کہ حضرت ابو ذر غفاری سے مروی ہے، فرمایا:

"لایرمی رجل رجلا بالفسوق ولایرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذلک" کوئی شخص جب کسی دوسرے کو فاسق یا کافر کہتا ہے، اگر وہ شخص ایسا نہ ہو تو یہ فتوی کہنے والے کی طرف پلٹ آتا ہے۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا قال الرجل لاخیه یاکافر فقد باء به احدهما"

جب کوئی شخص اپنے بھائی کو "اے کافر" کہتا ہے تو ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف کفر لوٹتا ہے۔[2]

ناحق فتویٔ کفر کی شدت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ومن رمی مؤمنا بکفر فهو کقتله

جس نے کسی ایماندار کو کفر کی تہمت لگائی تو وہ اس کے قتل کی طرح ہے۔[3]

---

[1] صحیح البخاری الرقم 5585 مسند احمد الرقم 20590 مشکل الآثار للطحاوی الرقم 723

[2] صحیح البخاری الرقم 5638

[3] صحیح البخاری الرقم 5587۔ 5640 مصنف عبدالرزاق ج 8 ص 482 ج 10 ص 463

اس باب میں احادیثِ طیبہ انتہائی کثرت کے ساتھ موجود ہیں جو اہلِ ایمان کی تکفیر کی نزاکت سمجھانے میں کافی ووافی ہیں۔انہی فرامینِ مصطفی ﷺ کے پیشِ نظر امتِ مسلمہ کے اکابر اہلِ علم نے جابجا فرمایا:

"جمهور المتكلمين والفقهاء على انه لا يكفر احد من اهل القبلة"

جمہور متکلمین وفقہاء اس پہ ہیں کہ اہلِ قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہ کی جائے۔[1]

یہی وجہ ہے کہ اہلِ علم نے جابجا تصریح فرمائی کہ کسی مسلمان کی گفتگو جب تک محملِ حسن پر محمول ہو سکتی ہو، اس گفتگو کی وجہ سے اسے کافر نہیں کہا جا سکتا۔

**ابنِ نجیم فرماتے ہیں:**

**والذي تحرر أنه لا يفتى بتكفير مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان في كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة**

یعنی جو بات ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ: جس مسلمان کی گفتگو کسی اچھے محمل پہ محمول ہو سکے یا اس کے کفر میں اختلاف ہو، چاہے ضعیف روایت ہی کیوں نہ ہو بہر حال اس کے کفر کا فتوی نہیں دیا جائے گا۔[2]

**فلهذا:** "لیس منا" کے ظاہر کا بہانہ کر کے کسی مسلمان کو کافر کہنا ہر گز درست نہیں۔

---

[1] شرح المواقف ج 8 ص 370

[2] البحر الرائق ج 5 ص 135

لیکن گفتگو کے اختتام سے پہلے اس بات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں کہ "اہلِ قبلہ" کے معنی ہر گز یہ نہیں کہ:

جو شخص کعبہ مشرفہ کی جانب چہرہ کر کے نماز پڑھے وہ "اہلِ قبلہ" سے شمار ہو گا۔

اگر ایسا ہو تو پھر قادیانیوں کو بھی کافر کہنے کی وجہ باقی نہ رہے گی۔

حق یہ ہے کہ "اہلِ قبلہ" ایک اصطلاح ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ:

ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو۔ اگر معاذ اللہ ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کیا تو اب "اہلِ قبلہ" سے شمار نہ ہو گا۔

**شرح فقہِ اکبر میں ہے:**

ثم اعلم ان المراد باھل القبلة الذین اتفقوا علی ماھو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله بالکلیات والجزئیات وماأشبه ذلک من المسائل فمن واظب طول عمره علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم اونفی الحشر اونفی علمه سبحانه بالجزئیات لایکون من اھل القبلة وان المراد بعدم تکفیر احد من اھل القبلة عنداھل السنة انه لایکفر مالم یوجد شیئ من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر عنه شیئ من موجباته

پھر جان لو کہ اہلِ قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریاتِ دین پر متفق ہیں جیسے عالم کا حدوث، اجساد کا حشر، ذاتِ باری تعالیٰ کا کلیات و جزئیات کا علم اور اس جیسے مسائل۔ پس

اگر کوئی شخص ساری زندگی طاعات وعبادات پر جمارہے لیکن عالم کو قدیم مانے یا اجساد کے حشر کا انکاری ہو یا ذاتِ باری تعالی سے جزئیات کے علم کا انکاری ہو وہ اہلِ قبلہ سے نہیں۔

نیز: اہلِ سنت کے ہاں اہلِ قبلہ کی تکفیر کی نفی کے معنی ہیں: اس وقت تک تکفیر نہ کی جائے گی جب تک امارات وعلاماتِ کفر میں سے کوئی چیز موجود نہ ہو اور جب تک موجِباتِ کفر سے کوئی چیز صادر نہ ہو۔ [1]

---

[1] شرح فقہ اکبر ص154۔155

ان شاء اللہ الکریم

عنقریب

ابو بکر رضی اللہ عنہ فی القرآن　　عمر رضی اللہ عنہ فی القرآن

عثمان رضی اللہ عنہ فی القرآن　　علی رضی اللہ عنہ فی القرآن

رقاب الاکابر تحت قدم

السید عبدالقادر

مصنف

محمد علی سکندری

آپکے ہاتھوں میں ہونگے

# مصادر و مراجع

## القرآن الکریم

| نام کتاب | مصنف | متوفی | مطبوعہ |
|---|---|---|---|
| الموطأ | مالک بن انس | 179ھ | مؤسسۃ زاید بن سلطان |
| الجامع الصغیر | ابو عبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانی | 189ھ | عالم الکتب بیروت |
| مصنف عبد الرزاق | ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی | 211ھ | المجلس العلمی الہند |
| السیرۃ النبویۃ | عبد الملک بن ہشام | 213ھ | مطبعۃ المصطفیٰ |
| مسند الحمیدی | ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی | 219ھ | دار السقاء، دمشق |
| مسند ابن الجعد | علی بن الجعد البغدادی | 230ھ | مؤسسۃ نادر بیروت |
| مصنف ابن ابی شیبہ | ابو بکر بن ابی شیبۃ عبد اللہ بن محمد | 235ھ | مکتبۃ الرشد الریاض |
| مسند احمد | ابو عبد اللہ احمد بن محمد | 241ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| فضائل الصحابۃ | ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی | 241ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| سنن دارمی | ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن | 255ھ | دار المغنی |
| الادب المفرد | محمد بن اسماعیل البخاری | 256ھ | البشائر الاسلامیۃ |
| صحیح البخاری | محمد بن اسماعیل البخاری | 256ھ | دار الطوق النجاۃ |
| تاریخ الکبیر | محمد بن اسماعیل البخاری | 256ھ | دائرۃ المعارف |
| صحیح مسلم | مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری | 261 ھ | إحیاء التراث |
| اخبار مکہ | ابو عبد اللہ محمد بن إسحاق الفاکہی | 272ھ | دار خضر |
| سنن ابن ماجہ | ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی | 273ھ | دار احیاء الکتب |
| سنن ابو داؤد | ابو داود سلیمان بن الاشعث | 275ھ | المکتبۃ العصریۃ |
| المعرفۃ والتاریخ | یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی | 277ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| جامع ترمذی | محمد بن عیسی الترمذی | 279ھ | مطبعۃ مصطفیٰ مصر |

| | | | |
|---|---|---|---|
| مسند الحارث | ابو محمد الحارث بن محمد | 282ھ | خدمۃ السنۃ المدینۃ المنورۃ |
| السنۃ لابن ابی عاصم | احمد بن عمرو بن الضحاک الشیبانی | 287ھ | المکتب الاسلامی |
| مسند البزار | ابو بکر احمد بن عمرو البزار | 292ھ | مکتبۃ العلوم |
| سنن نسائی | احمد بن شعیب بن علی النسائی | 303ھ | المطبوعات السلامیہ |
| مسند ابی یعلی | ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی الموصلی | 307ھ | دار المأمون للتراث دمشق |
| المنجد | علی بن الحسن الھنائی الازدی | 309ھ | عالم الکتب القاہرۃ |
| الکنی والاسماء | ابو بشر محمد بن احمد الدولابی الرازی | 310ھ | دار ابن حزم |
| تاریخ الرسل والملوک | محمد بن جریر الطبری | 310ھ | دار التراث |
| احادیث ابی عروبۃ | ابو عروبۃ الحسین بن محمد الجزری | 318ھ | شرکۃ الریاض |
| مشکل الآثار | ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی | 321ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| العلل لابن ابی حاتم | ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی | 327ھ | مطابع الحمیضی |
| المسند للشاشی | ابو سعید الہیثم بن کلیب الشاشی | 335ھ | مکتبۃ العلوم المدینۃ |
| معجم ابن الاعرابی | ابو سعید بن الاعرابی احمد بن محمد | 340ھ | دار ابن الجوزی |
| صحیح ابن حبان | محمد بن حبان التمیمی | 354ھ | المؤسسۃ الرسالۃ |
| الثقات | محمد بن حبان بن احمد التمیمی | 354ھ | دار المعارف |
| الشریعۃ للآجری | ابو بکر محمد بن حسین الآجری | 360ھ | دار الوطن الریاض |
| المعجم الاوسط | سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی | 360ھ | دار الحرمین القاہرۃ |
| المعجم الکبیر | سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی | 360ھ | مکتبۃ ابن تیمیہ القاہرۃ |
| مسند الشامیین | سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی | 360ھ | المؤسسۃ الرسالۃ |
| الکامل فی الضعفاء | ابو احمد بن عدی الجرجانی | 365ھ | المکتبۃ العلمیۃ |
| معانی الاخبار | ابو بکر محمد بن ابی اسحاق الکلاباذی الحنفی | 380ھ | دار الکتب العلمیۃ |
| المعجم لابن المقرئ | ابو بکر محمد بن ابراہیم بن علی | 381ھ | مکتبۃ الرشد |

| | | | |
|---|---|---|---|
| بدائع الصنائع | علاء الدین ابو بکر بن مسعود الحنفی | 387ھ | الکتب العلمیۃ |
| فوائد ابن اخی | اِبو الحسین محمد بن عبد اللہ بن البغدادی | 390ھ | اِضواء السلف الریاض |
| الایمان لابن مندہ | اِبو عبد اللہ محمد بن إسحاق | 395ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| مستدرک علی الصحیحین | ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ | 405ھ | الکتب العلمیۃ |
| شرف المصطفیٰ | عبد الملک بن محمد بن اِبراہیم | 407ھ | البشائر الاسلامیۃ |
| مناقب علی لابن مردویہ | ابو بکر احمد بن موسیٰ اصفہانی | 410ھ | دار الآثار |
| شرح اِصول اعتقاد | اِبو القاسم ہبۃ اللہ بن الحسن الرازی اللالکائی | 418ھ | دار طیبۃ |
| تاریخ جرجان | اِبو القاسم حمزۃ بن یوسف الجرجانی | 427ھ | عالم الکتب بیروت |
| اِمالی ابن بشران | اِبو القاسم عبد الملک بن محمد | 430ھ | دار الوطن |
| المسند المستخرج | ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی | 430ھ | الکتب العلمیۃ |
| حلیۃ الأولیاء | اِبو نعیم اِحمد بن عبد اللہ الأصبہانی | 430ھ | دار الفکر |
| السنن الکبری للبیہقی | اِحمد بن الحسین بن علی اِبو بکر البیہقی | 458ھ | کتب العلمیۃ |
| شعب الایمان | اِحمد بن الحسین بن علی اِبو بکر البیہقی | 458ھ | مکتبۃ الرشید |
| الاعتقاد | اِحمد بن الحسین بن علی اِبو بکر البیہقی | 458ھ | دار الآفاق الجدیدۃ |
| الآداب | اِحمد بن الحسین بن علی اِبو بکر البیہقی | 458ھ | دار الآفاق الجدیدۃ |
| تاریخ بغداد | اِبو بکر اِحمد بن علی الخطیب البغدادی | 463ھ | الکتب العلمیۃ |
| ذم الکلام واہلہ | عبد اللہ بن محمد بن علی الہروی | 481ھ | مکتبۃ العلوم |
| مناقب علی لابن المغازلی | علی بن محمد بن محمد المغازلی | 483ھ | دار الآثار |
| المفردات فی غریب القرآن | اِبو القاسم الحسین بن محمد الراغب الأصفہانی | 502ھ | دار القلم دمشق |
| ذخیرۃ الحفاظ | اِبو الفضل محمد بن طاہر بن علی | 507ھ | دار السلف الریاض |

| | | | |
|---|---|---|---|
| الفردوس بمأثور الخطاب | ابو شجاع الدیلمیؒ الہمذانی | 509ھ | الکتب العلمیۃ |
| المقدمات الممہدات | محمد بن احمد بن رشد القرطبیؒ | 520ھ | دار الغرب الاسلامی |
| شرح التلقین | ابو عبد اللہ محمد بن علی المالکی | 536ھ | دار الغرب الاسلامی |
| إکمال المُعلم | عیاض بن موسی بن عیاض | 544ھ | دار الوفاء مصر |
| تاریخ دمشق | ابو القاسم علی بن الحسن ابن عساکر | 571ھ | دار الفکر |
| الاربعون البلدانیۃ | ابو القاسم علی بن الحسن ابن عساکر | 571ھ | مکتبۃ القرآن القاہرۃ |
| المغنی لابن قدامۃ | عبد اللہ بن احمد بن محمد ابن قدامۃ | 620ھ | مکتبۃ القاہرۃ |
| الجامع الکبیر | نصر اللہ بن محمد الشیبانی | 637ھ | مطبعۃ المجمع العلمی |
| الفتوحات المکیۃ | محمد بن علی بن محمد ابن العربی | 638ھ | دار الکتب العربیۃ |
| الأحادیث المختارۃ | ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد المقدسی | 643ھ | دار خضر |
| الترغیب والترہیب | عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ المنذری | 656ھ | دار الکتب العلمیۃ |
| الجامع لاحکام القرآن | ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیؒ | 671ھ | دار الکتب العصریۃ |
| المنہاج شرح صحیح / شرح النووی | محیی الدین یحیٰی بن شرف النووی | 676ھ | إحیاء التراث |
| تحفۃ الأبرار شرح مصابیح السنۃ | ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوی | 685ھ | وزارۃ الأوقاف |
| الریاض النضرۃ | احمد بن عبد اللہ بن محمد، محب الدین الطبری | 694ھ | المکتبۃ العلمیۃ |
| کنز الدقائق | ابو البرکات عبد اللہ بن احمد النسفی | 710ھ | البشائر الاسلامیۃ |
| لسان العرب | محمد بن مکرم بن علی | 711ھ | دار صادر بیروت |
| تحفۃ الأشراف | جمال الدین ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن | 742ھ | المکتب الاسلامی |
| سیر اعلام النبلاء | شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی | 748ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| نظم درر السمطین | جمال الدین محمد بن یوسف بن حسن الحنفی | 750ھ | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| البدایۃ والنہایۃ | ابو الفداء إسماعیل بن عمر الدمشقی | 774ھ | دار الفکر |
| جامع المسانید والسنن | ابو الفداء إسماعیل بن عمر البصری | 774ھ | دار خضر بیروت |
| فتح الباری | زین الدین عبد الرحمٰن بن احمد الحنبلی | 795ھ | مکتبۃ الغرباء |
| مجمع الزوائد | ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی | 807ھ | مکتبۃ القدسی القاہرۃ |
| کشف الاستار | ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی | 807ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| حیاۃ الحیوان | محمد بن موسی الدمیری الشافعی | 808ھ | الکتب العلمیۃ |
| شرح المواقف | السید الشریف علی بن محمد الجرجانی | 816ھ | دار الکتب العلمیۃ |
| التعریفات | علی بن محمد بن علی الزین الشریف الجرجانی | 816ھ | دار الکتب العلمیۃ |
| إتحاف الخیرۃ المہرۃ | ابو العباس شہاب الدین احمد | 840ھ | دار الوطن الریاض |
| العواصم والقواصم | محمد بن إبراہیم بن علی بن المرتضی | 840ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| فتح الباری | احمد بن علی بن حجر العسقلانی | 852ھ | دار المعرفۃ بیروت |
| لسان المیزان | احمد بن علی بن حجر عسقلانی | 852 ھ | مؤسسۃ الأعلمی |
| عمدۃ القاری | ابو محمد محمود بن احمد الحنفی بدر الدین العینی | 855ھ | إحیاء التراث |
| منحۃ السلوک | ابو محمد محمود بن احمد الحنفی بدر الدین العینی | 855ھ | وزارۃ الأوقاف قطر |
| جامع الاحادیث | عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی | 911ھ | حسن عباس زکی |
| جامع الصغیر | عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی | 911ھ | |
| تدریب الراوی | عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی | 911ھ | دار طیبۃ |
| تاریخ الخلفاء | عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی | 911ھ | مکتبۃ نزار مصطفیٰ |
| ارشاد الساری | احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی | 923ھ | المطبعۃ الکبری |
| سبل الہدی والرشاد | محمد بن یوسف الشامی | 942ھ | دار الکتب العلمیۃ |
| تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ | نور الدین علی بن محمد الکنانی | 963ھ | دار الکتب العلمیۃ |
| البحر الرائق | زین الدین بن إبراہیم بن محمد | 970ھ | دار الکتاب الإسلام |

| | | | |
|---|---|---|---|
| الصواعق المحرقة | إحمد بن محمد ابن حجر الہیتمی | 974ھ | مؤسسة الرسالة لبنان |
| الزواجر | إحمد بن محمد ابن حجر الہیتمی | 974ھ | دار الفکر |
| کنز العمال | علاء الدین علی بن حسام الدین الهندی | 975ھ | مؤسسة الرسالة |
| مرقاۃ المفاتیح | علی بن (سلطان) محمد ابوالحسن نور الدین | 1014ھ | دار الفکر |
| فیض القدیر | عبد الرؤوف بن تاج العارفین المناوی | 1031ھ | المکتبة التجاریة مصر |
| لمعات التنقیح | عبد الحق بن سیف الدین الدهلوی الحنفی | 1052ھ | دار النوادر، دمشق |
| الدر المختار | محمد بن علی الحنفی | 1088ھ | دار الکتب العلمیة |
| سنط النجوم العوالی | عبد الملک بن حسین المکی | 1111ھ | دار الکتب العلمیة |
| روح البیان | إسماعیل حقی بن مصطفیٰ الحنفی | 1127ھ | دار الفکر بیروت |
| حاشیة السندی علی سنن ابن ماجه | محمد بن عبد الهادی التتوی السندی | 1138ھ | دار الجیل بیروت |
| حجة اللہ البالغة | إحمد بن عبد الرحیم «الشاہ ولی اللہ الدہلوی» | 1176ھ | دار الجیل بیروت |
| تاج العروس | محمد بن محمد بن عبد الرزّاق الحسینی الزبیدی | 1205ھ | دار الهدایة |
| بیاض واحدی | عبد الواحد سیوستانی المعروف نعمان ثانی | 1224ھ | سندھی ادبی بورڈ |
| فتح القدیر | محمد بن علی بن محمد الشوکانی | 1250ھ | دار ابن کثیر |
| رد المحتار/فتاوی شامی | ابن عابدین محمد إمین بن عمر الحنفی | 1252ھ | دار الفکر بیروت |
| روح المعانی | شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الآلوسی | 1270ھ | دار المکتبة العلمیة |
| عون المعبود | محمد إشرف بن إمیر بن علی الصدیقی | 1329ھ | الکتب العلمیة |
| رحمة للعالمین | محمد سلیمان المنصور پوری | 1348ھ | دار السلام الریاض |
| الشرف المؤبد | الشیخ یوسف ابن اسماعیل النبہانی | 1350ھ | |
| تحفة الأحوذی | محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم المبارکپوری | 1353ھ | دار الکتب العلمیة |
| علوم البلاغة | إحمد بن مصطفیٰ المراغی | 1371ھ | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| حیاۃ الصحابۃ | محمد یوسف الکاندھلوی | 1384ھ | مؤسسۃ الرسالۃ |
| مرعاۃ المفاتیح | عبید اللہ بن محمد عبد السلام المبارکپوری | 1414ھ | إدارۃ البحوث العلمیۃ |
| شرح ریاض الصالحین | محمد بن صالح بن محمد العثیمین | 1421ھ | دار الوطن الریاض |
| الشرف المؤبد لآل محمد | یوسف بن اسماعیل النبھانی | | |
| الفتاوی الھندیۃ | نظام الدین البلخی | | دار الفکر |
| مراۃ المناجیح | مفتی احمد یار نعیمی | 1391ھ | |
| شرح صحیح مسلم | علامہ غلام رسول سعیدی | 1438ھ | |
| تبیان القرآن | علامہ غلام رسول سعیدی | 1438ھ | |